www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ

المرشد

لاہور

مئی 2000

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ

المُرشد

لاہور

بانی : حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست : حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

ناظم اعلیٰ : کرنل (ریٹائرڈ) مطلوب حسین　　نشرواشاعت : چوہدری غلام سرور

اس شمارے میں

1-	نواز شریف فرسودہ نظام کا شکار ہوگئے (اداریہ)	محمد اسلم	3
2-	جنت' بغیر حساب کے	امیر محمد اکرم اعوان	4
3-	چھاؤں دینے والے درخت	جاوید چودھری	16
4-	ذکر الٰہی کی توفیق	امیر محمد اکرم اعوان	18
5	رہبر تصوف کی مہکتی باتیں	حضرت اللہ یار خانؒ	23
6-	نفاذ اسلام	امیر محمد اکرم اعوان	25
7-	طیارہ سازش کیس اخبارات کی نظر میں	خصوصی رپورٹ	31
8-	سوال-جواب	امیر محمد اکرم اعوان	33
9-	کلام شیخ	سیماب اویسی	36
10-	پاکستان میں نفاذ اسلام ..... ایک یادداشت	کے ایم اعظم	37
11-	اپنا جائزہ	امیر محمد اکرم اعوان	39
12-	سات کنکریاں	سرفراز حسین	45
13	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ	قسط نمبر3	46
14	لکیر کے اس پار	سیماب اویسی	51
15-	اخلاص	عقارین کفایت	48
17-	تربیتی اجتماع کے تقاضے		

جلد نمبر21　　شمارہ نمبر10

مئی 2000ء

مدیر ـــــ چوہدری محمد اسلم

نائب مدیر ـــــ الطاف قادر گھمن

سرکولیشن مینجر ـــ رانا جاوید احمد

کمپیوٹر گرافکس ـ اعجاز احمد اعجاز

CLP No. 3

قیمت 20 روپے

بدل اشتراک	سالانہ	تاحیات	بدل اشتراک	سالانہ	تاحیات
پاکستان	175 روپے	2700 روپے	برطانیہ اور یورپ	25 سٹرلنگ پاؤنڈ	130 سٹرلنگ پاؤنڈ
بھارت سری لنکا بنگلہ دیش	400 روپے	4000 روپے	امریکہ	45 امریکن ڈالر	300 امریکن ڈالر
مشرق وسطیٰ کے ممالک	90 سعودی ریال	700 سعودی ریال	کینیڈا	50 امریکن ڈالر	350 امریکن ڈالر

رابطہ آفس ـ دارالعرفان' عقب عبداللہ پور ویگن سٹینڈ' ریلوے کالونی' فیصل آباد ـ فون 727410

ناشر　پروفیسر حافظ عبدالرزاق　　انتخاب جدید پریس لاہور 6314365

ہیڈ آفس ـ ماہنامہ المرشد' اویسیہ سوسائٹی' کالج روڈ ٹاؤن شپ' لاہور ـ فون 5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ

نواز شریف فرسودہ نظام کا شکار ہو گئے

انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت کے جج رحمت حسین جعفری نے 6۔ اپریل 2000ء کو سابق وزیر اعظم اور پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ کو طیارہ سازش کیس میں ہائی جیکنگ کا مجرم قرار دیتے ہوئے دو مرتبہ عمر قید اور جرمانے کی سزائیں سنائیں جبکہ باقی ملزموں شہباز شریف' سید غوث علی شاہ' رانا مقبول' سیف الرحمان 'سعید مہدی اور خاقان عباسی کو بری کر دیا گیا۔

لوگ خصوصی عدالت کے اس فیصلے کا بڑی شدت سے انتظار کر رہے تھے لیکن پاکستان میں ایک بہت بڑی اکثریت کی یہ خواہش تھی کہ میاں نواز شریف سمیت سابق حکمرانوں کے خلاف طیارہ سازش کیس جیسے مقدمے کی بجائے لوٹ مار' کرپشن اور بدعنوانیوں کے مقدمات دائر کئے جاتے اور ان کیسوں کے جلد از جلد فیصلوں کے ذریعے ان سے ملک کی لوٹی ہوئی دولت نکلوائی جاتی اور کرپشن ثابت ہونے پر انہیں آنے والی نسلوں کے لئے نشان عبرت بنا دیا جاتا۔ بہر حال جن حالات میں یہ مقدمہ درج کرایا گیا اور پھر اس کی سماعت ہوئی ان میں سیاست کا بڑا عمل دخل ہے اور معزول وزیر اعظم اور ان کے وکلاء نے اسے سیاسی انداز میں پیش کیا کیونکہ 12 اکتوبر 1999ء کو معزول وزیر اعظم محمد نواز شریف نے چیف ایگزیکٹو کے اختیارات استعمال کرتے ہوئے آرمی چیف جنرل پرویز مشرف کو برطرف کر کے جنرل ضیاء الدین کو آرمی چیف مقرر کرنے کا حکم جاری کیا تھا اور پھر پاکستان ٹیلی ویژن سے اس بارے میں باقاعدہ اعلان بھی کر دیا گیا۔ اس وقت تک جنرل پرویز مشرف سری لنکا سے وطن واپس نہیں آئے تھے اور جب پرویز مشرف پی آئی اے کی معمول کی پرواز سے وطن واپس آ رہے تھے تو ان کے طیارے کو ائیر پورٹ پر اترنے کی اجازت نہ دی گئی۔ بعد ازاں فوج کی مداخلت پر ان کا طیارہ کراچی ائیرپورٹ پر اترا جس کے بعد رات گئے جنرل پرویز مشرف نے چیف ایگزیکٹو کا عہدہ سنبھالتے ہوئے وزیر اعظم محمد نواز شریف کو برطرف کر دیا جبکہ آئین' پارلیمنٹ اور اسمبلیاں معطل کرتے حکومت چلانے کا آغاز کیا۔

نواز شریف کے خلاف طیارہ سازش کیس کا مقدمہ بارہ اکتوبر 1999ء کو پی آئی اے کی فلائٹ کو روکنے کے الزام میں ہی قائم کیا گیا تھا۔ اس وقت کسی کو بھی اندازہ نہیں تھا کہ کھٹمنڈو سے آنے والے طیارے کو روکنے کے خواہش مند وزیر اعظم کے اقتدار کا وہ آخری دن ثابت ہو گا اور ان کی یہ خواہش انہیں جیل کی سلاخوں کے پیچھے لے جائے گی۔ شاید نواز شریف یہ بھول گئے تھے کہ جس منصب پر وہ فائز ہیں وہ ان کی جاگیر نہیں' انہیں اس بات کا خیال ہی نہ تھا کہ اصل حکمرانی تو ذات باری تعالیٰ کی ہے۔ وہ من مرضی کی سیاست میں ایسے مشغول ہوئے کہ اللہ کی بے آواز لاٹھی کو بھی بھول گئے۔ خدا کی قدرت دیکھئے کہ انہیں اسی قانون کے تحت سزائیں سنائی گئی جو انہوں نے خود بنایا تھا۔ انہیں اسی نظام نے نگل لیا' جسے قائم رکھنے کے لئے وہ مصر تھے۔

سب جانتے ہیں کہ اللہ کے بندوں نے کئی بار انہیں سمجھایا کہ موقع ہے' فرسودہ نظام کو بدل دو اور ملک میں اسلامی نظام رائج کرنے کا اعلان کرو لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا۔ نواز شریف انگریز کو دیا ہوا نظام تو نہ بدل سکے البتہ اس گھٹیا نظام نے انہیں ایسا پلٹا دیا کہ وہ اقتدار کے ایوانوں سے جیل کی سلاخوں کے پیچھے چلے گئے۔

طیارہ سازش کیس میں نواز شریف کو سزا کا حکم سنائے جانے پر عوامی رد عمل سے قطع نظر اصل بات یہ ہے کہ موجودہ حکمران بھی اسی نظام کو قائم و دائم رکھنے اور اسے تقویت پہنچانے میں مصروف ہیں جو باون برسوں سے پاکستان کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے۔ تنظیم الاخوان کے امیر مولانا محمد اکرم اعوان نے اپنے بیانات اور تقاریر کے ذریعے موجودہ حکمرانوں کو بھی کھلے الفاظ میں یہ بتا دیا ہے کہ ملکی مسائل موجودہ ظالمانہ نظام کو بار بار آزمانے سے حل نہیں ہوں گے بلکہ مسائل کے حل کے لئے اس نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ہو گا لیکن نواز شریف کی طرح ان کو بھی یہ بات سمجھ نہیں آ رہی۔ اقتدار کے نشے میں وہ بھی من مانیاں کرنے میں مصروف ہیں۔ انہیں بھی اس بات کا احساس نہیں کہ وہ کہاں کہاں اور کتنی بڑی بڑی غلطیاں کر رہے ہیں اور کون انہیں اندھیری گلی کی طرف لے جا رہا ہے۔

میاں نواز شریف کو عمر قید کی سزا جہاں اقتدار کا غلط استعمال کرنے والوں کے انجام کی نشاندہی ہے وہاں برسراقتدار افراد کو یہ احساس دلانے کا باعث بھی ہے کہ اگر انہیں ملکی فیصلے کرنے کا اختیار ملا ہے تو وہ اللہ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق فیصلے کریں اور اقتدار کے نشے میں کوئی ایسا اقدام اٹھانے سے گریز کریں جو آنے والے وقت میں ان کے لئے نقصان کا باعث بنے۔ فرسودہ نظام سے پیار کرنے والا خواہ نواز شریف ہو یا کوئی اور اسے یہ جان لینا چاہئے کہ یہ نظام کسی کا دوست نہیں اور اس نظام کا دوست ملک و قوم کا دوست نہیں ہو سکتا۔ نواز شریف کا جو انجام ہونا تھا ہوا' مگر موجودہ حکمرانوں کے پاس وقت ہے کہ وہ ملک میں نفاذ اسلام کے لئے عملی اقدام اٹھاتے ہوئے ملک و قوم کی عدالت اور اللہ کی عدالت کی سزاؤں سے بچیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

جنت بغیر حساب کے

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔

الحمدللہ! اس دفعہ رمضان المبارک کے اول و آخر جمعتہ المبارک ہے اور رمضان میں غالباً پانچ جمعے نصیب ہوئے اور شاید ہماری بات اس آیہ کریمہ پہ پہلے جمعہ سے شروع ہوئی اور وہی تسلسل آ رہا ہے جس میں رمضان المبارک کی اہمیت و ضرورت اور اس کا حاصل و مقصد حصول تقویٰ اللہ جل شانہ سے تعلق اللہ جل شانہ کی معرفت پہنچا اس سے محبت اس کی اطاعت ہے تو اس کے لئے انسان چونکہ اوصاف بشریٰ سے متصف ہے اس کی ضرورتیں بھوک' پیاس' نیند پھر اس کی خصلتیں جو اس کے مزاج میں ہیں دوستیاں' دشمنیاں تعلقات دنیا مفادات وقتی عارضی اور مادی مفادات اور ان سب کے اوپر سب سے زیادہ خطرناک بات اور تمام برائیوں میں سب سے عمیق اور گہری اور سب سے خطرناک برائی جو ہے وہ شاید مجاہدات کے بعد بھی اگر اللہ کریم کسی کو اس سے نجات بخشے تو شاید تمام برائیاں رخصت ہونے کے بعد اس کی باری آتی ہے اور وہ ہے اپنی بڑائی کا احساس آدمی جھوٹ بولنا چھوڑ دے گا' آدمی حرام کھانا چھوڑ دے گا' آدمی رات دن عبادت میں مصروف ہونا شروع کر دے گا' آدمی رات دن ذکر اذکار کرے گا' خیرات کرے گا' اللہ کی راہ میں مال لوٹائے گا لیکن اس سارا کرنے کے بعد پھر کہیں دل کے کسی گوشے میں یہ چیز پیدا ہو جائے گی کہ میں بہت عظیم انسان ہوں' میں بہت بڑا ہوں' میں نے یہ کر دیا میں نے وہ کر دیا۔ یہ ایسی برائی ہے کہ جو سب سے زیادہ خطرناک ہے اور سب سے زیادہ گہری ہے۔ اللہ جل شانہ اس بات کو سب سے زیادہ ناپسند بھی فرماتے ہیں' فرماتے ہیں۔

الکبر رداءی۔ بڑائی میرا اوڑھنا ہے' مجھے سزاوار ہے اور ایسی سزاوار ہے کہ یہ میرا اوڑھنا ہے' میری چادر ہے کہ جس کسی نے اپنا بڑا ہونے کا وہم پالا اس نے گویا میری چادر میں ہاتھ ڈالا' مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔ جہاں تک ریاضت مجاہدے عبادت حصول علم اور نیکی کا تعلق ہے اس میں جو محنت ابلیس نے کی اس کا پایہ یہ تھا کہ معلم الملکوت ٹھہرا۔ مولانا محمد خان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ قدیم علماء میں سے تھے اور انہوں نے بہت سی تصانیف چھوڑیں۔ اکثر تصانیف ان کی فارسی میں تھیں تو اس بات پہ بحث کرتے ہوئے اپنی ایک تصنیف میں وہ لکھتے ہیں کہ اس کا مقام یہ تھا کہ انسانوں سے پہلے جب زمین پر جنات آباد تھے تو جب وہ برائی اور بغاوت میں حد سے بڑھ جاتے تو اللہ کریم آسمان سے فرشتوں کی فوجیں بھیجتے جو ان کے سرکشوں کو سزا دیتے۔ مارتے اور پھر انہیں صحیح راستے پہ لگاتے۔ اس میں بحث یہ ہے کہ کیا جنوں میں کوئی نبی ہوا ہے یا نہیں تو اس بحث میں وہ لکھتے ہیں کہ اگر نبی ہوتا تو آسمان سے فرشتوں کو اصلاح کے لئے کیوں بھیجا جاتا۔ تو ابلیس کے بارے میں وہ لکھتے ہیں کہ وہ۔

زراہ تفاخر .فوج ملک گہہ بر زمین بود گاہ بر .فلک

تو اس کا مرتبہ یہ تھا کہ بڑے فخر سے اور بڑی عزت و احترام سے فرشتے اس کے ماتحت ہوتے تھے اور یہ کبھی زمین پر ہوتا تھا اور کبھی آسمانوں پر ہوتا تھا۔ اب جو جرم ہوا' جو گناہ ہوا جو قرآن حکیم نے اس کا جرم جو اس کی نافرمانی کا سبب بتایا وہ یہ تھا۔ انا خیر منہ۔ میں اس سے بہتر ہوں' میں اپنے سے کم تر کو سجدہ کیوں کروں' یعنی وہ ساری محنت' ساری ریاضت' ساری عبادت کے بعد وہ انانیت جو

تھی یا اپنی بڑائی کا وہم جو تھا اپنے بڑا ہونے کا بھرم جو تھا' وہ باقی تھا۔ قرآن حکیم جب اس کی بات کرتا ہے تو اللہ عالم الغیوب ہے اور فرماتا ہے کان من الکفرین۔ تھا ہی کافروں میں سے۔ ہمارے اردو ترجمہ کرنے والے لکھتے ہیں ہو گیا کافر لیکن ماضی کا صیغہ ہے۔ اللہ کے علم میں موجود تھا کہ اس عبادت و ریاضت کے پیچھے بھی اس کی انا موجود ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں کہ اس نے نافرمانی کی تو اللہ کو بڑی حیرت ہوئی کہ اسے نہیں کرنی چاہئے تھی وہ علیم بذات الصدور ہے جو گزر چکا ہے وہ گزر رہا ہے یہ اور جو کچھ آنے والا ہے وہ سارا کچھ اللہ کے سامنے حاضر ہے۔ اس کا علم حضوری ہے اس کے علم میں ماضی اور مستقبل نہیں ہے۔ ہم جو بات کرتے ہیں۔

بات منہ سے نکلی' ہوا میں پھیلی' ختم ہو گئی اب سائنس نے ٹیپ ریکارڈر یا ویڈیو کیمرے بنا لئے جن پہ ریکارڈ ہوتی ہے لیکن اس کی بارگاہ میں ہر وہ لفظ جو کسی لب سے پھسلتا ہے ریکارڈ ہو جاتا ہے۔ ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید۔ ایک ایک لفظ ریکارڈ ہو جاتا ہے' فضا میں موجود ہے' جب کسی وقت لوگ انکار کریں گے اپنی باتوں سے میں نے ایسا نہیں کہا تو وہی ریکارڈ اسے سنا دیا جائے گا کہ یہ کون بات کر رہا ہے تو اس زعم کو توڑنے کے لئے اس آخری خرابی کو بھی نکالنے کے لئے اللہ کریم نے رمضان المبارک کی مبارک ساعتیں نصیب فرمائیں۔ مجاہدہ اضطراری کرایا' مجاہدات دو قسم کے ہوتے ہیں ایک ہوتا ہے اختیاری' اپنی پسند سے جو مجاہدہ کرتا ہے وہ اختیاری ہوتا ہے۔ ایک ہوتا ہے اضطراری جو حکماً" قدرت کی طرف سے کرا دیا جاتا ہے کسی پر بیماری بھیج دی گئی' کسی کو کسی اور آزمائش سے گزار کر انعام دیدیا تو رمضان بھی مجاہدہ اضطراری ہے کہ حکماً" روزہ رکھے۔ زائد نمازیں پڑھے' صدقات دے' زبان کا تحفظ کرے۔ لیکن فائدہ دونوں سے ہوتا ہے' دوائی کوئی اپنی مرضی سے پی لے یا آپ اسے زبردستی پلا دیں دوائی کا اثر تو ہوتا ہے۔ مجاہدہ اضطراری ہو یا اختیاری اس کے نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ اب اس میں صرف مجاہدہ نہیں رکھا صرف بھوک پیاس نہیں رکھی اس میں بڑے اہتمام فرمائے۔ قادر مطلق نے کہ رمضان کے چاند کے طلوع کے ساتھ ہی جہاں تک اس چاند کا دائرہ کار ہے وہاں تک شیاطین قید ہو گئے جوں جوں آگے جہاں تک وہ طلوع ہوتا جائے گا' جہاں تک رمضان کی ساعتیں پہنچتی جائیں گی شیاطین قید ہوتے چلے جائیں گے اور جب تک رمضان المبارک رہے گا شیاطین قید رہیں گے۔ پھر اس کے ساتھ اس کے ثواب اور اجر کو اتنا بڑھایا کہ آدمی سوچ نہیں سکتا۔ ایک دن کے روزے یا ایک رات کے قیام کے بدلے ساری زندگی کے سارے گناہوں کی معافی کی نوید سنا دی۔ لیکن اس کے ساتھ اس کا انداز جو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا وہ عجیب ہے۔ فرمایا من صام رمضان ایماناً" و احتساباً"۔ جس نے رمضان کا روزہ رکھا ایمان کے ساتھ' ایمان کیا ہے' اللہ کی پہچان' اللہ کی معرفت' اللہ پر یقین' اللہ نے جو ماننے کا حکم دیا وہ ساری بڑی لمبی تفصیلات ہیں۔ مختصراً" اگر چھوٹے سے چھوٹا جملہ کہہ کر ہم ایمان سمجھانا چاہیں تو ایمان نام ہے اس یقین کا جو ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر اعتبار کا نام ایمان ہے۔ اللہ کے بارے ہمیں کس نے بتایا اللہ کا قرآن ہمیں کس نے دیا۔ اللہ کی مرضیات کس نے بتائیں' اللہ کی ناراضگی کے سبب کس نے بتائے' عبادت کے طریقے کس نے بتائے' حلال و حرام کی تعلیم کس نے دی' سب کچھ جو نصیب ہوا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ سے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم پر اعتبار کا نام ایمان ہے۔ اگر اس میں تشکیک پیدا ہو جائے اگر اسی میں غبار آ جائے تو اس کے علاوہ ایمان کوئی نہیں ہے۔ ایمان ہو اور پھر فرمایا احتساباً محاسبہ کرے' اپنا یہ دیکھے کہ روزہ رکھنے سے میں صرف بھوکا پیاسا رہا یا میرے مزاج میں کوئی تبدیلی بھی آئی' مجھ میں کیا خرابیاں تھیں ان میں سے میں نے کتنی چھوڑ دیں' کتنی چھوڑنے کا ارادہ کر لیا' مجھ میں کیا تبدیلی آئی۔ اگر کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ احتساب کے اعتبار سے تو صرف بھوکا پیاسا رہنا مقصد نہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی جھوٹ بولتا تھا اور اس

نے روزہ رکھا تھا اور جھوٹ بولتا ہی رہا تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ اسے بھوکا پیاسا رکھے۔ اسے صرف بھوکا پیاسا رکھنا کوئی مقصد نہیں تھا' مقصد تھا لعلکم تتقون۔ تاکہ تمہیں تقویٰ نصیب ہو جائے' اللہ کریم سے رشتہ الفت نصیب ہو جائے اس کی اطاعت محبوب ہو جائے' اس کی نافرمانی سے بچنے کی کوشش کرے۔ اس طرح فرمایا من قام رمضان ایمانا" و احتسابا۔ جس نے رمضان کا قیام کر لیا' قیام کے بارے علمائے حق لکھتے ہیں عشاء باجماعت پڑھی اور فجر باجماعت پڑھی وہ قائم اللیل ہے۔ اس نے گویا ساری رات قیام کیا جو واقعی جاگتا رہا وہ تو الگ ہے لیکن جس نے عشاء باجماعت ادا کر لی اور فجر باجماعت پا لی وہ بھی قائم اللیل ہے تو رمضان کی ایک رات کا قیام لیکن ایمانا" و احتسابا"۔ اس یقین کے ساتھ اور محاسبہ اور محاکم کرتے ہوئے غفر لہ ما تقدم من ذنبہ۔ جو گناہ وہ کر چکا تھا' سارے معاف کر دوں گا۔ یہ گناہ کا اثر کیا ہوتا ہے اور گناہ کی معافی کیا ہوتی ہے۔ گناہ کا اثر یہ ہوتا ہے کہ دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے جب پوچھا تو آپؐ نے فرمایا ختم اللہ علی قلوبھم۔ لوگوں کے دلوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے عرض کی گئی جب اللہ نے مہر کر دی ہے تو پھر تو یہ نہ ایمان لائیں گے' نہ نیک کام کریں گے۔ کیا بچا؟ فرمایا اللہ نے زبردستی مہر نہیں کی ہے۔ آدمی جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں سیاہی آنا شروع ہو جاتی ہے اور اگر وہ توبہ کرتا ہے نیکی کرتا ہے ڈھل جاتی ہے۔

ان الحسنات یذھبن السیات۔ نیکیاں گناہوں کو صاف کر دیتی ہیں لیکن اگر وہ نیکی نہیں کرتا' توبہ نہیں کرتا' مسلسل گناہ کرتا ہے تو وہ سیاہی بڑھتی رہتی ہے اور اس کا ایک درجہ ایسا بھی آتا ہے کہ دل اتنا سیاہ ہو جاتا ہے کہ اللہ کریم بطور سزا اس پر مہر کر دیتے ہیں۔ پھر اسے توبہ کی توفیق بھی نصیب نہیں ہوتی۔ اس کی نافرمانی کا اثر ہوتا ہے یہ گناہ کیا ہوتا ہے گناہ سے مزاج میں گناہ پر دلیری آ جاتی ہے۔ اگر آدمی گناہ کرے اور اسے گناہ کی سزا نہ ملے تو اس کا حال یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے ڈرتا نہیں اور نیکی اسے بوجھ لگنے لگتی ہے' نیکی سے گھبراتا ہے۔ مسجد بھی جائے نمازی بھی ہو تو اس کی کوشش ہوتی ہے کہ جلدی جلدی جاؤں اور بھاگ کر یہاں سے نکلوں۔ آپ دیکھیں مسجد میں بیٹھ کر دائیں بائیں دیکھئے رکوع پورا نہیں کریں گے' سجدے صحیح نہیں' بھئی کہاں جانا ہے آپ نے بھاگ کر ایک نماز پہ اگر آپ کے دس منٹ لگتے ہیں' آپ دس کی بجائے آٹھ یا سات لگائیں گے تو باقی جو تین منٹ آپ وہاں سے بچائیں گے ان میں کیا تیر مار لیں گے۔ جو رکوع پورا نہیں کیا' قیام صحیح نہیں کیا' سجدے درست نہیں کئے' بھاگ پڑی ہوئی ہے' بھیڑ پڑی ہوئی ہے' نماز جلدی جلدی پڑھ کر اسی مسجد کے باہر کھڑے ہو کر گپ لگا رہے ہوں گے۔ دروازے میں روک لو' باتیں کرتے رہیں گے تو پھر کیوں؟ یہ ہوتا ہے گناہ کا اثر کہ نیکی بوجھ لگنے لگتی ہے۔ اگر نیکی بندہ کرے بھی تو اسے بوجھ لگنے لگتی ہے یا پھر جب مزید گناہ بڑھتے ہیں تو پھر ان چیزوں کو وہ چھوڑ ہی دیتا ہے۔ آپ کہتے ہیں لوگ مسجد نہیں آتے لیکن شاید لوگوں کو ظلمت قلبی مسجد آنے ہی نہیں دیتی وہ دلچسپی ہی ختم ہو جاتی ہے۔ احساس ختم ہو جاتا ہے' یہ ہوتا ہے گناہ۔ اب اس کی معافی کیا ہو گی؟ اگر رمضان میں گناہ معاف ہو گئے تو اس کا مطلب ہے دل صاف ہو جائے گا پھر گناہ کرنے سے ڈر لگے گا' نافرمانی سے ڈر لگنے لگے گا اور نیکی کی بھوک لگنے لگے گی۔ پھر مسجد میں لطف آنے لگے گا' پھر سجدے طویل ہوتے چلے جائیں گے' پھر راتوں کے قیام کو جی چاہنے لگے گا۔ تلاوت کو جی چاہنے لگے گا' نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشادات پڑھنے سننے میں لطف آنے لگے گا۔ نیکی میں مزا آنے لگے گا' لطف آنے لگے گا تو یہ دلیل ہے کہ اس کے گناہ معاف ہو گئے۔ ورنہ کاغذی روایتوں پہ مت رہئے گا ایک جو غلط بات ہم میں پھیل گئی ہے تاکہ یہ نیکی ادھار سودا ہے۔ اس کی اجرت آخرت میں ملے گی' یہ غلط ہے' یہاں ہر سودا نقد ہے' ہر سودا نقد ہے اور نقد اجرت ملتی ہے۔ اگر نیکی قبول ہوتی ہے تو دل میں لطف آتا ہے۔ انوارات آتے ہیں' برکات آتی ہیں اور اگر محض گناہ غالب آتے ہیں تو دل نفرتوں سے بھر جاتے ہیں۔ آدمی بہیمیت کی طرف چلا

www.naqshbandiaowaisiah.com

جاتا ہے، آدمی جانور بن جاتا ہے، آدمی درندہ بن جاتا ہے، آدمی، آدمی کو کاٹ کھاتا ہے، آدمی، آدمی کا خون پیتا ہے، آدمی، آدمی کی آبرو لوٹتا ہے۔ آدمی آدمی کا چین اور سکھ چھین لیتا ہے کیوں؟ انسانیت سے گر کر بہیمیت میں چلا گیا۔ درندگی میں چلا گیا، آپ دیکھ لیں غیر مسلم دنیا کو وہ یورپ ہو یا امریکہ یا کوئی ساری باتیں امن کی کرتی ہیں اور پوری دنیا کو جنگ کی لپیٹ میں دے رکھا ہے۔ پوری دنیا میں جانوروں کیلئے فنڈز قائم کر رکھے ہیں۔ SAVE THE ANIMALS لیکن پوری دنیا میں نسل انسانی کی تباہی کا اہتمام کر رہے ہیں کیوں؟ اس لئے کہ وہ جانور ہیں انسان رہے نہیں انسانی درجے سے گر گئے۔

اب ان کے مقابلے میں اسلام تھا، مسلمان تھا، مسلمان نے ثابت کرنا تھا کہ انسانیت کیا ہے چند خانہ بدوش صحرائے عرب سے اٹھے۔ اتنا اکتساب نور کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ پوری دنیا کو منور کر دیا۔ ان کی وہ قوت عشق تھی، ان کی محبت تھی، ان کی جان نثاریاں تھیں کہ آج بھی سائنس دان اس بات کا تجزیہ کرنے سے گھبراتا ہے۔ اور اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے کہ وہ ہزاروں میل صحراؤں کے سینے کس طرح چیر گئے۔ انہوں نے سالوں کی مسافت دنوں میں کیسے کر لی اور صحراؤں کے باسی افغانستان سے ہوتے ہوئے چین تک کیسے جا پہنچے جو پیدا صحراؤں میں ہوئے، جس درے کو انہوں نے عبور کر لیا وہ درہ اٹھارہ ہزار فٹ کی بلندی پر ہے، وہ جو کہا گیا ہے نا۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے
دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

کیا دیوانے لوگ تھے کہ دنیا کے سب سے بڑے سمندر میں گھوڑے ڈال دیئے۔ کوئی چیز ان کا راستہ روک نہ سکی، بیوی کی محبت، بیٹیوں کی محبت، والدین کی شفقت، وطن سے محبت، گھر کی ضرورت، مال و دولت، سرمایہ، چین، سکھ، آرام کھانا، پینا، نیند کوئی چیز ان کے آڑے نہیں آئی۔ کوئی چیز ان کے پاؤں کی زنجیر نہیں بن سکی جو مدینہ منورہ کے پاس [illegible] وہ چین میں دفن ہو گئے۔ ہندوستان [illegible] گئے۔ یورپ کی وسعتوں میں کھو گئے، صرف گھر رہتے اور جنت البقیع میں دفن ہوتے اور روضہ اطہر کے روبرو ہوتے۔ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے تھے، وہیں فوت ہوتے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:۔

من مات بمكته فقدمات في السماء الدنيا او كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

کہ مکہ مکرمہ میں مرجانا بھی ایسا ہے جیسا کوئی آسمان دنیا پر جا کر مرا تو وہیں بیٹھے رہتے۔ وہاں کوئی موت بھی آتی تو اتنی عظیم تھی لیکن کہاں کہاں وہ زمین کے سینے میں آج بھی روشن چراغوں کی طرح ہیں۔ اور اتنی قوت تھی ان کے وجودوں میں کہ یہ جو آج آپ ناز کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے پاس چھپن ریاستیں ہیں، یہ وہ علاقے ہیں جہاں جہاں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے قدم پہنچے جو علاقے صحابہ نے فتح کئے ہیں ان پر آج تک کفر غالب نہیں آ سکا۔ یہ کسی اسلامی ملک کی فوج کی ہمت نہیں ہے کسی اسلامی ملک کے سربراہ کی دانائی نہیں ہے بلکہ یہ ایک کرامت ہے۔ صحابہ کرامؓ کی اور بڑی عجیب بات ہے کہ تاریخی اعتبار سے جن جن ممالک میں زمین کے جس جس خطے پر صحابہؓ کے قدم پہنچے اس پر آج تک پھر کفر غالب نہیں آ سکا۔ یہ الگ بات ہے کہ آج کے مسلمانوں نے بھی ساری کافرانہ ادائیں اپنا لیں۔ یہ جو بات ہے کہ نام کا مسلمان ہو اور کردار اس کا کافرانہ ہو اسے توڑنے کے لئے رمضان فرض کیا گیا ہے۔ کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ تاکہ تم نام کے مسلمان نہ رہو تاکہ تم واقعی مسلمان ہو جاؤ تو میرے بھائی اس بات پہ نہ رہنا کہ مولانا نے کہہ دیا کہ اتنے میں نجات ہو گئی اور اتنے گناہ ثواب مل گیا۔ اتنی آپ کو حوریں ملیں گی، آپ حور و قصور کو چھوڑو اپنا محاکم کر لو۔ اپنا احتساب کر لو اور اپنی جانچ کر لو کہ 29 واں روزہ ہو گیا۔ انتیس دنوں میں یا اعتکاف کے نو دنوں میں اور اس پہ مزید انعام فرمایا کہ آ جاؤ میرے ہی پاس آ جاؤ۔ اگر بیس دن روزے

رکھے ہیں تو دس دن میری پاس آ جاؤ۔ ۔

جسے چاہا اپنا بنا لیا جسے چاہا در پہ بلا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

فرمایا اور قریب آ جاؤ چھوڑ دو ساری دنیا کو دنیا کے افکار کو دنیا کے احوال کو' کاروبار کو' مال و دولت کو۔ بیوی بچوں کو' چند دن تو میرے ساتھ گزارو میں ہوں اور تم ہو۔ اس پر پھر بس نہیں کی فرمایا اور آؤ آگے بڑھو میں تمہیں اس کی ایک رات ایسی عطا کرتا ہوں جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ ایک صدی سے کم و بیش ایک صدی سے بہتر ہے۔

انا انزلنہ فی لیلتہ القدر' وما ادرک ما لیلتہ القدر' لیلتہ القدر خیر من الف شھر' تنزل الملئکتہ والروح' فیھا باذن ربھم من کل امر سلم' ھی حتی مطلع الفجر۔ اتنے اہتمام فرمائے' فرمایا یہ لیلتہ القدر وہ رات ہے جس میں میں نے قرآن کو اتارا علم الٰہی سے' لوح محفوظ میں یا آسمان دنیا پر جہاں سے پھر رفتہ رفتہ جبرائیل امین علیہ السلام لاتے رہے۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم تک' وہاں ایک بارگی نازل ہو گیا' سارے کا سارا اور وہ جو رات جس میں نازل ہوا وہ لیلتہ القدر تھی۔ اب وہی لیلتہ القدر کی یاد دلائی بندہ مومن کو کہ رمضان کے ایک ایک لمحے کی فضیلتیں اپنی جگہ اعتکاف کی خلوت اپنی جگہ۔ اب اسی میں اس اعتکاف کی طاق راتوں میں ایک رات لیلتہ القدر بھی ہے وہ ایک رات ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ کیوں اس میں میں نے قرآن اتارا ہے اس لئے بہتر ہے کہ اللہ کا کلام ذاتی دائرہ خلق میں یا مخلوق کے پاس پہنچا۔ فرشتوں کے پاس پہنچا' لوح محفوظ کے پاس پہنچا' علم الٰہی سے مخلوق کے پاس پہنچا۔ ارے آپ کھو گئے رات کی فضیلت میں کبھی آپ نے یہ بھی سوچا کہ وہ قرآن جن سینوں کو' جن دلوں کو نصیب ہوا ان کی عظمت کیا ہو گی جس رات میں اترا وہ رات تو ہزار مہینوں سے بہتر ہو گئی جس نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر اترا اس کی عظمت کیا ہو گی' جن سینوں میں اسے اللہ نے محفوظ کر دیا تیس تیس پارے حفظ کر لئے لوگوں نے ان سینوں کی ان دلوں کی عظمت کیا ہو گی۔ وہ جو تیس تیس سپارے باوضو قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو کر نماز میں سنا دیتے ہیں' جو باوضو دست بستہ نماز میں کھڑے ہو کر سنتے ہیں ان کی عظمت کیا ہو گی۔ اگر رات میں اترا تھا اور اس رات کی عظمت یہ ہے کہ تنزل الملئکہ والروح۔ اس میں فرشتے اور برگزیدہ ارواح نازل ہوتی ہیں۔ اللہ کی اجازت سے فیھا باذن ربھم۔ کیوں نازل ہوتی ہیں۔ آپ جس کسی سے ملتے ہیں اگر آپ قوی ہیں تو پھر آپ کے مزاج کا اثر اس پر ہو گا اور وہ طاقتور ہے تو پھر اس کا مزاج آپ کو متاثر کرے گا کہیں بھی دو فرد اکٹھے ہوتے ہیں' ایک دوسرے کو ڈالی نیٹ کرتا ہے اگر یہ ملاقات فرشتوں سے ہو جائے تو انسان تو جستجو میں ہے کہ اسے اوصاف ملکوتی نصیب ہوں۔ فرشتوں جیسے اوصاف نصیب ہوں اگر واقعی اسے عرش عظیم سے آسمانوں سے فرشتے آ کر اس سے مصافحہ کریں تو کیا اس کی تلاش و جستجو میں مزید آسانیاں پیدا نہیں ہو جائیں گی۔ اس کے مزاج میں ملوکیت پیدا کرنے کا ایک اور نسخہ عطا فرما دیا' پھر وہ ارواح مقدسہ جو فرشتوں سے بھی بڑھ کر ہیں وہ زمین پہ نزول فرماتی ہیں۔ برزخ سے وہ لوگ جو سارے طوفان سے گزرے وہ لوگ جنہوں نے دنیا کو آزما کر دیکھا اس میں سے سرخرو ہو کر نکلے وہ لوگ جو جہاد میں جان ہار گئے جنہوں نے شہادت کو گلے لگایا وہ لوگ جو زندگی بھر نفس اور شیطان کا مقابلہ کر کے کامیاب ہوئے وہ جو آگ کے دریا کے اس پار اترے ان کا بھی تو ایک مزاج بن گیا ہو گا۔ پھر وہ حضور الٰہی سے فیض یاب ہوئے' اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' پھر وہ کب سے تجلیات باری کے زیر سایہ برزخ میں مکیں ہیں۔ فرمایا میں ان سب کو بھیجتا ہوں' اس لئے کہ تمہارے مزاج میں اوصاف ملکوتی راسخ ہو جائیں۔

تنزل الملئکہ والروح فیھا باذن ربھم' من کل امر سلم۔ ہر طرح کی سلامتی کو یقینی بنانے کے لئے ہر طرح کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے برائی سے مقابلے کی جرائت دینے کے لئے طلب الٰہی پیدا کرنے کے لئے' عشق الٰہی پیدا کرنے کے لئے۔ اب جو لوگ اس آگ کے دریا سے اس پار اترے اور برزخ میں تجلیات باری کے زیر سایہ مکیں

ہیں وہ جن کے سینے انبیاء علیہم السلام کے انوارات سے منور ہیں اور وہ فرشتے جو اللہ کی بارگاہ میں ہروقت حاضر ہیں فرمایا میں انہیں بھی بھیجتا ہوں' فرشتوں کو بھی بھیجتا ہوں' مقدس ارواح کو بھی بھیجتا ہوں۔ میرے ان بندوں کو جو میری اطاعت میں' میری طلب میں لگے ہیں اور رات دن ذکر اذکار میں مصروف ہیں ان کے پاس آتے ہیں۔ ان سے مصافحہ کرتے ہیں۔ ان کے قریب رہتے ہیں کہ ان کے مزاج کا اثر بھی عالم برزخ کا پرتو بھی وہ لائیں اور بارگاہ الٰہی کے جمالات کی تجلیات بھی لے کر آئیں۔

لیکن یاد رکھو! اگر اتنے اہتمام کے بعد بھی ہم میں انانیت ہی رہ گئی تو پھر ہم جیسا بدنصیب بھی کوئی نہیں ہو گا کیونکہ ہم مکلف ہیں' یہ یاد رکھو دنیا عالم اسباب ہے اور دنیا کی زندگی تکلیف کی زندگی ہے۔ ہم مکلف ہیں یہ ہمارے ذمے ہے کہ ہم ان نعمتوں کا تجزیہ کر کے اپنی انا کو نکال کر باہر پھینکیں اور اس کے احسانات کو شمار کریں اگر ہم اسے نکالنا نہیں چاہیں گے تو پھر یہ مرض ہمارے ساتھ قبر تک جائے گا۔ پھر ہمیں چھوڑے گا نہیں اور اس کی زد میں صحابہ میں سے بھی لوگ آئے چونکہ وہ بھی انسان تھے' بعض لوگوں کو شرف صحابیت نصیب ہوا' پھر مرتد ہو گئے اور عجیب بات ہوتی ہے۔

ایک شخص کاتب وحی تھا اور کاتبان وحی جو معروف ہیں وہ سات ہیں اور بارہ کے لگ بھگ وہ ہیں جنہوں نے کبھی کوئی آیہ کریمہ یا چند آیات لکھیں ان سب کی تعداد انیس بنتی ہے لیکن سات معروف ہیں جنہوں نے کثرت سے کتابت وحی کی۔ وہ کاتب وحی تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رہنے کی وجہ سے اس پر اس قدر انسیت ہو گئی تھی کہ قلب اطہر صلی اللہ علیہ وسلم سے بات اس کے دل میں پہنچ جاتی تھی۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیہ کریمہ لکھنے کا حکم دیا کہ یہ وحی آئی ہے یہ آیت' لکھو تو اس کے دو پہلے جملے ہیں۔ تخلیق انسانی کے بارے میں کہ وہ خون سے لوتھڑا بنا' گوشت بنا' ہڈیا بنیں پھر آخری سب سے آخری جملہ ہے۔ فتبارک اللہ احسن الخلقین۔ جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشاد فرمانے سے پہلے یہ جملہ اس کے دل میں بھی آ گیا۔ اب یہ تو مقام فخر تھا کہ فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ درجہ اسے نصیب ہو گیا کہ جو بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر میں تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے ارشاد نہیں فرمائی تو اس کے دل نے وصول کر لی۔ یہ تو بڑے کرم کی بات تھی لیکن اس کے دل میں آ گئی اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جملہ ارشاد فرمایا کہ آگے لکھو فتبارک اللہ احسن الخلقین۔ تو اس بات پہ مرتد ہو گیا یہ تو میرے دل میں بھی تھی پھر یہ وحی کیسی ہوئی۔ اس بات سے وہ بندہ تباہ ہو گیا اور یہ بہت مشکل ہوتا ہے۔ میں ایک دفعہ یہاں بیٹھا شاید اکیلا مراقبات کر رہا تھا تو میں نے دیکھا روح مراقبات ثلاثہ پہ بھی ہے اوپر بھی ہے فنا بقا تک بھی ہے۔ بیت اللہ شریف میں بھی ہے اور روضہ اطہر میں بھی ہے اور مسجد نبوی میں بھی تو میں تو پریشان ہو گیا یہ کیسے ممکن ہے تو میں علی الصبح حضرت رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ کی خدمت میں پہنچا کہ یہ پتہ نہیں شیطان نے فریب کیا یا کیا ہوا فرمانے لگے مجھے یہ مراقبہ پرسوں نصیب ہوا تھا کل تجھے بھی مل گیا دل اس تیزی سے وصول کرتے ہیں بشرطیکہ ان میں رابطہ ہو رشتہ ہو تعلق ہو اور یہ سارا کورس رمضان المبارک کا ہے اس لئے کہ قلب اطہر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ نعمتیں اخذ کی جائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرماتے بلکہ لٹاتے ہیں پھر اس پر بندے کی مدد کرنے کے لئے اس پر مزید کتنے انعامات فرمائے۔ شیاطین قید کر دیئے' ہر' ہر ساعت کو الگ نعمتیں عطا فرمائیں۔ ہر ہر طرف سے جنت کے دروازے کھول دیئے جہنموں کو بند کر دیا۔ ہر طرف سے نیکی کی اور اپنی رحمتوں کی برسات فرمائی۔ پھر لیلتہ القدر عطا فرما دی کہ ایک رات کی عبادت ایک صدی کی عبادت سے بڑھ جائے لیکن یاد رہے جسے آپ ثواب ثواب کہتے رہتے ہیں وہ کوئی گڑ کی طرح کوئی ہٹہ نہیں ہوتا یا کوئی جنس نہیں ہوتی یا کوئی فروٹ نہیں ہوتا وہ کیفیات کا نام ہے جسے ثواب ملتا ہے۔ اس کے دل میں نیکی کی محبت گھر کر جاتی ہے اور برائی سے نفرت پیدا ہو جاتا ہے اور اگر ثواب نہ ملے تو بندہ ویسے کا ویسا رہتا

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے جیسا پہلے تھا یا مزید بگڑ جاتا ہے اسی حساب سے دیکھئے کہ ہم نے کتنا ثواب کمایا ہمیں لیلتہ القدر کا فائدہ ہوا کیا؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ مہربانی کرے اور جس بندے کے دل سے انا نکل جائے کوئی کسی طرح کی گناہ کی کوئی شہ باقی نہیں رہتا یہ سب سے نیچے ہوتی ہے اور یہ سب سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ ابلیس کو لے ڈوبی' بعض ایسے بدنصیب جنہیں اللہ نے شرف صحابیت سے نوازا اپنی انا کے باعث مرتد ہوئے۔ تبعین تبع تابعین اور بڑے بڑے صوفیاء اور اہل اللہ کے ساتھ عمریں لگانے کے بعد بھی محنتیں اور مجاہدے کرنے کے بعد لوگ مرتد ہو گئے۔ اس سے خالی ہو گئے اور مرتد طریقت کو بھی صوفی مرتد ہی کہتے ہیں' مرتد طریقت کہتے ہیں۔

مولانا تھانوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ اگر کوئی تصوف سے مرتد ہو جائے اسے آپ مرتد طریقت کیوں کہتے ہیں۔ اصلاح شریعت میں تو مرتد وہ ہے جس نے ایمان ہی چھوڑ دیا اور کفر میں چلا گیا اور شیخ کو چھوڑ دینا یا تصوف کو چھوڑ دینا تو کوئی ارتداد نہیں ہے اسے مرتد طریقت کیوں کہتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ تصوف کو یا شیخ کو چھوڑ دینے والا کافر تو نہیں ہوتا۔ لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ مرتے کفر ہی پر ہیں' چھوڑ دینے سے جو کیفیت ٹوٹتی ہے دل کی وہ شکستگی پھر اس کو کفر تک ہی لے کے جاتی ہے اور اس سب کا سبب اپنی بڑائی ہوتا ہے کہ میں بھی کچھ ہوں میری بھی ایک رائے ہے میں نے یہ کہا میں نے یہ دیکھا میں نے وہ دیکھا۔

اگر رمضان المبارک اور رمضان المبارک کے سعید جمعے اور اعتکاف کی خلوتیں اور لیلتہ القدر کی برکتیں بھی دل سے انا نہ توڑ سکیں صبح شام رات دن کے ذکر اذکار اور تسبیحات بھی تلاوت کرنا بھی تلاوت سننا بھی محنت اور مجاہدہ سجدے اور رکوع و سجود اگر اس انا کو نہ توڑ سکیں تو پھر ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ اللہ کی اتنی نعمتوں کو کس بد پرہیزی سے ہم ضائع کر رہے ہیں' کیا بد پرہیزی ہو رہی ہے کہ یہ آخری دوا ہے یہ بھی کام نہ آئی۔ پھر نہ جانے اگلے رمضان تک کون ہو گا' کون نہ ہو اور یہاں یہ بات بھی لمبی نہیں ہوتی یہ ایک لمحے کی بات ہوتی ہے۔ ایک لمحہ کافر کو مومن بنا سکتا ہے اور مومن کو کافر۔ ایک لمحہ ظالم و بدکار کو ولی بنا سکتا ہے اور ایک ولی کو مرتد۔ بات ایک لمحے کی ہوتی ہے۔ اپنے لمحات کا محاسبہ کیجئے اور یہ دیکھئے کہ اللہ نے تو کتنے اہتمام فرمائے وہ بے نیاز ہے اسے ہماری ضرورت نہیں ہے جو بے نیاز ہے اس نے اپنے کرم کے کتنے دروازے کھولے اور ہم جو محتاج ہیں ضرورت مند ہیں نیاز مند ہیں ہم نے کیا حاصل کیا۔ ہمارا حاصل وہ ہے جو ہمارے یقین میں پختگی پیدا کر دے۔ ہمارا حال وہ ہے جو ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نصیب کر دے۔ ہمارا حاصل وہ ہے جو ہمیں عشق الٰہی اور عشق رسول ؐ کا نصیب کر دے۔ ہمارا حاصل وہ ہے جو ہمیں نیکی سے محبت اور برائی سے نفرت سکھائے۔ جنت آخرت اس کے انعامات حور و قصور یہ سب کیا ہے۔ جنت میں وہ کچھ ہے جو دنیا میں سوچا نہیں جا سکتا' سمجھا نہیں جا سکتا لیکن یہ سب ہے کیا یہ ان لوگوں کی رہائش گاہ ہے جو اس آگ اور خاک و خون کے طوفان سے ایمان سلامت لے کر اترے جو سلامتی سے وہاں اتر جائے گا اسے اٹھا کر جنت میں لے جائیں گے۔ جنت کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ سلامتی سے وہاں تک پہنچنے کی فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ میں مثال دیا کرتا ہوں کہ جیسے آپ کہیں کہ جی پنجاب کا گورنر ہاؤس دس مربوں میں بہت عظیم الشان عمارت ہے اور وہاں رہنا چاہیے۔ اس میں اتنی سہولتیں اور اتنے نرم بستر اور اتنی لائٹیں اتنی بتیاں اور اتنے مخملی فرش ہیں تو آپ زبردستی نہیں گھس سکتے جو گورنر بن جاتا ہے اسے وہ اٹھا کر بڑے عزت و احترام سے وہاں لے جاتے ہیں۔ آگے پیچھے گارڈیں لگا کے اس لئے کہ وہ گورنر کی رہائش گاہ ہے تو جنت بھی ایک خاص قسم کے لوگوں کی رہائش گاہ ہے۔ آپ جنت کی کوشش نہ کریں ان لوگوں میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ آپ جنت کی فکر نہ کریں آپ کو مولوی نے خواہ مخواہ جنت کے پیچھے لگا دیا۔ جنت ایک خاص قسم کے لوگوں کی رہائش گاہ ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اپنی انا قربان کر کے اطاعت پیامبر صلی اللہ علیہ وسلم پہ ثابت قدم رہنا سیکھ لیا ان لوگوں کی جنہوں نے

www.naqshbandiaowaisiah.com

اپنی انا قربان کرکے اطاعت الٰہی کو شیوہ بنالیا ان لوگوں کے لئے جنہوں نے مرضیات باری کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیا وہ جنہوں نے سمجھ لیا کہ سب کچھ وہ ہے اور میں کچھ بھی نہیں ان لوگوں کی رہائش گاہ ہے انہیں بصد عزت واحترام وہاں لے جایا جائے گا۔

علامہ ابن کثیر رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حدیث نقل فرمائی ہے اور مفسرین کرام فرماتے ہیں یہ ابن کثیر جو ہے یہ اس کا نام تفسیر رکھ دیا ہے یہ حدیث کی کتاب ہے اس لئے کہ انہوں نے ہر آیت کے ساتھ اتنی احادیث نقل کی ہیں کہ بے شمار ذخیرہ ہو گیا ہے۔ احادیث کا تو وہ ایک حدیث نقل فرماتے ہیں کہ میدان حشر میں لوگ جب اٹھیں گے قیامت قائم ہو گی بڑا سخت وقت ہو گا سوا نیزے پہ سورج ہو گا' لوگوں کے پاس لباس نہیں ہو گا اور کسی میں اتنا ہوش نہیں ہو گا کہ لوگ بے لباس بھی ہیں نہ اپنا نہ دوسرے کا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے کچھ لوگ اٹھیں گے سینے پھٹے ہوئے خون جاری ہے اسلحہ پاس زرہ اٹھائی ہوئی ڈھال اٹھائی ہوئی تلوار اٹھائی زرہ پہنی ہوئی زخموں سے چور خون بہہ رہا ہے اٹھیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اسی تلوار کے دستے سے جا کر جنت کے دروازے پہ دستک دیں گے تو رضوان کہے گا کہ حضور آپ یہاں تشریف لے آئے ابھی تو صور پھونکا گیا ہے۔ مخلوق اٹھی ہے لوگوں کو حساب کے لئے بارگاہ الٰہی میں جانا ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام وہاں جلوہ افروز ہیں آپ ؐ کا جھنڈا لواءالحمد لہرا رہا ہے آپ تشریف لے جایئے حساب ہو گا اعمال جانچے جائیں گے پھر وہاں سے حکم ہو گا کیسے کہاں جانا ہے تو آپ بصد شوق یہاں تشریف لایئے لیکن ابھی تک وہ سارا کچھ باقی ہے وہاں تشریف لے جایئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ اسلحہ پھینک دیں گے اور متوجہ الی اللہ ہو جائیں گے اور کہیں گے اللہ ہم تو گمراہ تھے گناہگار تھے خطاکار تھے لیکن تو نے احسان فرمایا اپنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث فرمایا تو نے احسان فرمایا ہمیں نور ایمان عطا فرمایا تو نے قوت دی اولاد دی مال دیا جان دی بار الٰہا ہم نے جان مال اولاد میں سے کوئی چیز باقی نہیں رکھی سب کچھ تیری راہ میں نچھاور کر دیا اب یہ تیرا فرشتہ حساب کس چیز کا مانگ رہا ہے۔ اگر تو کوئی چیز ہم نے وہاں اپنی سمجھ کر بچالی تو اس کا تو حساب ہونا چاہئے۔ ہمیں گھر کی محبت نہ روک سکی ہمیں بیویوں کی محبت پاؤں کی زنجیر نہ بننے دی' اولاد کی محبت ہمارے ہاتھ نہ باندھ سکی' مال و دولت اور عہدے کی محبت ہمارے راستے میں دیوار نہ بن سکی۔ حتیٰ کہ جان کی محبت بھی ہمارے دل میں نہیں تھی ہم نے اپنے سینے چھلنی کروا دیئے تیری رضا کے لئے اب اس فرشتے سے تو پوچھ یہ حساب کس چیز کا مانگتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حکم ہو گا کہ ان کے لئے جنت کے سارے دروازے کھول دو میرا ان کا حساب بے باق ہے۔ تو رمضان المبارک یا اعتکاف یا لیلتہ القدر کی برکت یہ ہے کہ بندہ یہاں بے باق کرکے جائے۔ وہاں تو حساب ہو گا ہی لیکن کیسے عجیب لوگ ہیں وہ جو اپنا سارا حساب یہاں بے باق کرکے جائیں۔ جن کے بارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جن کا حساب آخرت میں نہیں ہو گا جو بلاحساب جنت میں جائیں گے وہی لوگ ہوں گے جو سارا سودا یہاں بے باق کردیں گے جن کا اپنا صرف اللہ ہو گا۔ باقی سب اللہ کی امانت ہو گی' گھر اس کی امانت جائیداد اس کی امانت اولاد اس کی امانت دولت مال سب اس کی امانت عہدہ رتبہ سب اس کی امانت ان کا اپنا کچھ نہیں ہو گا کچھ اپنا ہو گا تو حساب ہو گا۔ حتیٰ کہ ذات اپنی نہیں ہو گی جان اپنی نہیں ہو گی اوقات اپنے نہیں ہوں گے اور اس کیفیت کو پانے کا سب سے اعلیٰ موقع ہے رمضان اس لئے فرض کیا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم۔ میں نے ہر امت پر تم سے پہلے ہر ایمان لانے والے پر رمضان فرض کیا تھا اسی طرح تم پر بھی فرض کیا مقصد راشن بچانا نہیں ہے کہ راشن بندی ہو گئی مقصد تمہیں دکھ دینا نہیں مقصد یہ ہے لعلکم تتقون۔ شاید تم میں بھی جنون پیدا ہو جائے شاید تم بھی عشق کی رمز کو پالو شاید تمہیں بھی اللہ سے محبت ہو جائے شاید تم بھی اس قابل ہو جاؤ کہ اپنا حساب یہاں بے باق کرکے جاسکو۔

کتنے خوش نصیب لوگ ہوں گے وہ جو زندگی کا حساب یہاں چکا دیتے ہیں' کتنے خوش نصیب ہیں وہ جو رگ جاں کے خون سے اپنا حساب یہاں سے بے باق کردیتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور آج کے جہاد کا تو درجہ ہی کچھ بہت بلند ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایسا دور آئے گا کہ میری وہ سنتیں جو چھوٹ چکی ہیں ان میں سے کسی ایک سنت کو کوئی زندہ کردے گا تو دو سو شہید کا ثواب پائے گا۔ تو میرے بزرگو! دوستو! عزیزو! میری یہ دعا ہے کہ اللہ ہمیں یہ درد' یہ شعور' یہ احساس دیدے ہم اس کے احسانات اور اپنی کمزوریوں کا احتساب کرسکیں اور اس محاسبے میں اللہ ہمیں وہ قوت دے کہ ہمارا حساب آخرت کی بجائے یہاں بے باق ہو۔ قبر میں سرخرو داخل ہوں' آخرت میں سرخرو اٹھیں' آج کفر کی آندھی کلمہ حق کو اپنی لپیٹ میں لینا چاہتی ہے لیکن اللہ کی رحمتیں بھی ساتھ دینے کی انتہاء کردیتی ہیں۔ کوئی ان کے ساتھ کے لئے کھڑا ہو کر دیکھے' افغانستان کے چند تہی دامن روس جیسی ظالم طاقت کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اللہ نے ان کی وہ مدد کی کہ اس زمانے میں بھی دنیا کو دکھادیا کہ اللہ کی نصرت کیسے آتی ہے اور اب وہ ششان والے چار ہزار بندے چار ہزار سپاہی ہیں سارے' جن میں سے اب پتہ نہیں کتنے شہید ہو چکے ہیں لیکن سارے روس کو انہوں نے ناکوں چنے چبوادیئے مہینہ تو ہو گیا اسے میں نے آج گروزنی پر قبضہ کرلیا۔ میں نے آج کر لیا آج تک تو نہیں کرسکے اور انشاء اللہ کرنے بھی نہیں دیں گے چار ہزار بندے کی کیا حیثیت ہے۔ دو یونٹیں بنتی ہیں۔ جہاں جہاں جس کے قدم جم جاتے ہیں وہاں تو فرشتے بھی لڑنے کے لئے آجاتے ہیں۔ کیا ہم ہی بدنصیب ہیں کہ چودہ کروڑ کے ملک پر ایک امریکی گماشتہ جاتا ہے اور دوسرا امریکی گماشتہ آجاتا ہے یہاں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ کیا یہ انصاف ہے کہ یہاں کی ساری عدالتیں مروجہ نظام کے مطابق بھی سود کو حرام قرار دیں اور کہہ دیا جائے کہ جی اس کا متبادل کوئی ہے ہی نہیں۔ آج مسلم دنیا میں جتنی تباہی ہو رہی ہے اور اسلام پہ جتنا ظلم ہو رہا ہے اس کی سب ذمہ داری اس وطن عزیز کے اہل وطن پر ہے جنہیں اللہ نے وہ ملک دیا یہ ملک انشاء اللہ رہے گا اس لئے کہ یہ بھی لیلۃ القدر کو وجود میں آیا تھا۔

اس کی تاریخ یہ ہے کہ اس کا اعلان آزادی کا پندرہ اگست کو ہونا تھا اور چودہ اگست کو ہندوستان کی آزادی کا اعلان ہونا تھا اس لئے بھارت بڑا ملک تھا ہندوستان تو ختم ہو گیا' ہندوستان تو بھارت اور پاکستان سے پہلے تھا اب بھارت اور پاکستان ہے تو چودہ کو بھارت کی آزادی کا اعلان ہونا تھا پندرہ کو پاکستان کی تو بھارت کے جوشیوں نے کہا کہ یہ لمحہ ہمارے لئے منحوس ہے اچھا نہیں ہے تو ہندو لیڈروں نے پنڈت نہرو نے اور گاندھی نے انکار کردیا کہ ہمارے لئے مناسب نہیں ہم کل کریں گے۔ پندرہ کو تو چودہ اگست 1947ء کو پاکستان کی آزادی کا اعلان کیا گیا اور اس رات کو لیلۃ القدر تھی۔ یعنی ہندو جوشیوں نے انکار کرکے یہ موقع مہیا کیا یہ اس کی طرف سے تھا نا تو اگر اس نے اس سرزمین کو وجود بخشنے کے لئے لیلۃ القدر عطا کی اس کی بقاء کے اہتمام بھی فرمائے گا۔ انشاء اللہ یہ ملک نہ صرف باقی رہے گا بلکہ اس پر اسلامی حکومت قائم ہو گی اور پوری دنیا میں احیائے اسلام کا فریضہ سرانجام دے گی۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ کون لوگ ہوں گے۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا وہی بات آگئی نا جو دنیا میں یہاں حساب ختم کرکے جائے گا۔ فرمایا میری امت کے کچھ لوگ بعد میں بھی ایسے ہوں گے۔ جب صحابہ کی بات ہوئی نا کہ یہ بلاحساب جائیں گے یا یہ اس طرح بات ہو گی تو کسی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ صرف صحابہؓ میں ہیں جو بلاحساب جنت میں داخل ہوں گے یا بعد میں بھی ہوں گے فرمایا بعد میں بھی ہوں گے۔ قسطنطنیہ جو لوگ فتح کریں گے وہ بلاحساب جنت میں جائیں گے اور سلطان محمد فاتح تک ہر امیر المومنین نے کوشش کی کہ میں قسطنطنیہ فتح کر لوں اور اس حدیث کا مصداق بن جاؤں۔ اس طرح فرمایا ہندوستان کی سرزمین پہ جہاد ہو گا۔ غزوۃ الہند ہو گا اور جو لوگ اس میں شریک ہوں گے ان کا حساب یہیں بے باق ہو گیا۔ قیامت کو انہیں کوئی نہیں پوچھے گا بلاحساب

جنت میں داخل ہوں گے اور اس مقابلے کو جو اس سرزمین پر ہو گا اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ کہا حالانکہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو جہاد ہوئے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف لے گئے وہ غزوہ کہلایا اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر کمان ہوا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نائب بنا کر بھیجا اسے سریہ کہا جاتا ہے۔ غزوات و سریہ کی تاریخ ہے اور سریہ میں وہ سریے شامل ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف نہیں لے گئے لیکن اپنا نائب بنا کر کسی صحابی کو کسی خادم کو بھیج دیا یہ جو جہاد ہو گا اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی اہمیت دی کہ اسے غزوۃ الہند فرمایا۔ میں نے پہلی دفعہ جب یہ حدیث بیان کی تھی تو لوگوں کو بڑا اعتراض ہوتا تھا۔ بڑے اعتراضات ہوتے تھے لیکن اب تو شاید ہر منبر اور ہر مسجد سے اور ہر محراب سے اس کی صدا گونج رہی ہے۔ معترضین کا زور ٹوٹ گیا جس بات کو وہ عام کرنا چاہتا ہے اسے وہ خود قوت دے دیتا ہے۔

یہ غزوہ سے کیا مراد ہے کہ زندگی دنیاوی میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم آب و گل میں جلوہ افروز تھے تو جس میں بنفس نفیس تشریف نہیں لے گئے وہ سریہ کہلایا شاید نشاۃ ثانیہ کے لئے بھی انہی توجہات کی ضرورت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے ہوتی تھی اور اس جہاد میں وہ شفقتیں اور وہ توجہات ہوں گی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جسے اسے لسان حق ترجمان صلی اللہ علیہ وسلم سے غزوہ کہلا دیا۔ بڑے ہی خوش نصیب لوگ ہوں گے سارے ہی شاید فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو گے جو اس جہاد میں حصہ لیں گے۔ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلیات ان کے سینوں سے عیاں ہوں گی ان کے چہروں پہ تجلیات جاری ہوں گی۔

سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود۔ حالات کہاں جاتے ہیں' امریکہ کیا سوچتا ہے' مغرب کیا کہتا ہے' ہمارے حکمران کیا سوچتے ہیں یہ سب اپنی جگہ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا وہ اپنی جگہ ہے۔ ہم اس پر قائم ہیں' ہمارے لئے اہمیت اس کی ہے جو ہمارے محبوبؐ نے فرما دیا اس کے سامنے نہ کسی حکمران کی اہمیت ہے نہ کسی طاقت کی حیثیت ہے نہ کسی سیاسی قوت کی حیثیت ہے اور نہ کسی کافر حکومت کی حیثیت ہے۔ بڑے بڑے طاقتور آئے اور اپنا انجام دیکھ کر چلے گئے جو پھر آئے ہیں اگر وہ وفا کریں گے اس عہد سے تو بچیں گے نہیں کریں گے تو ان کا انجام بھی بہت قریب ہے۔ اب وہی بچے گا جو لوح محمد کے نیچے پناہ لے گا۔ یہ ملک رہے گا انشاء اللہ اور ساری دنیا کی سازشوں کے باوجود رہے گا اس پر اسلام کی حکومت بھی قائم ہو گی اور پوری دنیا میں احیائے اسلام کا سبب بھی بنے گی۔ بس اس بات پہ جان لڑا دو کہ اے اللہ ہمیں بھی ان سپاہیوں میں شامل کر لے جو شامل ہو گیا اس نے سمجھو یہاں حساب چکا دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ بلاحساب جنت میں جائیں گے۔ نسائی شریف میں موجود ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو غزوۃ الہند میں شریک ہوں گے وہ بلاحساب جنت میں جائیں گے گویا یہیں ان کا حساب بے باق ہو گیا اور اس سے بڑی سعادت کیا ہے کہ عرصہ محشر میں کوئی اٹھے اور کپڑے جھاڑ کر جنت الفردوس کو روانہ ہو جائے اور ایک مخلوق کب سے اب تک کھڑی ہو حساب کے لئے وہاں تو یہ عالم ہو گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام جمع ہوں گے اور مختلف اولوالعزم رسولوں کے پاس جائیں گے کہ اللہ کی بارگاہ میں یہ دعا کرو کہ حساب کتاب شروع ہو جائے ورنہ اس عرصہ محشر میں کھڑے ہو کر تو لوگوں کی حواس گم ہو گئے اور سخت پریشانی' سخت تکلیف اور اس میدان میں کھڑے رہنا آسان نہیں ہے تو اس نے تو لوگوں کو بوڑھا کر دیا۔ بچے بوڑھے ہو جائیں گے' قرآن حکیم میں آتا ہے کہ بچے بوڑھے ہو جائیں گے' عرصے بیت جائیں گے' کوئی اولوالعزم رسول بھی یہ دعا کرنے کا حوصلہ نہیں رکھے گا۔ حضورؐ فرماتے ہیں سب جمع ہو کر میرے پاس آئیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں سجدے میں چلا جاؤں گا تو اللہ کریم مجھے وہ کلمات وہ خاص کلمات اس لمحے تعلیم فرمائیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

گے اور میں دعا کروں گا تو اللہ فرمائیں گے کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تیری دعا قبول ہوئی اور تب لوگوں کا حساب کتاب شروع ہو گا نجات کی باتیں بعد میں ہیں اس دلسوزی کی دعاؤں کے بعد محاسبہ شروع ہو گا اور کیا عجیب لوگ ہوں گے وہ جو قبر سے اٹھیں گے کپڑے جھاڑیں گے اور جنت کو چلے جائیں گے کیسے لوگ ہوں گے وہ فرمایا یہ سارا اہتمام اس لئے ہے کہ تم بھی اس درجے کو پالو۔

روزے رکھو' عبادت کرو' اعتکاف کرو' لیلتہ القدر کی مبارک ساعتیں پاؤ تاکہ لعلکم تتقون۔ تاکہ تم میں بھی وہ جنون پیدا ہو سکے جو ان میں تھا تم میں بھی الفت باری پیدا ہو سکے محبت الٰہی پیدا ہو سکے اور اس درجے کو پالو۔ اللہ کریم ہم سب پہ رحم فرمائے گناہ معاف فرمائے تمام مسلمانوں کو اپنی محبت اپنا عشق عطا کرے وہ جراءت عطا کرے کہ وطن عزیز پر اسلامی حکومت قائم ہو سکے۔ اسلام جہاں بھی قائم ہوا قوت بازوئے مسلم سے ہوا۔ اپیلوں درخواستوں دھرنوں ایجی ٹیشنوں جلوسوں سے اسلام نافذ نہیں ہوتا۔ نفاذ اسلام کا واحد راستہ ہے کہ غیر اسلامی قوتوں کے سامنے ڈٹ جاؤ۔

یہاں بھی قوت بازوئے مسلم ہی یہ کام کرے گی یہ سنت الٰہی ہے یہ طریقہ ہے اللہ کا' یہاں بھی جہاد ہو گا آج ہو گا کل ہو گا دس دنوں میں ہو گا دس سالوں میں ہو گا جہاد ہی ہو گا کون کرے گا جسے وہ پسند کر لے گا کب کرے گا جب وہ اسے توفیق دے گا۔ ان سوالوں کا جواب میرے پاس نہیں ہے لیکن میرے پاس یہ یقین ہے کہ یہاں جہاد ہو گا اور مدینہ منورہ کی تاریخ میں ہے حرمین کی تاریخ میں ہے کہ ایک شخص نے مکہ مکرمہ پہ قبضہ کیا مدینہ منورہ اس وقت یثرب کہلاتا تھا اور یثرب کا معنی ہے تکلیف دینے کی جگہ۔ یہاں کی جھاڑیاں ہوتی تھیں بڑی کثرت سے اس وادی میں اور ان میں ایک خاص مکھی ہوتی تھی جسے کاٹتی اسے بخار آ جاتا جس طرح آج بھی افریقہ میں اس طرح کی کیڑیاں یا مکھیاں پائی جاتی ہیں تو یہاں جو بھی جاتا ایسا سخت بخار اسے ہوتا کہ وہ اس کے جان کے لالے پڑ جاتے تو اس وادی کو وادی یثرب کہتے تھے یہاں کوئی آبادی نہیں تھی اس حکمران نے جب مکہ فتح کیا تمام اہل مکہ کو قیدی بنا لیا اور اس نے کہا کہ اس بیت اللہ کی بجائے میری عبادت کی جائے۔ بیت اللہ والے خدا کو چھوڑا جائے اس کا طواف بند کیا جائے تو اسے ایک مرض لاحق ہو گیا کہ اس کے منہ سے سخت بدبودار پانی آنا شروع ہو گیا جس کمرے میں بادشاہ ہوتا تھا اس کمرے میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے طبیبوں نے سارے علاج کئے پھر انہوں نے کہا جی یہ عذاب الٰہی ہے اور یہ اللہ کا گھر ہے اور ان لوگوں کو جو آپ نے قیدی بنا لیا یہ اس کا اثر ہے۔ تو اس نے فوراً سب لوگوں کو آزاد کر کے حکم دیا کہ آئندہ چھ مہینے تک ان کا کھانا شاہی لنگر سے ہو گا۔ بیت اللہ کی عظمت بحال کی جائے اور اس کے بارے مزید تحقیق کرو کہ اس جگہ کیا کمال ہے تو اس کے علماء نے تحقیق کی اور انہوں نے کہا کہ یہاں اللہ کا آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گا یہ اس کا مولا ہے یہی اس کا حرم ہو گا اس بیت اللہ کی طرف وہ نمازیں پڑھے گا لیکن وہ یہاں سے ہجرت کر جائے گا۔ قوم اسے ہجرت پہ مجبور کر دے گی اور پھر وہ مدینہ منورہ میں جائے گا اس نے کہا وہ جگہ پتہ کرو تو وادی یثرب نکلی وہ شخص تھا جس نے وہاں سے وہ سارے جھاڑ جھنکار کٹوا کر کے وہاں اپنے عمائدین اور علماء کا ایک معتبد طبقہ آباد کیا انہیں گھر بنا کر دیئے انہیں مال دیا اور انہیں وہاں بسایا اور ایک خط لکھ کر دیا عربی میں ایک خط لکھا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں اور اگر میں زندہ رہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم معبوث ہوئے۔

ولو قد عمری الی عمرہ لکنت وزیرا لہ الامین

اگر میں اس وقت تک زندہ رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں تو میں شہنشاہیت چھوڑ کر ان کا وزیر بنوں گا اور ان کی قوت بازو بنوں گا اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کروں گا۔ خط لکھ کر اپنے ایک عالم کو دیا جسے وہاں آباد کیا اور اسے کہا کہ اگر تمہاری زندگی میں نہ مبعوث ہوں تو اپنی اولاد کو دے جانا وہ کئی نسلیں منتقل ہوا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ گئے ہر جانثار کوشش کر رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

سانڈھنی میرے غریب خانے میں جلوہ افروز ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ناقہ کی مہار چھوڑ دو یہ مامور ہے اسے اللہ نے حکم دے دیا اسے پتہ ہے اسے کہاں جانا ہے جب مہار چھوڑ دی گئی تو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دولت کدے پر جا کر بیٹھ گئی اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ شخص تھا جس کی نسل میں وہ خط آ رہا تھا جن کے پاس وہ خط موجود تھا جو اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا۔

یعنی صدیوں پہلے کسی نے خواہش کی کہ اگر مجھے یہ زندگی وفا کرے گی، میری زندگی میں یہ لمحہ آئے تو میں اپنی جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ہار دوں۔ اللہ نے اس کی بھی لاج رکھی اور اس کا خط بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب ہائے مبارک سے اس کے لئے دعائیہ کلمات بھی نکلے۔ ناقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھینچ کر لے گیا وہ خط۔ کیا ہم اتنی بھی آرزو نہیں کر سکتے کہ اللہ جب بھی غزوۃ الہند ہو ہمیں بھی اس میں شامل کر۔ صدیوں پہلے والوں نے تو کر لی اور اتنے خلوص سے کی کہ صدیاں ان کی طلب کو ماند نہ کر سکیں ان کے لکھے ہوئے کاغذ کے پرزے میں ہو محبت وہ عشق ٹیک رہا تھا جس نے ناقہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ اب بھی درد دل سے یہ آرزو کرو کہ شفقتیں آپ کی طرف اٹھ آئیں۔ اس کا تو ایمان بھی یہ تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گا تو میں اس پر ایمان لاؤں گا اور ہم تو پیدا ہی مسلمانوں کے گھر میں ہوئے' کتنا فرق ہے۔

اے اللہ! ہمارے دلوں میں وہ خلوص' وہ محبت وہ دیوانگی' وہ عشق' وہ جنوں عطا کر دے جو تو اپنی رحمت سے جسے چاہے عطا کرے۔ اگر اسے بھی دے دیا تھا اس کا کوئی شمہ ہمیں بھی دے دے ہمیں وہ قوت دے کہ ہم غزوۃ الہند میں شامل ہوں۔ ہمارے بازوؤں میں وہ جان پیدا کر' ہماری رگ جاں سے بھی خون میدان جہاد میں قبول فرما۔ ہمارے لاشے بھی تڑپیں' ہمارے وجود بھی روندے جائیں اور اس زمین پر نفاذ اسلام ہو' کلمہ حق بلند ہو' اسلامی نظام قائم ہو اور روئے زمین پر باطل کو شکست دے کر پھر سے عظمت الٰہی کا سکہ جاری کر دیا جائے۔

و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

پروفیسر عبدالرزاق کی تصانیف

لغزشیں

مظالطے

ٹھوکریں

والناس

کے بعد نئی شاہکار تصنیف

"الجھنیں" کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

اویسیہ کتب خانہ

اویسیہ سوسائٹی' کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور

www.naqshbandiaowaisiah.com

چھاؤں دینے والے درخت

جاوید چوہدری جنگ کے مستقل کالم نویس ہیں' ان کا انداز تحریر اور الفاظ کے خوبصورت استعمال نے قارئین کو بہت متاثر کیا ہے۔ زیر نظر ان کی ایک خوبصورت تحریر شائع کی جا رہی ہے۔

تحریر جاوید چوہدری

حاجی صاحب لان میں چہل قدمی کر رہے تھے۔ وہ گلاب کی کیاریوں سے اپنا سفر شروع کرتے۔ نپے تلے قدموں سے چلتے ہوئے چنبیلی کی قطار تک پہنچتے' رکتے' منہ کھول کر لمبے لمبے سانس لیتے اور کمر پر ہاتھ رکھ کر واپس گلاب کی طرف چل پڑتے۔ پچھلے آدھ گھنٹے میں ان کا آٹھواں چکر تھا۔ ان کا مشہور زمانہ ڈنڈا امرود کے تنے سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ میں حیرت سے کبھی ڈنڈے کی طرف دیکھتا اور کبھی لکے کبوتروں کی طرف سینہ پھیلا کر واک کرتے حاجی صاحب پر نظر ڈالتا اور بے چین ہو کر "لان چیئر" پر پہلو بدلنے لگتا۔ میں حاجی صاحب کو پچھلے دس برس سے جانتا ہوں' حاجی صاحب رہے ہیں۔ ان کا جگر سکڑ کر پندرہ فیصد رہ گیا تھا' وہ پچھلے کئی برسوں سے ہر ہفتے پیٹ سے چار بوتل پانی نکلواتے تھے۔ ان کے گردے "تقریباً" ناکارہ ہو چکے تھے۔ وہ ایک وقت میں آدھے سلائس سے زیادہ خوراک نہیں کھا سکتے تھے۔ ان کے پھیپھڑوں میں اکثر پانی بھر جاتا تھا جس سے انہیں سانس لینے میں دقت ہوتی تھی۔ نقاہت اس قدر تھی کہ ملازم انہیں اٹھا کر ٹوائلٹ لے جاتے تھے۔ ڈاکٹروں کی کوششوں سے کبھی سال چھ مہینے بعد ان کی طبیعت ذرا سی دیر کیلئے سنبھل جاتی تو وہ چھڑی (ڈنڈے) کی مدد سے اٹھ کر بیٹھ جاتے۔ تین برس پہلے ایک بار جب وہ بالکل تندرست ہو گئے تو وہ چھڑی کا سہارا لے کر بیڈ سے کرسی تک چلے جاتے تھے' یہ حاجی صاحب میرے ایک قریبی دوست کے والد ہیں' خاندانی رئیس ہیں۔ چار ماہ قبل جب میں انہیں سلام کرنے گیا تو وہ لیٹ کر ریڈیو کی ناب گھمانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن رعشے کے باعث ناب ان کی گرفت میں نہیں آ رہی تھی۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر ناب گھمائی اور ان کی مرضی کا سٹیشن لگا کر ریڈیو ان کے سرہانے رکھ دیا۔ ممنوعیت سے حاجی صاحب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے جبکہ ان کی بے بسی دیکھ کر میرا حلق نمکین ہو گیا۔

چارہ ماہ بعد ہاں صرف چارہ ماہ بعد میں ان کے گھر داخل ہوا تو حاجی صاحب کو سہارے کے بغیر لان میں چہل قدمی کرتے دیکھا' حیرت سے میرا منہ کھل گیا۔ میں لان چیئر پر بیٹھ گیا۔ حاجی صاحب نے دور سے ہاتھ ہلا کر مجھے خوش آمدید کہا اور خود اسی طرح واک کرتے رہے۔ دسواں پھیرا مکمل ہوتے ہی وہ مڑے اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے کرسیوں کے نزدیک آ گئے میں ان کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔ حاجی صاحب نے بازو آگے بڑھا کر مجھ سے ہاتھ ملایا' میری خیریت پوچھی اور پھر مسکرا کر میرے سامنے بیٹھ گئے۔ میں بھی بیٹھ گیا۔ حاجی صاحب کے ماتھے پر پسینے کے قطرے چمک رہے تھے۔ گردن میں صحت مند لوگوں جیسا تناؤ تھا اور آواز میں راجپوتوں کی روایتی گھن گرج تھی۔ ملازم نے ان کے کندھوں پر تولیہ ڈال دیا۔ حاجی صاحب نے رگڑ کر منہ صاف کیا اور ہنس کر بو "میں تمہاری پریشانی سمجھ رہا ہوں۔ تمہاری جگہ کوئی بھی ہوتا تو اس کا یہی رد عمل ہوتا' انہوں نے تولیہ واپس کیا اور اشارے سے چھڑی لانے کا حکم دیا' ملازم امرود کے پیڑ کی طرف چل پڑا۔

"لیکن یہ معجزہ ہوا کیسے' کوئی دوا' کوئی دعا' کوئی پیتھی' کوئی تھراپی' کس نے یہ کمال دکھایا؟" مجھے اپنے سوال کیلئے مناسب الفاظ نہیں مل رہے تھے۔ حاجی صاحب مسکرائے تو ڈوبتے سورج کی کرنیں ان کے دودھ جیسے اجلے دانتوں پر اتر آئیں۔ ملازم ان کی چھڑی لے آیا۔ انہوں نے چھڑی کے دستے پر دونوں ہاتھ جمائے اور پھر ہاتھوں کے کوہان پر تھوڑی جما کر بولے "میرے ہاتھ ایسا نسخہ آ گیا ہے اگر دنیا کو معلوم ہو جائے تو سارے ڈاکٹر بے روزگار ہو جائیں' سارے ہسپتال بند ہو جائیں اور

www.naqshbandiaowaisiah.com

"ہمارے میڈیکل سٹوروں پر تالے پڑ جائیں" میں مزید حیران ہو گیا۔ حاجی صاحب نے اپنا بیان جاری رکھا "یار کاکاجی میرے ملازم کی ماں مر گئی' یہ چھٹی پر گاؤں چلا گیا تو میرے بچوں نے عارضی طور پر مجھے چھ سات سال" کا ایک بچہ دے دیا۔ یہ بچہ تازہ تازہ ہمارے گھر ملازم ہوا تھا۔ بچہ تھا لہٰذا اسے مجھے سنبھالتے ہوئے بڑی دقت ہو رہی تھی' ایک روز میں نے سوچا پتہ نہیں وہ کون سی مجبوری ہے جس نے اس معصوم کو مجھ جیسی نعش سنبھالنے پر مجبور کر دیا۔ میں نے اس سے وہ مجبوری پوچھی تو پتہ چلا کہ اس کے ماں باپ اور بہن بھائی سیلاب میں بہہ گئے تھے۔ ڈور ڈنگروں اور زمین جائیداد پر عزیز رشتے داروں نے قبضہ کر لیا اور خود وہ تین وقت کے کھانے اور دو کپڑوں کے عوض ہمارے گھر ملازم ہو گیا۔ بچے کی کہانی سن کر میرا دل پسیج گیا۔ میں نے بچے سے پوچھا" بیٹا تم پڑھو گے" بچے نے ہاں میں گردن ہلا دی۔ میں نے اپنے منیجر کو بلوایا اور بچے کو شہر کے سب سے اچھے سکول میں داخل کرانے کی ہدایت کر دی۔ تم یقین کرو اس روز میں نے تین سال بعد پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ میں اور میرے ڈاکٹر حیران رہ گئے۔ اگلے روز میں نے اس بچے کو ہوسٹل میں داخل کرا دیا۔ اس شام ملازم نے مجھے ٹوائلٹ لے جانے کے لئے اٹھایا تو میں سہارے کے بغیر پلنگ سے اٹھ گیا۔ میں ٹوائلٹ سے واپس آیا تو میں نے ملازم بلوایا اور انہیں کل تک ایسے پانچ بچے لانے کا حکم دیا جن کا اس دنیا میں کوئی نہ ہو۔ اگلے روز پانچ بچے آ گئے میں نے انہیں بھی اسی سکول میں داخل کرا دیا" حاجی صاحب خاموش ہو گئے۔

"پھر کیا ہوا حاجی صاحب" میں نے پریشان ہو کر پوچھا" پھر یہ سب کچھ ہوا جو تمہارے سامنے ہے۔ میں اپنی ٹانگوں پر چل رہا ہوں' کھا پی رہا ہوں' قہقہے لگا رہا ہوں" حاجی صاحب نے چھڑی گھاس پر پھینکی' کرسی سرکائی اور کمر پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہوئے میں بھی کھڑا ہو گیا۔ وہ مسکرائے اور کھنکتی آواز میں بولے" تم بیٹھ کر چائے پیو میں نے ابھی مزید دس پھیرے لگانے ہیں" میں بیٹھ گیا۔ حاجی صاحب سینہ پھلا کر گلاب کی کیاریوں کی طرف چل پڑے۔ "حاجی صاحب احتیاط سے چلیں کہیں گر نہ جائیں؟" میں نے ہانک لگائی۔ حاجی صاحب نے مڑے بغیر قہقہہ لگایا اور اسی طرح لکے کبوتروں کی طرح چلتے چلتے بولے "میں اب نہیں گروں گا۔ میں گر گیا تو ان چھ یتیم بچوں کو ہر مہینے ستر ہزار روپے کون دے گا۔ میں نہیں گروں گا اب اس وقت تک نہیں گروں گا جب تک یہ بچے اپنے قدموں پر کھڑے نہیں ہو جاتے" حاجی صاحب گلاب کی کیاریوں کے قریب رک گئے' میری طرف دیکھا اور ذرا اونچی آواز میں بولے "قدرت یتیموں کو چھاؤں دینے والے درختوں کے سائے لمبے کر دیا کرتی ہے"۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

بقیہ صفحہ 32 سے آگے

کوئی منفی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے۔ ان وکیل صاحب کا کہنا تھا کہ سات دن کے اندر اندر اس فیصلے کے خلاف اپیل کی جا سکتی ہے اور وہ کر دی جائے گی۔ مقدمے کی کارروائی کے دوران بھی نواز شریف' ان کے ساتھی ملزموں اور ان کے وکیلوں نے جج رحمت حسین جعفری پر اعتماد کا اظہار کیا تھا۔ یہ پاکستان کے سیاسی کلچر میں ایک نئی بات ہے' اور اس حوالے سے نواز شریف اور ذوالفقار علی بھٹو کا مقدمہ مختلف نوعیت اختیار کر گیا ہے۔

اخبار لکھتا ہے کہ یہ درست ہے کہ بارہ اکتوبر کے واقعات تہہ در تہہ ہیں۔ انہیں صرف ایک ہوائی جہاز سے باندھ کر نہیں رکھا جا سکتا۔ اس دن فوج نے دستور معطل کیا' اور اقتدار سنبھالا' اس کارروائی کو بھی عدالت میں چیلنج کیا گیا تھا۔ لیکن سماعت سے پہلے ہی ججوں سے نیا حلف لے کر چیف جسٹس اور ان کے کئی رفقاء کو سپریم کورٹ سے نکلنے پر مجبور کر دیا گیا۔ اگر بارہ اکتوبر کو فوجی کارروائی کو بھی انصاف کے کٹہرے میں کھڑا رہنے دیا جاتا تو معاملہ مختلف ہوتا' اور کسی کو یہ کہنے کی جسارت نہ ہوتی کہ پاکستان کی عدالتوں پر حصول انصاف کے لئے اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

دعائے مغفرت

سلسلہ کے ساتھی ظفر محمود (فیصل آباد) کے چچا جان فوت ہو گئے ہیں۔ ساتھیوں سے درخواست ہے کہ وہ مغفرت کی دعائے فرمائیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ذکرِ الٰہی کی توفیق

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

دار العرفان 20-8-99

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل انما اتبع ما یوحی الی من ابی ھذا بصائر و من ربکم و ھدی و رحمتہ القوم یومنون' و اذا قری ء القران فاستمعوا لہ والصمتوا لعلکم ترحمون' واذکر ربک فی نفسک تضرعا و خیفتہ و دون الجھر من القول بالغدو والاصال ولا تکن من الغفلین' ان الذین عند ربک لا یستکبرون عن عبادتہ و یسبحونہ ولہ یسجدون۔ (الاعراف 203 تا 206)

قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم فرمادیجئے کہ جو احکام مجھ پر میرا رب بذریعہ وحی نازل فرماتا ہے میں اس کا اتباع کرتا ہوں۔

ھذا بصائر من ربکم۔ اور یہ احکام یہ آیات اللہ کا یہ کلام یہ کتاب الٰہی یہ دانش اور بصیرت کے خزانے ہیں جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے لئے ہیں اور ایمان لانے والوں کے لئے یہ رحمت اور ہدایت کا خزانہ ہیں۔

و اذا قری القران فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون۔ اور جب قرآن کی تلاوت کی جا رہی ہو۔ فاستمعوا لہ۔ اسے پوری توجہ سے سنو' و انصتوا۔ خاموش رہا کرو۔ لعلکم ترحمون تاکہ اللہ تم پر رحم فرمائے۔

و اذکر و ربک فی نفسک تضرعا" و خیفتہ و دون الجھر۔ اپنے پروردگار کا ذکر کرو اپنے دل ہی دل میں کرو' عاجزی سے کرو' اپنے گناہوں' اپنی خطاؤں سے ڈرتے ہوئے کرو۔ خستہ آواز سے کرو اور صبح شام یعنی ہر آن کرتے رہو۔

ان الذین عند ربک جو لوگ تمہارے پروردگار کے پاس ہیں۔ لا یستکبرون عن عبادتہ۔ وہ اس کی عبادت سے سرکشی نہیں کرتے۔ و یسبحونہ۔ اسی کو یاد کرتے ہیں اسی کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ ولہ یسجدون۔ اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔

بڑا سادہ بڑا سیدھا اور بڑا صاف راستہ اسلام کا جو قرآن حکیم نے اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ جو اللہ کا حکم ہے جو اللہ کی کتاب میں فرمادیا گیا اس کی پیروی بہت ضروری ہے بلکہ خود میں (محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اسی وحی الٰہی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل ہوئی ہے۔ اور اس کی پیروی اور کتاب اللہ اور شریعت کے اتباع کے باہر کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔ کوئی شخص قرب الٰہی کا کوئی شمہ شریعت سے باہر رہ کر نہیں پا سکتا۔ اور یہ ایسا کلام ہے کہ اگر عقل انسانی کی طرف سے اس پر نگاہ ڈالی جائے تو جو دانش اور بصیرت کے خزانے اس میں ہیں وہ دنیا میں کہیں نہیں ملتے۔ وہ صرف اسی کا حصہ ہیں۔ اور ایمان کی طرف سے دیکھا جائے تو ہدایت اور رحمت ساری کی ساری اس میں موجود ہے۔ لہٰذا جب کوئی قرآن پڑھ رہا ہو تو خاموش رہو اور پوری توجہ سے سنو تاکہ اللہ تم پر رحم فرمادے۔ قرآن کا پڑھنا تو مسنون ہے لیکن سننا فرض ہے۔ اب اس سے مستفید ہونے کے لئے حقیقتاً آدمی قرآن کی تلاوت بھی کرے۔ قرآن کی تلاوت سنے بھی' اس کا جی بھی چاہے کہ انہی احکام کی پیروی کروں جو اس کتاب

الٰہی میں ہیں لیکن وہ اس کے لئے کیسے ممکن ہو گی۔ فرمایا!

واذکر ربک فی نفسک تضرعاً و خیفتہ و دون الجھر من القول۔ مزاج میں، طبیعت میں، دل میں فطرت میں وہ چیز پیدا کرنے کے لئے کہ اتباع شریعت کو جی چاہے، اتباع شریعت ہی محبوب ہو جائے۔ شریعت پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔ فرمایا اس کے لئے اللہ کی یاد کو اپنے دل میں بسالو اس کا ذکر کرو اور کرتے رہو۔

فی نفسک۔ دل ہی دل میں اپنے دل کو اس کی یاد سے اس کے نام سے آباد کر لو۔ تضرعاً بڑی عاجزی سے بڑی انکساری سے اس کی عظمت کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی کم حیثیتی کا اندازہ کرتے ہوئے۔ و خیفتہ اور اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ میں خطا کار ہوں، میں گنہگار ہوں، مجھ میں ہزار خامیاں ہیں۔ یہ پاک نام ہے، اس کی کیفیات پاک ہیں۔ اس پر جو انوار و برکات آتے ہیں اس کی ذات کے ہیں۔ اس بات سے بھی ڈرو کہ میری کسی خطا کی وجہ سے یہ نعمت چھن نہ جائے۔

دون الجھر من القول۔ اللہ کا ذکر اس طرح نہ کرو کہ کھپ پڑی ہوئی ہو۔ دس بندے بیٹھ کر ذکر کر رہے ہوں اور سارا شہر مصیبت میں آیا ہوا ہو۔ اپنی اس ذات کے اندر کرو جس میں آواز نہ آئے۔ بالغدو والاصال۔ صبح شام لیکن جب عربی میں بالغدو والاصال آتا ہے تو جس طرح انگریزی میں ROUND THE CLOCK ایک لفظ ہے۔ اس سے مراد ہوتا ہے ہر وقت یہاں بھی بالغدو والاصال سے مراد ہے کہ ہر لمحہ ہر آن ہر حال میں ہر جگہ اللہ کا ذکر کرتے رہو۔

ولا تکن من الغفلین۔ اور کوئی لمحہ غفلت میں نہ جانے پائے۔ غفلت کے لئے ضروری نہیں ہوتا کہ کوئی سال بھر غافل رہے تو اسے غافل کہا جائے گا۔ سال کی غفلت بھی ہے، مہینے کی غفلت بھی ہے۔ ایک لمحے کی غفلت بھی غفلت ہے۔ فرمایا ولا تکن من الغفلین۔ اور کسی بھی طرح غافلوں میں اپنے آپ کو شامل یا شمار نہ ہونے دو۔ اس کا مطلب ہے کہ ہر آن اللہ کی یاد سے دل کو آباد رکھو اس لئے نہیں کہ اسے عبادت کی ضرورت ہے۔ اس لئے نہیں کہ اللہ کسی کی عبادت کا محتاج ہے۔ وہ بے نیاز ہے اور جتنے بھی اس کے مقربین ہیں جتنی اس کی مقرب مخلوق ہے فرشتے ہیں لا یستکبرون عن عبادتہ۔ کہ وہ اس کی عبادت سے تھکا نہیں کرتے۔ اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اس کے سامنے سربسجود رہتے ہیں۔ دوسرے حوالے سے اس کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جسے بھی قرب الٰہی نصیب ہو گا۔

ان الذین عند ربک۔ جو بھی تیرے پروردگار کے پاس ہو گا اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ ہمہ وقت اس کی یاد اور اس کی عبادت میں مصروف ہو گا۔ جتنا جتنا کسی کو قرب الٰہی نصیب ہو گا اتنا اتنا اسے توفیق عبادت ارزاں ہوتی جائے گی اور وہ تسبیح تحمید اور سجدے میں اس کا وقت زیادہ گزرے گا۔ دو تین چیزیں جو اس آیہ کریمہ سے بہت واضح طور پر سامنے آئیں ایک تو یہ ہے کہ سارے کا سارا کمال اتباع شریعت ہے۔ شریعت سے ہٹ کر کسی کمال کا کوئی تصور نہیں ہے۔ ہمارے ہاں جو رواج ہے کہ جو پاگل ہو جائے وہ بھی ولی اللہ بن جاتا ہے جو جتنا بدکار ہو اتنا بڑا پیر بن جاتا ہے اور اللہ کی مخلوق اللہ کریم سے اس طرح بیگانہ ہوئی ہے کہ ہر ضرورت کے لئے کسی نہ کسی انسان کے کسی نہ کسی محتاج کے دروازے پر جاتے ہیں۔ مالک کا دروازہ ہماری پیشانیوں سے اور مالک کی بارگاہ ہمارے ہاتھ اٹھانے سے خالی رہتی ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ اللہ جل شانہ کو موجود مانتے ہوئے ہر چیز پہ قادر مانتے ہوئے پھر ہم مخلوق کے پاس جاتے ہیں اور ایک بڑی اچھی خوبصورت بات یہ ہے کہ گداگر گدا میں کچھ نہیں دیتا آپ نے یہ دیکھا خانہ بدوشوں کو یہ گاؤں کے غریب سے غریب آدمی سے مانگ کر لے آتے ہیں۔ لیکن اپنے ساتھ دوسرے خانہ بدوش یا جھگی والے سے نہیں مانگتے۔ بھوکے سو جاتے ہیں لیکن دوسرے گداگر سے نہیں مانگتے۔ انہیں پتہ ہے کہ یہ خود مانگ کے لایا ہے ہمیں کیا دے گا۔ جو خود محتاج ہے وہ دے گا کیا۔ اللہ کے سوا کائنات کا ہر ذرہ خود محتاج ہے اور جاہل ہے وہ انسان جو اپنی ضروریات اللہ کی بارگاہ کو چھوڑ کر

اور بدکرداری اور اس گناہ کا ہے جس کی ہم بخشش مانگ نہ سکے۔ جو معاف نہ کیا گیا جس پر سزا مرتب ہوئی۔ فرمایا اللہ کو یاد کرو ایک تو عجز اور نیاز مندی کے ساتھ اور دوسرا اس ڈر سے بھی کہ میں خطاکار ہوں۔ رب کریم کہیں مجھ سے میری یہ نعمت چھین نہ لے۔

ہمیں بہت سا یہ خیال ہوتا ہے کہ جی ذکر کرنے والا ہوں۔ مجھے کشف ہو جائے' مشاہدہ ہو جائے' میرے مقامات کتنے ہیں' میرے مراقبات کتنے ہیں' لیکن ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ سب سے بڑا مقام و مرتبہ یہ ہے کہ ذکر کرنے کی توفیق رہے۔ یہ سب سے بڑا مقام ہے۔ باقی سارے مقاموں کی بنیاد اس پر ہے ذکر قائم رہے گا تو کوئی مقام بنے گا ذکر کا قائم رہنا اور ذکر کی توفیق کا ارزاں رہنا یہ اللہ کا بہت بڑا انعام ہے تو خود اس نعمت کا احساس کرنا چاہئے کہ اس نے مجھے اپنی یاد کی توفیق دیدی۔ میرے دل کو' میرے سینے کو' میری زبان کو اپنے ذکر سے تر کر دیا۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مومن کا حال یہ ہونا چاہئے ان تفارق الدنیا کہ وہ دنیا سے جا رہا ہو' موت آگئی ہو' نزع کا عالم ہو' و لسانک رطب من ذکر اللہ۔ اور تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔ بے ہوشی میں آدمی کی جب عقل ساتھ چھوڑ جاتی ہے تو وہ سوچ کر کوئی کام نہیں کرتا پھر اس کی زبان پر وہ باتیں آتی ہیں جو اس کے دل میں مکیں ہوتی ہیں۔ آپ نے اگر کسی کو بے ہوشی میں باتیں کرتے سنا ہو تو آپ کو تجربہ ہو گا کہ جو کچھ اس کے دل میں ہے وہ زبان پر آتا ہے۔ خواہ وہ حق میں' خواہ وہ اپنے خلاف ہی بول رہا ہو۔ وہ بولتا چلا جاتا ہے اسے احساس نہیں ہوتا' عقل ساتھ نہیں دے رہی ہوتی۔ اگر بے ہوشی میں یہ عالم ہے تو نزع کی سختی تو بہت بڑی سختی ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام جو امام الانبیاء ہیں فخر موجودات ہیں ساری دنیا جن کے طفیل اللہ کی رحمت سے مستفید ہوتی ہے۔ دنیا سے رخصت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے پیالے میں دست اقدس ڈال کر تر کر کے رخ انور پہ پانی کا ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے ان للموت سکرات۔ واقعی موت میں بڑی تلخیاں ہیں۔ اگر یہ ارشاد حضور علیہ الصلوۃ کا ہے تو پھر ماوشما موت کے دروازے سے کس طرح گزریں گے کہ جب ہم جیسے لوگوں پہ موت یا سکرات موت وارد ہوتی ہے تو کیا حال ہوتا ہو گا۔

عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ پرانی سے پرانی قبر پہ حکم دیتے تو مردہ زندہ ہو جاتا تو کسی قدیم قبر پر آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ مردہ زندہ ہو گیا تو اس سے پوچھا کہ تو دنیا میں تو آہی گیا ہے اور تو پہلے بھی نجات میں ہے اور پھر اب میں بھی ہوں تو دنیا پہ رہ کر مزید نیکیاں کر لے۔ اللہ کریم سے تیرے لئے مہلت مانگ لی جائے اس نے کہا جی نہیں! آپ نے مجھے جس طرح قبر سے اٹھایا ہے اسی طرح واپس کر دیں۔ پوچھا' دنیا میں رہنے کو جی نہیں چاہتا اس نے کہا میں دوبارہ مرنا نہیں چاہتا مجھے موت کی وہ تلخی جو میں نے پہلے برداشت کی ہے وہ میں بھولا نہیں ہوں۔ میں دوبارہ اس تلخی سے نہیں گزرنا چاہتا' مجھے زندگی نہیں چاہئے چونکہ اس کے بعد پھر مرنا ہو گا۔

تو جب آدمی سکرات کے عالم میں ہو موت کی تلخی ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مزا یہ ہے کہ اس وقت زبان پر اللہ کا نام ہو۔ و لسانک رطب من ذکر اللہ۔ اور اس حال میں اللہ کا نام تب ہی زبان پر ہو گا جب دل میں اللہ کا نام نقش ہو چکا ہو گا چونکہ دماغ تو ساتھ چھوڑ جاتا ہے اس وقت عقل تو سوچ کر بات نہیں کرتی۔ دل میں جو چیز موجود ہوتی ہے' وہ زبان پہ آتی ہے تو فرمایا اللہ کی یاد اس طرح کرو کہ دل ہی دل میں اس کا نام لو' نہایت نیازمندی سے ڈرتے ہوئے۔

و دون الجھر من القول۔

مقصد اس کا بھی یہی ہے کہ اس میں نمائش نہ ہو۔ لوگوں کو دکھلانے کے لئے نہ ہو' دکھلاوا نہ ہو' لوگوں کے بتانے کے لئے نہ ہو' ہر وقت رات دن کا ہر لمحہ اس کی یاد سے روشن کر لو۔ ولا تکن من الغفلین۔ اور غفلت سے بچو! اپنے آپ کو غافلوں میں شمار مت کرو۔ لمحوں کی غفلت بھی غفلت ہی ہوتی ہے اور پھر اللہ کی یاد سے غفلت ایسا نقصان ہے جس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔

میں فتاویٰ مہریہ ایک دن دیکھ رہا تھا پیر مہر علی شاہ صاحب کے کچھ فتوے اس میں جمع کر دیئے ہیں تو اس میں کسی شخص نے ذبح کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے اسے بتایا کہ تکبیر پڑھنے سے پہلے اگر جانور مر جائے تو وہ حلال نہیں ہے۔ اس کا دم جو ہے وہ اللہ کے نام پر نکلنا چاہیئے کہ آپ اللہ اکبر کہیں تب تک اس میں زندگی ہونی چاہیئے۔ اس طرح کا مسئلہ تھا۔ مسئلہ تو بتا دیا وہ بندہ چلا گیا تو اہل مجلس سے فرمانے لگے کہ اگر جانور کا جو مکلف نہیں ہے اس کا دم اللہ کے نام کے بغیر نکل جائے تو وہ حرام ہے تو انسان کے کتنے دم اس کے نام کے بغیر جاتے ہیں۔ کیا وہ سارے مردار نہیں ہوں گے۔ اس لئے صوفیوں نے کہا "جو دم غافل سو دم کافر" کہ وہ تو اللہ کا نافرمان ہے وہ دم جو اللہ کے نام کے بغیر گیا۔

اسی عمل کو صوفیاء پاس انفاس کہتے ہیں کہ ہر سانس کی نگرانی کی جائے اور کوئی سانس اس کریم کے نام سے خالی نہ جائے۔ اس کے بغیر نہ جائے ہر سانس میں اللہ کا نام رچا بسا ہوا ہو۔ ہمارے آج کے جو امراض ہیں جس میں مسلم امت گرفتار ہے۔ پورے روئے زمین پر ہم ذلیل ہو رہے ہیں۔ ان میں ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے۔ یہ ایسا عجیب زمانہ آیا ہے کہ صرف یہ نہیں کہ لوگوں سے اللہ کا ذکر چھوٹ گیا بلکہ ذکر کی مخالفت کرتے ہیں جو اللہ اللہ کرتے ہیں انہیں بھی روکنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ کوئی کام ہے کرنے کا۔ جسے اردو میں اپنا نام لکھنا نہیں آتا وہ بھی کہتا ہے یہ قرآن سے ثابت نہیں ہے۔ حالانکہ قرآن میں جتنے احکام ہیں ان میں سے جس حکم کو قرآن نے سب سے زیادہ بار دہرایا ہے وہ اللہ کے ذکر کا حکم ہے۔ اور فرمایا ولا تکن من الغفلین۔ کوئی سانس غفلت کی نذر نہ کرو یہ تو بہتا ہوا دریا ہے۔

ایک قاعدہ ہے کہ اگر رمضان المبارک کے روزے قضا ہو جائیں تو پھر وہ دوسرا رمضان نصیب نہیں ہوتا چونکہ وہ تو خود فرض ہوتا ہے۔ رمضان کی قضاء غیر رمضان ہی میں ہوگی۔ رمضان نصیب نہیں ہوتا۔ دریا کا جو پانی گزر جائے وہ جا چکا ہوتا ہے' وہ واپس نہیں آتا۔ زندگی کی جو سانس ہم لے چکتے ہیں وہ دوبارہ نہیں لی جائے گی۔ جو خالی گئی وہ ہم کھو چکے' وہ دوبارہ نہیں آئے گی۔ اس کی قضا نہیں ہوگی للذا اہل اللہ کا اور مشائخ کا طریقہ یہ ہے جس کا نام انہوں نے رکھا ہے پاس انفاس ہر دم کا ہر سانس کا محاسبہ کیا جائے' چوکیداری کی جائے' کوئی سانس اللہ کے نام کے بغیر نہ آئے جائے اور آدمی غفلت سے بچا رہے۔ یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے۔ بہت بڑا مقام و مرتبہ یہ ہے کہ کسی کو رات دن پروردگار عالم کو یاد کرنے کی توفیق نصیب ہو جائے۔ اور پھر یاد رکھو قرب الٰہی یا عظمت الٰہی ہم اپنے لئے دعویٰ کرتے ہیں کہ میں بڑا اللہ کا محبوب ہوں یا ہم کسی کے لئے دعویٰ رکھتے ہیں کہ وہ بڑا اللہ کا مقرب ہے تو فرمایا قرب الٰہی کی نشانی یہ ہے کہ اللہ کے جو قریب ہوتا ہے' جتنا قریب ہوتا ہے' اتنی زیادہ عبادت کرتا ہے' اتنی زیادہ اطاعت کرتا ہے' اتنی زیادہ اتباع شریعت میں وہ دوسروں سے آگے ہوتا ہے۔

تارکین شریعت اور منکرین شریعت اور جن کے عقائد ہی غیر اسلامی ہوں یہ ولی اللہ نہیں ہوتے بلکہ اللہ کے ولی وہ ہوتے ہیں جو ہر لمحہ اس کی پاکی بیان کر رہے ہوں اور جو ہر آن اس کی بارگاہ میں سر بسجود ہوں اور انسانی عظمتوں کا کمال یہ ہے انسانی عظمتوں کی انتہاء یہ ہے کہ اللہ کے سوا غیر اللہ کے در سے اس کا سر اٹھ جائے اور اللہ کے دروازے سے کبھی نہ اٹھے۔ سب سے بڑا مقام و مرتبہ یہ ہے کہ اللہ کی عبادت نصیب ہو جائے۔ اللہ کی یاد نصیب ہو جائے اور اللہ سے ایسا ربط نصیب ہو جائے کہ اپنے رب کو اپنے ہر حال میں موجود اور حاضر سمجھے۔ اپنی ہر مصیبت میں اسے اپنے ساتھ پائے اپنی ہر ضرورت میں اسے اپنا مالک اور آقا سمجھے اور اپنی ہر بات دکھ سکھ کی اس کی بارگاہ میں کہہ سکے۔ یہی انسانیت کی عظمت اور اس کا کمال ہے۔

تبدیلی پروگرام

ضلع گجرات سے متعلقہ ساتھیوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آئندہ ہمارا ضلعی ماہانہ اجتماع ہر ماہ کے تیسرے اتوار کی بجائے پہلے اتوار کو دن دس بجے "مسجد سادات کالونی بالمقابل برف خانہ' نزد عثمان پلازہ کچہری روڈ گجرات شہر" میں ہوا کرے گا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

رہبر تصوف کی مہکتی باتیں

حضرت اللہ یار خانؒ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے بانی اور مجتہد فی التصوف ہیں۔ ان کی ایمان افروز باتوں کا یہ مستقل سلسلہ ماہنامہ "المرشد" کے ہر شمارے میں شائع کیا جاتا ہے۔ امید ہے قارئین اور پرانے ساتھی اس سلسلہ میں رہنمائی فرمائیں گے۔ یاد رہے کہ حضرت اللہ یار خانؒ 1984ء میں دنیا سے پردہ فرما گئے تھے۔

حضرت جیؒ نے فرمایا۔ یاد رکھنا فرائض خدا کی پوری پابندی کرنا۔ جھوٹ سے زبان کو بچانا بری مجالس سے بچنا۔ زندگی چند دن ہے اس کو تباہ نہ کرنا۔ یہی چند دن کمانے کے ہیں' یہی کمائی ابد الاباد کھانی ہو گی۔

فرمایا۔ حرام سے بچنا' خوف خدا دل میں ہر وقت' ذکر ہر وقت' دنیا خدا سے دور ہو چکی ہے۔ رسول خدا سے روحانی تعلق توڑ چکی ہے۔ اخروی مواخذہ کی قائل نہیں رہی۔

فرمایا۔ بیٹا یہ دور الحادی ہے خیال رکھنا۔ اس الحادی طوفان میں ایسے نہ ہو کہ بہہ جائیں یا غرق ہو جائیں۔ کمال یہ ہے کہ ایسے بدکاری کے الحادی دور میں ایمان و سنت کو ہاتھ میں لے کر پار اتریں اور یاد خدا کو نہ بھولیں۔

فرمایا۔ یاد رکھنا وقت سخت نازک ہے۔ مخلوق خدا سے دور ہو چکی ہے اور رسول خدا سے تعلق توڑ چکی ہے۔ حرام حلال کی قائل نہیں ہے۔ سنت الٰہی اسی طرح چلی آتی ہے کہ جب سخت بے دینی دنیا میں پھیل جاتی تو اس وقت اللہ تعالیٰ جماعت انبیاء کو مبعوث فرماتے تھے۔ سلسلہ نبوت تو ختم ہوا۔ کوئی نبی نہیں آسکتا سوائے سابق نبی عیسیٰ علیہ السلام کے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً صوفیہ' عارفین' اولیاء اللہ کی جماعت سے کسی نہ کسی کو منتخب فرماتے ہیں تاکہ مخلوق جو خدا سے دور ہو گئی اس کو شیطان کے چنگل سے نجات دلا کر خدا رسیدہ بنائیں۔

عزیزم میں پیری مریدی کے لئے پیدا نہیں ہوا بلکہ میری ڈیوٹی یہی ہے جو کام کر رہا ہوں۔ ذکر الٰہی میں مشغول ہو جائیں۔ نمازی ہو جائیں' متبع رسولؐ بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت عطا فرمائیں۔ وقت بہت نازک ہے۔ خدا کا خوف کرنا۔ اتباع شریعت اور اتباع سنت میں نجات ہے۔ خدا کے بندے بن جاؤ۔

فرمایا۔ بیٹا خدا کا شکر کریں اس دور الحادی میں مراقبات کا ہو جانا۔ تسلی اور تسکین قلبی کے لئے کافی ہے۔ اتباع شریعت کا اہتمام کرنا۔ قرب الٰہی کے لئے کوشاں رہنا۔ یہی مقصد تخلیق ہے۔

ایک مجلس میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا نماز کی پابندی' اتباع شریعت' ذکر کو ترک کرنا۔ دنیا خدا سے دور ہو چکی ہے۔ یہ دور الحادی و گمراہی ہے۔ لوگوں کی گمراہی و بے دینی دنیا طلبی اور مادہ پرستی کو دیکھ کر اس سیلاب گمراہی میں نہ ہلاک ہونا۔ وقت سخت نازک ہے تربیت کو ہاتھ سے نہ جانے دینا۔ خدا کے بندے مخلص و خالص بن کر دنیا میں زندگی بسر کرنا۔ روٹی کتوں اور جانوروں کو بھی مل رہی ہے خنزیر بھی کھا رہے ہیں۔ رزق قارون کے پاس بہت تھا۔ عزت' مال و دولت میں نہیں۔ اگر مال و دولت اور قوت بازو میں عزت ہوتی تو سابقہ حکمرانوں کی اس طرح بے عزتی نہ ہوتی۔ عزت خدا والوں کی ہوتی ہے۔ آج کا مسلمان صرف مال کا طالب ہے۔ عزت خواہ دربار فرعون سے مل جائے۔ مال خواہ خزانہ قارون سے مل جائے۔ دربار نبوت سے ان کو عزت کی ضرورت نہیں۔ خوب سوچ سمجھ کر مسلمان بن کر زندگی گزارنا۔

جادو --- جادو کے متعلق فرمایا یہ ایک قسم کا علم ہے جس سے زیادہ تر ابلیس سے امداد طلب کی جاتی ہے یا ارواح خبیثہ سے' بقایا بھی اسی قسم کے اعمال ہیں۔ یہ علم حرام ہے۔

ایک شاگرد کو اپنے ایک مکتوب میں فرمایا۔

دعا فرمائیں وقت سخت الحادی ہے۔ خدا تعالیٰ کامل اکمل ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت فرمائیں۔ خوف طاری ہے بدن پر میرے رب نے جو اس گنہگار پر عاجز پر انعام کیا ہے۔ اس کا شکریہ کب ادا کر سکتا ہوں۔ آپ لوگوں کی طفیل خدا تعالیٰ ہم پر بھی رحم فرمائیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

الحمد للہ ۔ ہمارا سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ ہے۔ اویسی محض اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ہم روح سے فیض لے سکتے ہیں۔ میرا اکثر فیض ارواح سے ہوا۔ تکمیل تمام تر ارواح سے ہوئی، قبر برزخ والوں سے فیض لے لینا اور ان کو دے بھی دینا یہ ہمارا کام ہے۔ اس بنا پر ہم کو اویسی کہا جاتا ہے۔

فرمایا۔ حج کے موقع پر جو کچھ عطا ہوا۔ اس کو زبان اور قلم سے بیان کرنے سے قاصر ہوں۔

ایں آں سعادت ہست کہ حسرت بردبراں
جو یاں تخت قیصر و ملک سکندری
لباس فہم بربالاء او تنگ
سمند وہم در صحراء او لنگ

سمجھ کا لباس اس پر تنگ وہم کا گھوڑا اس میدان میں لنگڑا ہو جاتا ہے۔ اس واسطے قلم و زبان کو روکتا ہوں۔ وقت نازک ہے۔ موت سر پر ہے۔ وقت مقرر ہے، دنیا ہمارا وطن نہیں۔

اپنے سلسلہ کے شاگردوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

نماز کی پابندی کرنا۔ ذکر کی پابندی کرنا۔ پاکستان کی سلامتی کے لئے ہر نماز کے بعد اور معمول کے بعد دعا کیا کرنا۔ خدا تعالیٰ پاکستان کو کفار کی شر اور اندرونی شر سے محفوظ فرمائے۔

شاگردوں کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا

نماز نفل، تہجد کی پابندی کرنا، خدا سے غافل نہ ہونا۔ دنیا فانی ہے۔ وطن جنت ہے یا جہنم۔ دنیا میں چند دن کے لئے آئے مسافر ہیں۔ ایک سفر کرنا ہوگا۔ کوئی ساتھی یا رفیق نہ ہوگا۔ سوائے اعمال صالح کے۔ خیال کریں جب تک انسان کسی ولی اللہ کی دامن گرفت نہ کرے وہ ولی اللہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جس نے صالحین عارفین کو دیکھا نہیں وہ صالح کیسے بنے، نماز کی پابندی کرنا۔ ذکر پہ دوام کرنا۔ دل کو حاضر بارگاہ الٰہی سمجھنا۔ آمین

دعائے مغفرت

سلسلہ کے پرانے ساتھی ڈاکٹر غلام مصطفیٰ اعوان (جوہر آباد) قضائے الٰہی سے فوت ہوگئے ہیں۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

بامقصد، معیاری اور دیدہ زیب کتابیں

خود پڑھیئے .... دوستوں کو تحفہ دیجئے

پاکستان کی دینی جماعتیں

الجھنیں

سوچ سمندر

طریق نسبت اویسیہ

شائع ہو چکی ہیں

منگوانے کے لئے رابطہ کریں

اویسیہ کتب خانہ

اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور فون: 5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

نفاذ اسلام

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
تلہ گنگ 29-8-99

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا

صدر گرامی قدر! معززین علاقہ، مہمانان گرامی، برادران اسلام، نمازیان اسلام، مجاہدین اسلام، السلام علیکم و رحمتہ اللہ۔

آج کل بڑی عجیب بات ہے کہ کوئی الیکشن کا زمانہ نہیں ہے لیکن سیاسی موسم اتنے زوروں پر ہیں شاید الیکشن کے زمانے میں بھی اتنی شدت سیاسی جلسوں اور پروگراموں میں نہیں ہوتی جو آج کل دیکھنے میں آ رہی ہے۔ حکومت اپنی جگہ پر اپنے مقام پر ڈٹی ہوئی ہے اور بڑے عجیب و غریب بیانات حکمرانوں کے بھی آتے ہیں جن میں سرفہرست ایک بیان جناب وزیراعظم صاحب کا ہے کہ ہم نے بڑے دلیرانہ فیصلے کئے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے۔ دوسری طرف وزیراعلیٰ پنجاب ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر غریبوں کو حقوق نہ دیئے گئے تو خونی انقلاب آئے گا۔ اپوزیشن اور حکومت کی مخالف سیاسی جماعتیں اپنے اپنے طور پر ایک اجتماعی پلیٹ فارم سجانے کی کوشش میں ہیں اور پورا زور صرف ہو رہا ہے۔ سیاسی بزرگوں کا سیاسی جماعتوں کو یکجا کرنے میں الاخوان دینی تنظیم بھی ہے، سیاسی بھی ہے۔ الاخوان اس معاملے میں حکومت سے بھی اپوزیشن سے بھی دونوں طرفوں سے الگ ہو کر ایک بات دہرا رہی ہے کہ کیا حکمران عام آدمی کی حالت زار پر توجہ کرنے کی تکلیف فرمانے کو تیار ہیں یا اگر حکمرانوں کو محض امریکی مفادات عزیز ہیں حکمرانوں کو صرف امریکہ کی ہدایات پر عمل کرنا ہے تو اپوزیشن کے پاس عام آدمی کی بھلائی کا کون سا پروگرام ہے۔ ہماری غرض چودہ کروڑ کے اس اسلامی ملک میں چودہ کروڑ مسلمانوں کو اس ظالمانہ نظام سے نجات دلانا ہے۔ اپوزیشن کے جلسے میں جہاں پینتیس جماعتوں کا اجتماع تھا مجھے لاہور یاد فرمایا گیا۔ میں حاضر ہوا میری تقریر ریکارڈ پر موجود ہے میں نے چار سوال اپوزیشن کے جلسے میں کئے تھے۔ پینتیس سیاسی جماعتوں کے رہنما تشریف فرما تھے کہ آسمان سے تو روزی برستی ہے وہ رب العالمین تو وسائل رزق پیدا فرماتا ہے۔ اونچی چوٹیوں پر اونچے درختوں کی ڈالوں پہ آ کے اٹک جاتی ہے۔ زمین تک نہیں پہنچتی۔ وسائل بڑی بڑی جھیلوں میں آ کے غرق ہو جاتے ہیں۔ خشک زمینوں میں آ کر نہیں پہنچتے۔ غریب آدمی بیٹھا دیکھتا رہ جاتا ہے اس کے نام پر ایک خاص طبقہ عیش کرتا ہے، آپ کے پاس کیا پروگرام ہے کہ آپ ملکی وسائل غریب آدمی تک پہنچائیں گے۔ آپ غریب کی غربت کا احساس کریں گے۔ اس کے لئے بھی نان جویں مہیا ہو گی۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ آپ پاکستان کے معاشی نظام کا وہ نقشہ ہمیں بتائیں کہ معاشی وسائل عام آدمی تک پہنچیں۔ دوسری بات جو میں نے عرض کی وہ یہ تھی کہ آپ کا عدالتی نظام ایسا عجیب و غریب ہے کہ کبھی آپ ایک آدمی پر ساٹھ ساٹھ قتل کا پرچہ دے دیتے ہیں، پھر وہ ود ڈرا (WITH DRAW) کر لیتے ہیں۔ معذرت کر لیتے ہیں، نجم سیٹھی کو گرفتار کرتے ہیں غداری کے جرم میں اور ہفتے بعد معافی مانگ لیتے ہیں۔ غریب کو پکڑتے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہیں بغیر پوچھے لٹکا دیتے ہیں یا بارہ بارہ سال جیل سڑتا رہتا ہے۔ صاحب اقتدار کے لئے کوئی روک ٹوک نہیں یہ ظلم کے نام پر عدالتی نظام جو چل رہا ہے اس کی اصلاح کا طریقہ ہمیں بتایا جائے کیا آپ اس کو واقعی عدل بنائیں گے۔ ہمارے نزدیک عدل وہ ہے جو قرآن نے دیا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔ اس کے علاوہ ہر نظام ظلم ہے' عدل نہیں ہو سکتا۔ میں نے یہ پوچھا تھا اور ریکارڈ پر موجود ہے کہ آپ کے بچے تو ایچی سن میں پڑھیں اور غریب کے بچے کیکر کے نیچے سارا دن بیٹھ کر چلے جائیں۔ کبھی استاد نہیں ہے' کبھی کتاب نہیں ہے' کبھی تختی نہیں ہے' کبھی بورڈ نہیں ہے تو آپ کیا اس ملک کے تعلیمی نظام کو ایک درجے پر لانا گوارا کریں گے۔ آپ کا سیاسی نظام ایسا عجیب و غریب ہے کہ جن لوگوں کی بدکاری اور برائی اور جن لوگوں کی بددیانتی کی وجہ سے حکومتیں ٹوٹتی ہیں آپ کا یہ نظام انہی کو دھو دھلا کر استری کر کے پھر واپس بھیج دیتا ہے آپ اس سیاسی نظام میں کون سی تبدیلی لائیں گے کہ اس میں شرفاء کے لئے بھی گنجائش نکل سکے۔ پینتیس جماعتوں کے سربراہوں نے پینتیس تقریریں فرمائیں۔ لیکن میرے سوال کا جواب نہیں ملا۔

جناب وزیر اعظم میاں نواز شریف نے اس کانفرنس کے بعد یاد فرمایا کہ آپ سب سے الگ بات کرتے ہیں۔ آپ میرے پاس آئیں' آپ مجھے بتائیں کیا کرنا چاہئے' میں حاضر ہو گیا' ملک کا وزیر اعظم ہے اور سربراہ مملکت ہے۔ چیف ایگزیکٹو ہے' بہت باتیں ہوئیں لیکن ایک سادہ سی بات جو میں نے کہی بھی لکھ کر بھی دی اور آج سٹیج پر بھی کہہ رہا ہوں کہ میں نے عرض کیا وزیر اعظم صاحب آپ میرے تب سے واقف ہیں اور میری ملاقات ہے جب آپ چیف منسٹر پنجاب تھے۔ پھر آپ دو دفعہ وزیر اعظم رہے' چیف منسٹری سے لے کر آج تک کوئی میرا ذاتی کام آپ نے کیا ہو تو بتائیے آج بھی میرے ساتھ میری ذات کی بات مت کیجئے۔ میں عام آدمی کی بات کروں گا۔ چودہ کروڑ لوگوں کی بات کروں گا' اس پہ اگر کوئی معاملہ آپ کر سکتے ہیں تو الاخوان کی یہ ترجیح ہے کہ موجودہ حکومت جو اقتدار میں ہے وہ بھی مسلمان ہے عمرے کرتے ہیں' حج کرتے ہیں' نمازیں پڑھتے ہیں' اسلام نافذ کیوں نہیں کرتے۔ ہمیں اقتدار نہیں چاہئے' ہمیں اسلام چاہئے۔ آپ کر دیجئے اگر آپ اتنی بڑی تبدیلی نہیں کر سکتے تو بنیادی طور پر اس سمت چلئے۔ اس سمت قدم اٹھایئے ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ ملک بھر میں دیں گے لیکن پتہ تو چلے کہ آپ کی سمت تبدیل ہوئی مثلاً میں نے عرض کیا کہ یہاں میری ملاقات کے دوران اعلان ہو گیا جی پندرہ سے بیس فیصد سیلز ٹیکس لگ گیا ہے۔ آپ نے عام آدمی کو سہولت کیا دی کہ اس پر سیلز ٹیکس لگا رہے ہیں۔ پہلے اس ملک میں استعمال کی چیزوں پر جو ٹیکس ہے وہ ستر فیصد ہو جاتا ہے۔ جو آدمی سو روپیہ لے کر بازار جاتا ہے اسے تیس روپے کی جنس ملتی ہے اور ستر روپیہ ٹیکسوں میں جاتا ہے آپ نے پندرہ سے بیس فیصد اور بڑھا دیا اس کے پاس بچا کیا۔

پہلا مطالبہ میرا یہ تھا کہ جنرل سیلز ٹیکس واپس لیا جائے۔ دوسری بات جو میں نے کی وہ یہ تھی کہ آپ نے جراءت مندانہ فیصلہ یہ کیا کہ فاتح پاکستانی فوج کو اور مجاہدین کو کارگل سے واپس بلا لیا۔ یہ کارگل محض ایشو نہیں تھا' کارگل ایک ایسا کارنر تھا جہاں سے ہندوستان کا کشمیر سے اگلے حصے میں جانے کا راستہ بند ہو گیا۔ ہندوستان کے قبضے میں کشمیر کا کل ستاون ہزار مربع کلومیٹر میں سے سینتیس ہزار مربع کلو میٹر کشمیر پر سے ہندوستان کا کنٹرول ختم ہو گیا تھا۔ جو مجاہدین نے اور پاک فوج نے بند کیا یہ عجیب حکومت ہے فوجیوں کو نشان حیدر دیئے جا رہے ہیں۔ ہلال امتیاز دیئے جا رہے ہیں' نشان جراءت دیا جا رہا ہے اور کہتے ہیں فوج لڑی نہیں' لڑی نہیں تو نشان حیدر کس بات کا دے رہے ہیں اور اگر لڑی ہے تو اسے آپ نے ودڈرا (WITHDRAW) کیوں کرایا جبکہ تین چوتھائی کشمیر کے حصے پر سے ہندوستان کا کنٹرول ختم ہو گیا تھا۔ اگر اس میں کوئی قومی مصلحت تھی تو پھر تمام قومی جماعتوں کو جمع کیجئے اور ان کے سربراہان کو مطمئن کیجئے اور سمجھایئے قوم کو کہ اس میں قوم کا یہ فائدہ تھا پھر یہ چوری چوری کیوں ہو رہا ہے۔ تیسری بات میں نے یہ کی کہ حکومت پاکستان تو طالبان کی حکومت کو تسلیم کر چکی۔ ہندوستان شمالی

www.naqshbandiaowaisiah.com

اتحاد کی مدد کھلے بندوں کرتا ہے۔ آپ طالبان حکومت کی ثالثی کیوں کرتے ہیں' حمایت کیوں نہیں کرتے۔ اسامہ بن لادن مجاہد ہے عالم اسلام کا' کسی امریکی عدالت میں اس کے خلاف مقدمہ نہیں ہے۔ امریکہ کیوں گرفتار کرتا پھرتا ہے اور اگر کرتا ہے تو پاکستان اس میں امریکہ کی مدد کیوں کرے گا۔

پانچویں بات جو میں نے عرض کی وہ یہ تھی کہ قومی خزانہ پر کرنے کے لئے عام آدمی کو آپ نے یونٹ بنالیا۔ آپ نے فصل سمجھ لیا' عام آدمی کو اور اس سے آپ اپنا خزانہ بھرنا چاہتے ہیں جبکہ الاخوان کے سروے کے مطابق سات ہزار ارب روپے کا سرمایہ پاکستان میں وہ ہے جو رشوت اور کمشن سے جمع کیا گیا۔ ایک ایک سی ایس پی افسر کے چار چار پلازے ہیں ایک ایک شہر میں ایک ایک سیاستدان کے حساب کی پڑتال کیجئے میں ایک ڈی ایس پی کو جانتا ہوں جس کے اٹھانوے لاکھ ڈالر جمع ہیں اور جنہوں نے لوٹ کر گھر بھر لئے۔ ان سے حکومت نہیں لیتی' غریب آدمی پہ ٹیکس لگائے جا رہی ہے۔ سات ہزار ارب کا اموال فاضلہ پاکستان میں رشوت کا چوری کا بدمعاشی اور بے ایمانی کا اور کمشن کا پیسہ موجود ہے۔ جن جن کے پاس ہے ان سے نکلوایا جائے اور اگر حکومت چوروں سے بدمعاشوں سے' ظالموں سے راشیوں سے رشوت خوروں سے نہیں لے سکتی تو کیا حکومت کا یہی کمال ہے کہ عام آدمی کی چمڑی ادھیڑتی چلی جائے۔

چھٹی بات میں نے سود کے بارے میں کی۔ سود اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ ہے۔ ہمیں آئین کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ آئین پاکستان میں موجود ہے۔

QURAN O SUNNAH WILL BE SUPREME LAW OF THE COUNTRY

یہ آئین کا حصہ ہے کہ اعلیٰ ترین قانون قرآن و سنت ہے پاکستان کا اور شرعی عدالت نے قرآن نے بھی کہا سود حرام ہے۔ آپ کی شرعی عدالت نے کہا سود حرام ہے پھر آپ اپیل سپریم کورٹ کیسے لے گئے پھر سپریم شریعت ہے یا آپ کی عدالتیں۔ سود کے خلاف اپیل واپس لی جائے سودی نظام ختم کیا جائے اور ہر اس بندے کو جس کے بنک میں پانچ روپے بھی ہیں اسے بنک کے اثاثے میں حصہ دار بنایا جائے اور جو منافع بنک کماتا ہے' منافع کی شرح پر تقسیم کئے جائیں تاکہ عام آدمی تک اس کا حصہ پہنچے۔ یہاں جو کہا جاتا ہے کہ بنک سود پر چلتے ہیں' میں ماہرین معاشیات کے ساتھ بھی بات کر چکا ہوں اور اب بھی کہہ رہا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں جتنے قرضے بنکوں نے معاف کئے ہیں اتنا سود نہیں کمایا یہ جو کھربوں کے قرضے معاف ہو گئے یہ کسی کے باپ کی جاگیر تھی کس نے معاف کر دیئے' سارے واپس لئے جائیں' بنک اپنے پراجیکٹس پہ اپنے منصوبوں پہ چلتے ہیں اور اربوں روپیہ کماتے ہیں۔ حکمران بھی کھاتے ہیں' اہل ثروت بھی کھاتے ہیں' وہ اربوں روپیہ ان غریبوں کا ہے جن کا سرمایہ بنک میں ہوتا ہے۔ منافع ان پر تقسیم کیا جائے یہ لوٹ مار بند کی جائے۔

ساتویں بات جو میں نے عرض کی وہ تھی کہ احتساب کمیشن کو پورے پاکستان میں دو چور نظر آئے ایک بے نظیر اور ایک زرداری اور یہ جو باقی ہزاروں دندناتے پھرتے ہیں اور اب بھی لوٹ رہے ہیں۔ ان کا احتساب کون کرے گا۔ احتساب تو نام ہے انصاف کا عدل کا ایسا احتساب کمیشن بنایا جائے جو بے رحمانہ احتساب کرے۔ رشتہ داریاں نہ پالے' دشمنیاں نہ پالے بلکہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے مطابق ہر مجرم کو قطار میں کھڑا کر کے اس کا محاسبہ کرے۔

آٹھویں بات جو میں نے پیش کی وہ یہ تھی کہ آپ نے ریاست کو پولیس سٹیٹ بنا دیا کبھی ایسی بات سنی نہ تھی کہ پولیس بھی لوگوں کو قتل کر دے' تھانے جائے مارا جائے' عدالت جائے قتل ہو جائے۔ بس میں جا رہا ہے' قتل ہو جائے کار میں جا رہا ہے قتل ہو جائے جہاز میں جا رہا ہے' قتل ہو جائے گاڑی پہ ہے قتل ہو جائے گھر میں بیٹھا ہے قتل ہو جائے تو وہ پناہ کہاں پائے گا۔ بندے کے لئے تحفظ کی پناہ کی جگہ کون سی ہو گی اور آپ نے پولیس کو کون سا عدالت کا درجہ دیدیا۔ پولیس کا کام بندے اریسٹ کرنا ہے' تفتیش کے لئے آپ مجسٹریٹ مقرر کیجئے جو موقع پر ریلیونٹ

www.naqshbandiaowaisiah.com

(RELEVENT) شہادت جمع کرے۔
سیدھا سیشن کورٹ کو دے' پندرہ دنوں میں فیصلہ ہو جائے' پندرہ دن ہائی کورٹ کر دیدیں' ایک مہینے میں مقدمے کا فیصلہ ہو سکتا ہے اگر آپ چاہتے ہیں' آپ پولیس کو پولیس کے سپاہی کو اس کی ضروریات کی کفالت کریں اسے تنخواہ دیں اس کی تنخواہ کا بجٹ بنائیں کہ اگر اس کے چار بچے ہیں' بوڑھی ماں ہے' ایک بوڑھا باپ ہے تو انہیں سپاہی کہاں سے کھلائے گا۔ اسے اس کی ضروریات کے مطابق دے پھر رشوت لیتا ہے تو سولی پہ لٹکاؤ اسے۔ اسے بھی پھر احتساب کے سامنے لائیں۔ اس کے ساتھ بھی پھر عدالتی کارروائی کریں اور اگر آپ کو انصاف کرنا ہے تو بے ایمان اور رشوت خور انصاف نہیں کیا کرتے آپ عدلیہ میں صاحب عدل لوگوں کو بٹھائیں۔ حکومتی چمچوں سے اور رشوت خوروں سے عدلیہ کو بھر کر اپنی مرضی کے فیصلے لینا چھوڑ دیں یہ تو بنیاد ہے' یہ سارا اسلام نہیں ہے بلکہ اسلام کی طرف ایک قدم ہے۔ اگر محترم وزیر اعظم آپ یہ قدم اٹھائیں گے تو آپ ہمیں چترال سے لے کر کراچی تک اپنے ساتھ پائیں گے اور اگلی بات بھی ہم آپ کو بتائیں گے کہ آگے یہ کرنا ہے۔

لیکن افسوس یہ آٹھ صفحات کی طویل فیکس میں نے 23 تاریخ کو بھیجی اور آج 29 گزر گئی۔ حالانکہ وزیر اعظم صاحب نے مجھے جو فیکس نمبر دیا تھا وہ ان کے ذاتی بیڈ روم کا تھا اس کا مطلب ہے دفتر میں نہیں پھنسی۔ فیکس سیدھی ان کے بیڈ روم میں گئی۔ ان کے پاس گئی' ابھی تک اس کا جواب نہیں آیا' کیا آپ لوگ اس کا جواب چاہتے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں اس لئے آیا ہوں کہ یہ آپ کا مقدمہ ہے۔ یہ آپ کی ضرورت ہے۔

چھوڑیئے سیاسی ہتھ کنڈوں کو سیدھے سیدھے یار ایک ہستی سے وفا کر جاؤ وہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دنیا میں ہر اس مجاہد کی قدر کرتے ہیں جو کفر کے خلاف علم بلند کرتا ہے۔ ہر اس مسلمان کی عزت کرتے ہیں جو برائی کے خلاف جہاد کرتا ہے اور ہم وطن عزیز میں انشاء اللہ العزیز اس زمین پر اسلام کو نافذ ہوتا ہوا دیکھیں گے انشاء اللہ العزیز۔ دنیا کی کوئی طاقت کوئی بین الاقوامی ایجنسی ہمیں اس وقت نہیں روک سکتی جب ہم اسلام نافذ کرنا چاہیں اور خدانخواستہ میں اور آپ اگر اسلام سے مخلص نہیں ہیں تو پھر کون نافذ کر سکتا ہے۔ اپنی وفاؤں کو مختص کر دیجئے اللہ کے دین کے ساتھ اللہ کے قرآن کے ساتھ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس ہستی کے ساتھ جس کے سامنے آپ کی نیکیاں پیش ہوں تو دعا دیتا ہے۔ میرے اور آپ کے گناہ جائیں تو آج بھی اللہ سے مغفرت طلب فرماتا ہے۔

حریص علیکم۔ جو تمہارے معاملے میں حرص کی حد تک جاتا ہے۔
عزیز علیہ ماعنتم۔ تکلیف تمہیں ہوتی ہے' دکھ اس کا قلب اطہر صلی اللہ علیہ وسلم محسوس کرتا ہے۔۔

کسی یکجائی سے اب عہد غلامی کرلو
اور ملت احمد مرسل کو مقامی کرلو

ہمیں کسی قیادت کی کسی سیاست کی کسی سیادت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم ہر اس مجاہد کے ساتھ ہیں جو وطن عزیز میں سیاست نہیں اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں اور اگر کوئی بھی سیاسی جماعت اس طرف نہ آئے تو اللہ کی طاقت کافی ہے اور اللہ کے بندوں کا تعاون کافی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ عام مسلمان کی ضرورت وہ دین برحق ہے جو اسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔ باقی سب دھوکے ہیں' سب فراڈ ہے اور دنیا میں کہیں بھی امن اس لئے نہیں ہے کہ کہیں اسلام نہیں ہے۔ امن جب بھی ہوگا تب ہی ہوگا جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین کماحقہ نافذ ہوگا' جب چھوٹا اور بڑا سب بندے ہوں گے اور مولا اللہ کی ذات ہوگی۔ جب چھوٹے اور بڑے سب محتاج اس رب کریم کے دروازے پر ہوں گے جب سب کو عدل کے سامنے کھڑا کیا جائے گا جب یہ پوچھا جا سکے گا کہ تمہارا کرتہ کس طرح بن گیا ہے جب کہ ہمارا نہیں بن سکا۔

حضرات گرامی! میں خطاکار ہوں' آپ خطاکار ہیں' پچاس سال ہم پارٹیوں میں گروہوں میں سیاستوں میں سیاستدانوں کی رفاقتوں میں تقسیم ہوتے رہے میں نہیں کہتا کہ میں پارسا ہوں۔ میں شاید آپ سب سے زیادہ خطاکار انسان ہوں لیکن الحمدللہ میری

www.naqshbandiaowaisiah.com

صرف وفا اللہ کے دین اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ میں کسی بندے سے خائف نہیں ہوتا۔ میں نے جو کچھ وزیراعظم صاحب کو ان کے سامنے بیٹھ کر کہا میں نے وہ لکھ کر بھیجا۔ آپ کے سامنے سٹیج پر کہہ رہا ہوں اور انشاء اللہ ہر میدان میں کہتا رہوں گا اور میں اعلان کر رہا ہوں کہ اگر حکومت اسلام کے نفاذ کی طرف بڑھے ہم اس کے ساتھ ہیں اگر نہیں کرے گی تو انشاء اللہ العزیز یہ جم غفیر ایک دن حکمرانوں کو ٹانگوں سے گھسیٹ کر ایوان اقتدار سے باہر پھینک دے گا۔ ہم کوئی دوسرا طریقہ نہیں جانتے۔ ہمارے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے' ہمارے پاس ایک ہی راستہ ہے شریعت یا شہادت' کوئی ایچ پیچ اس بات میں نہیں ہے' کوئی اس بات میں ایسی غلط فہمی والی کوئی بات نہیں ہے ہم سیدھی سی بات جانتے ہیں کہ حکمران اسلام نافذ کریں وہ مسلمان ہیں۔ ہم انہیں مسلمان مانتے ہیں وہ عمرے کرتے ہیں' حجیں کرتے ہیں روضہ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم پہ جاتے ہیں۔ ارے ہم غریب تو جالی کو ہاتھ لگانے کو ترس گئے اور انہیں روضہ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ کھول کر اندر بھیجا جاتا ہے۔ کیا انہیں قبر اطہر صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی حیاء نہیں آتی۔ یہ کیا جا کر بتاتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تیری اس امت کی بیٹیوں کی عزتیں لٹ رہی ہیں تیرے امتی قتل ہو رہے ہیں' تیرے امتیوں کے گھر لوٹے جا رہے ہیں جو ڈاکوؤں سے بچ گیا اسے پولیس نے گولی مار دی۔ یہ بتانے جاتے ہیں۔ یہ بات مت بھولیں کہ یہ محض رسم ہے۔ ہم نہیں کریں گے لیکن وہ بے نیاز تو کرے گا وہ ابرہا کو ابابیلوں سے مروا سکتا ہے تو تمہاری شامت بھی ان شاہینوں کے ہاتھوں لا سکتا ہے' وہ قادر ہے' اگر ابرہا کا لشکر ابابیلیں تباہ کر سکتی ہیں تو یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاہین تمہارے اقتدار کو خاک میں ملا سکتے ہیں۔ سادہ سی بات ہے ہمیں کوئی الیکشن نہیں چاہئے' ہمیں کوئی عبوری حکومتیں نہیں' چاہئیں۔ ہمیں اسلام چاہئے وہ بندہ چاہئے جو اسلام نافذ کرے سادہ سی بات۔

اور میں مجاہدین پاکستان کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں اور کر رہا ہوں۔ ہم نے خون دیا الجزائر میں جا کر ہمارے مجاہدین لاکھوں شہید ہوئے افغانستان میں جا کر' لاکھوں شہید ہوئے اور ہو رہے ہیں کشمیر میں' مجاہدین پاکستان اپنے گھر کی بھی خبر لو اگر یہاں کفر پھلتا پھولتا رہا تو تمہاری وہ قربانیاں بھی ضائع جائیں گی۔ ہم انشاء اللہ ساری مجاہد تنظیموں کو بھی حکومت کے خلاف پاکستان میں صف آراء کریں گے۔ اسلام کے لئے جو بنیادی کام ہے۔ او اگر آج کشمیر بھی آزاد ہو جائے تو یہی انصاف اسے بھی دو گے جو ہمارے ساتھ ہو رہا ہے تو اس سے تو وہ غلام بھلا' ہندو ظلم کر رہا ہے اس پر جب مسلمان ظلم توڑیں گے تو کیا آزاد رہے گا؟ نہیں! یہاں عدل اسلامی ہو گا یہاں حکومت اسلامی ہو گی' یہاں قرآن کا اور سنت کا راج ہو گا انشاء اللہ! صرف کشمیر ہی فتح نہیں ہو گا سارا ہندوستان فتح ہو کر اسلامی ریاست بنے گی اور یہ میں نہیں کہہ رہا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں میں ہے۔ غزوۃ الہند کی پیش گوئی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نسائی نے روایت کی ہے نقل فرمائی ہے غزوۃ الہند ہو گا اور انشاء اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انعام ارشاد فرمایا میں عرض کر دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بدر کے لئے فرمایا تھا کہ بدر میں جنہوں نے شرکت کی ہے ان پر جنت واجب ہو گئی ہے وہ دوزخ سے آزاد ہے پھر فرمایا تھا جو لشکر قسطنطنیہ فتح کرے گا وہ اہل جنت میں سے ہو گا اور پھر فرمایا جب غزوۃ الہند ہو گا اس میں جو مجاہد شرکت کریں گے ان پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ اور یاد رکھیں بڑی عجیب بات ہے جن جنگوں میں جس جہاد میں جن غزوات میں بنفس نفیس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت فرمائی اسے غزوہ کہتے ہیں۔ کسی کو اپنا نمائندہ بنا کر امیر بنا کر بھیج دیا اسے سریہ کہتے ہیں لیکن یہ چودھویں صدی کے بعد پندرہویں صدی میں جو غزوۃ الہند بپا ہونے کو ہے اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ فرمایا۔ اہل ظرف اہل علم جانتے ہیں کہ توجہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی ہے کہ اس میں گویا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم شرکت فرما رہے ہیں انشاء اللہ العزیز۔ یہ سارا برصغیر فتح ہو کر اسلامی

www.naqshbandiaowaisiah.com

ریاست بنے گی۔ میاں محمد نواز شریف تم ہی یہ سعادت لے لو تم ہی اہل جنت میں سے ہو جاؤ تم ہی اپنے اوپر دوزخ کی آگ حرام کرا لو اور آ جاؤ میدان میں، جہاد کا اعلان کر دو کفر کے خلاف اور ملک پر اسلام نافذ کر دو۔ اگر نہیں کرو گے تو اسلام کا راستہ نہ بل کلنٹن کی مدد سے روک سکو گے اور نہ واجپائی کی دوستی روک سکے گی اسلام نافذ ہو گا اسی زمین پر ہو گا اور انشاء اللہ ہم اسے نافذ ہو تا دیکھیں گے کوئی دور کی بات نہیں ہے۔

کوہستان نمک کا یہ علاقہ ہمیشہ سے شیروں اور جوانوں کی رزم گاہ رہا ہے یہاں کے جری جوانوں نے برما تک جا کر جاپان کے دانت کھٹے کئے۔ رومیل کو شکست دینے والے لشکروں میں بھی یہی لوگ شامل تھے۔ پوری دنیا کی عالمی جنگوں میں داد شجاعت دی۔ تقسیم ملک کے لئے قربانیاں دیں اور تقسیم وطن سے لے کر آج تک ہر اس جنگ میں جو پاکستان پر مسلط کی گئی سب سے زیادہ شہید ہونے والے انہی ماؤں کے بیٹے انہی باپوں کے بیٹے تھے اور انہی بھائیوں کے بھائی تھے۔ آج اگر اسلام کی ضرورت ہمارا خون ہے، ہماری جان ہے تو کیا ہم دریغ کریں گے۔ اگر میرے خون سے ہمارے خون سے ہماری اولاد کے خون سے یہاں لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جاتا ہے تو یہ ہماری سعادت ہے۔ ہم انشاء اللہ مقابلے کی وہ تاریخ لکھیں گے کہ رہتی دنیا تک اقوام عالم کو یاد رہے گی کہ کس مقصد کے لئے کس نے جان دی تھی۔ اللہ کریم قبول فرمائے۔ (آمین)

دعائے مغفرت

سلسلہ کے ساتھی عبدالحمید چھینہ ایڈووکیٹ (ڈسکہ) کی بیٹی عمر چھ سال قضائے الٰہی سے فوت ہو گئی ہیں۔ ساتھیوں سے درخواست ہے کہ وہ مغفرت کے لئے دعا کریں۔

اسرار التنزیل

قرآن پاک کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے

مولانا محمد اکرم اعوان کی اچھوتے اور منفرد انداز میں لکھی ہوئی تفسیر "اسرار التنزیل" چھپ چکی ہے۔

آرٹ پیپر پر مجلد اور آفسٹ پیپر پر عام مجلد دستیاب ہے۔

اویسیہ کتب خانہ

اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور فون: 5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

طیارہ سازش کیس کا فیصلہ' اخبارات کی نظر

خصوصی رپورٹ

انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت کے جج رحمت حسین جعفری نے 6-اپریل 2000ء کو سابق وزیراعظم محمد نواز شریف اور ان کے دیگر ساتھیوں کے خلاف طیارہ کا فیصلہ سنایا۔ اس فیصلہ پر مختلف قومی اخبارات نے اپنے اوارتی نوٹ میں مختلف آراء کا اظہار کیا۔ المرشد کے قارئین کی دلچسپی کے پیش نظر ذیل میں چند قومی اخبارات کے اداریوں سے اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں۔

روزنامہ "جنگ" نے سات اپریل کی اشاعت میں "ہمارے ایک اور سابق حکمران کی سزایابی" کے عنوان سے اداریہ میں لکھا کہ "اس فیصلے میں اقتدار و اختیار پر فائز افراد کے لئے عبرت کا سامان موجود ہے بدقسمتی سے ہماری اب تک کی تاریخ سے یہی پتہ چلتا ہے کہ جب کوئی اقتدار میں ہوتا ہے تو اختیار مطلق کی ہوس میں سب کچھ کر گزرتا ہے اور جوابدہی کے خوف سے یکسر آزاد ہوتا ہے ایسا ہی جو بھی مقتدر قانون کی گرفت میں آتا ہے اسے سنگین سزا سے بھی دوچار ہونے کی نوبت آجاتی ہے مگر کسی ایک کی سزا ابھی تک کسی دوسرے کے لئے سبق آموز ثابت نہیں ہوئی۔

اخبار لکھتا ہے "ماضی میں ہمارے ایک وزیراعظم کو قتل کے الزام میں پھانسی کی سزا دی گئی' دوسری وزیراعظم کو غیر ملکی کمپنی سے کمیشن لینے کی سزا سنائی گئی ہے اور اب تیسرے وزیراعظم کے لئے ہائی جیکر اور دہشت گرد ہونے کی سزا کا اعلان ہوا ہے۔ کسی ملک کے لئے آج کے متمدان اور جمہوری دور میں حکمران رہنے والے سیاستدان کا ایسے سنگین نوعیت کے مقدمات میں ماخوذ ہو کر بڑی سزائیں پانا بجائے خود شرم اور ندامت کی بات ہے اور وطن عزیز کے مقدر میں تیسری بار اس رسوائی کی سیاہی آئی ہے جو من حیث القوم ہم سب کے لئے شرمناک بات ہے۔ آج کے جمہوری سیاسی دور میں حکمرانی کے منصب پر فائز کسی سیاستدان کے لئے سنگین نوعیت کی الزام تراشی ہی باعث شرم سمجھی جاتی ہے مگر ہمارے ہاں تو وزرائے اعظم کی سزایابی کی ایک چھوڑ اب تیسری مثال قائم ہوئی ہے جبکہ ہربار سیاسی ضابطہ اخلاق کے حوالے سے سیاستدانوں پر یہی زور دیا جاتا ہے کہ وہ اقتدار و اختیار کو امانت سمجھ کر استعمال کریں اور قانون و آئین کو جانتے بوجھتے پامال کرنے کی کوشش نہ کریں مگر یہ اس قوم کی بدبختی ہے کہ حکمران نے اب تک تاریخ سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا۔

روزنامہ "خبریں" نے "طیارہ سازش کیس کا فیصلہ اور انتقامی سیاست کا خاتمہ" کے عنوان سے اپنے اداریہ میں لکھا کہ

طیارہ سازش کیس شروع ہونے پر معزول وزیراعظم اور ان کے ساتھیوں نے الزام لگایا کہ چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے انتقامی کارروائی کی ہے' تاہم انہوں نے خصوصی عدالت کے جج پر اعتماد کا اظہار کیا اور اب اس فیصلے کو سننے کے بعد یقیناً ان کے اعتماد میں اضافہ ہوگا کیونکہ اس مقدمے کو پیپلزپارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو کے مقدمہ قتل سے ملایا جا رہا تھا اور بہت سے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ معزول وزیراعظم محمد نواز شریف اور ان کے ساتھیوں کو سزائے موت کا حکم سنایا جائے گا' کیونکہ جنرل ضیاء الحق اور ذوالفقار علی بھٹو کی طرح نواز شریف اور جنرل پرویز مشرف میں نفرت اور دشمنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے اور دونوں میں سے کسی ایک کو قبر میں جانا ہوگا۔ اسی حوالے سے جنرل پرویز مشرف کو امریکہ کے صدر کلنٹن سے لیکر تحریک استقلال کے صدر ریٹائرڈ ایئر مارشل اصغر خان تک یہ دباؤ تھا کہ محمد نواز شریف کو پھانسی کی سزا نہیں ہونی چاہئے۔ جنرل پرویز مشرف کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ حکومت عدالتی فیصلے میں کوئی مداخلت نہیں کرے گی۔ اگر عدالت نے سزائے موت کا حکم سنایا تو آخری اپیل صدر رفیق تارڑ کے

پاس جائے گی۔ جنرل مشرف نے یہ بھی واضح کیا تھا کہ وہ منتقم مزاج نہیں ہیں اور عدالت پر بھی کوئی دباؤ نہیں ہے۔

اخبار لکھتا ہے کہ۔ بیرونی دباؤ کے علاوہ اندرون ملک بھی متعدد سیاستدانوں اور دیگر شخصیات نے فوجی حکمرانوں کو یہ مشورہ دیا تھا کہ اس مقدمے میں براہ راست جنرل پرویز مشرف کا نام آتا ہے لہٰذا معزول وزیراعظم محمد نواز شریف اور ان کے ساتھیوں کو پھانسی کی سزا نہ دی جائے۔ ہمارے خیال میں یہ مطالبات قبل از وقت تھے اور فوجی حکمرانوں کو خاصا دباؤ برداشت کرنا پڑا کیونکہ خصوصی عدالت کی طرف سے پھانسی کی سزا دی جاتی تو اس فیصلے کے خلاف اپیل کی سماعت ہائیکورٹ اور پھر سپریم کورٹ میں ہوتی، اگر سزا کا حکم برقرار رہتا تو پھر جنرل پرویز مشرف رحم کی اپیل کے موقع پر معاف کرسکتے تھے۔ تاہم قانونی ماہرین نے یہ رائے بھی دی تھی کہ طیارے میں صرف جنرل پرویز مشرف ہی سوار نہیں تھے باقی مسافروں کی زندگیاں بھی داؤ پر لگی ہوئی تھیں۔ جنرل پرویز مشرف کے معاف کردینے سے پھانسی کی سزا برقرار رہتی تاہم پھانسی کی سزا کی مخالفت کرنے والوں کا یہ مشورہ یقیناً درست تھا کہ اس سے انتقامی سیاست شروع ہونے کا خطرہ ہوگا۔ بھٹو کو سزائے موت دیئے جانے کے بعد پیپلزپارٹی والوں خصوصاً مرتضیٰ بھٹو کے حوالے سے یہ الزام عائد کیا گیا تھا کہ بدلہ لینے کے لئے جنرل ضیاء الحق کے طیارے کو دو مرتبہ فضا میں تباہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی جبکہ بہاولپور کے نزدیک طیارے کے حادثے میں انتقامی جذبہ شامل تھا۔

روزنامہ "پاکستان" نے اپنے اداریئے میں لکھا کہ۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں وزرائے اعظم کے ساتھ غیر فطری سلوک روا رکھا جاتا رہا ہے۔ مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل اور قائداعظم کے بعد ممتاز ترین رہنما لیاقت علی خان کو گولی کا نشانہ بنایا گیا۔ تحریک پاکستان کے ایک اور ممتاز راہنما خواجہ ناظم الدین کو ایک بیورو کریٹ گورنر جنرل نے اس وقت "برطرف" کردیا جب انہیں اسمبلی میں بھاری اکثریت کی حمایت حاصل تھی۔ اس کے بعد محمد علی بوگرہ امریکہ سے "درآمد" کیا گیا۔ انہیں بھی کام نہیں کرنے دیا گیا۔ دستوریہ ہی توڑ ڈالی گئی۔ نئی دستوریہ وجود میں آئی تو چودھری محمد علی، آئی آئی چندریگر، حسین شہید سہروردی اور فیروز خان نون تین سال کے اندر اندر بھگتا دیئے گئے۔ فیلڈ مارشل ایوب خان کے اقتدار کے بعد یحییٰ خان کی فوجی حکومت نے انتخابات کرائے، تو نومنتخب قومی اسمبلی میں اکثریت حاصل کرنے والے شیخ مجیب الرحمٰن کو نیا وزیراعظم قرار دیئے کے بعد حلف نہ اٹھانے دیا گیا۔ منصب سنبھالنے سے پہلی ہی وہ "غدار" قرار پائے۔ مشرقی پاکستان میں فوجی کارروائی کا آغاز ہوا اور نتیجہ سقوط ڈھاکہ کی شکل میں برآمد ہوگیا۔ پاکستان بنانے میں پیش پیش بنگالیوں نے بھارتی فوج کے ساتھ مل کر افواج پاکستان کو شکست دے ڈالی۔ شیخ مجیب الرحمٰن "بنگلہ دیش" کے سربراہ بن کر اسلام آباد کی قید سے رہا ہوئے، اور جب اسلامی سربراہی کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے لاہور پہنچے تو فوجی کارروائی کے کمانڈر اعلیٰ جنرل ٹکا خان نے چیف آف آرمی سٹاف کے طور پر انہیں سیلوٹ کیا۔

اخبار لکھتا ہے کہ۔ نواز شریف اور فوجی قیادت کے درمیان کشمکش انہیں جیل میں لے گئی، اور اقتدار فوج نے سنبھال لیا۔ اب بذریعہ عدالت ان کی قید پر مہر توثیق ثبت ہوگئی ہے۔ فیصلے کے دن عالمی ذرائع ابلاغ سے طرح طرح کے تبصرے نشر کئے جارہے تھے۔ فیصلے سے پہلے ہی بہت سے مبصرین کا کہنا تھا کہ نواز شریف کو پھانسی کی سزا ہوگی، یا عمر قید کی۔ زی ٹی وی کے تبصرہ نگار تو خاص طور پر پاکستان کی دستوری اور قانونی تاریخ کا مذاق اڑا رہے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ پاکستان میں دباؤ اور جبر کا جو ماحول ہے، اس میں عدالتیں آزادانہ کام کرہی نہیں سکتیں۔ یہ بھی کہا جارہا تھا کہ پی سی او کے تحت حلف اٹھانے والے ججوں سے غیر جانبدارانہ انصاف کی توقع نہیں لگائی جاسکتی۔ پی ٹی وی اس موقع پر خاموش تھا، اور پاکستان کے کروڑوں عوام بھی غیر ملکی ٹیلیویژن سٹیشنوں کی طرف رجوع کرنے پر مجبور تھے۔

اخبار نے لکھا کہ ۔ ملزموں کے ایک وکیل نے عدالت سے باہر آکر جج پر اعتماد کا اظہار کیا اور کہا کہ ان کے فیصلے سے اختلاف کیا جاسکتا ہے لیکن ان کے رویئے اور کردار پر ہم

باقی صفحہ 17 پر

www.naqshbandiaowaisiah.com

سوال۔ جواب

امیر محمد اکرم اعوان آپ کے سوالوں کے جواب دیتے ہیں

حضرت شیخ المکرم سے کسی بھی موضوع پر رہنمائی حاصل کرنا چاہیں تو اپنا سوال ماہنامہ "المرشد" دارالعرفان بلڈنگ، نزد پل عبداللہ پور ریلوے کالونی فیصل آباد۔ کے پتہ پر بھجوائیں۔ آپ کے سوال کا جواب موصول ہونے پر شائع کر دیا جائے گا۔

سوال - اگر کوئی شخص اپنے کسی دوست یا بھائی کو ذکر کی طرف راغب کرنے کے لئے اس کو بتائے بغیر توجہ کرتا رہے تو کیا یہ ٹھیک ہے؟

جواب - تبلیغ کرنے کی حد تک تو بات سمجھ میں آتی ہے توجہ کی بات میری سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ عمل کے لئے آدمی کا ذاتی فیصلہ ضروری ہے کوئی زبردستی نہیں کرا سکتا اور آپ پکڑ کر کسی سے نماز پڑھائیں گے تو اس کی نماز ادا نہیں ہوگی نہ اس کو اس پر ثواب ملے گا۔ عجیب بات یہ ہے کہ لوگوں کو اپنی فکر نہیں ہوتی یا مرنے والوں کی ہوتی ہے یا دوسرے رشتہ داروں کی۔ پتہ نہیں ایسا کون کامل آدمی ہے' جو اپنے سارے فرائض سے فارغ ہے اور اب دوسروں کو پکڑ کر سجدے کروانا چاہتا ہے۔ کوئی بات نہیں بنتی ایسے' دعا کی حد تک تو حق بنتا ہے بھائیوں کا دوستوں کا رشتہ داروں کا بھی کہ ان کے لئے اللہ سے دعا کی جائے اللہ انہیں ہدایت دے دے لیکن توجہ کرکے کسی کو کسی کام پہ مجبور کرنا اور بندوق لے کر اس سے کوئی کام کروانا یہ برابر ہوتا ہے۔ صوفی اگر توجہ کریں تو جو توجہ کرکے ذکر کرا سکتے ہیں یہ اگر اس ٹیلی پیتھی کی طرح پر توجہ کو استعمال کریں تو لوگوں سے وہ کام کروا سکتے ہیں۔ کسی سے فیصلہ لے سکتے ہیں کسی سے قتل کروا سکتے ہیں لیکن یہ بڑا ٹھوس فیصلہ ہے کہ جو بھی کام کریں اس کے لئے میدان حشر میں ذمہ دار ہوں گے یعنی جیسے کسی نے ویسے قتل کر دیا یا اس نے دوسرے پر توجہ کی القا کی اور اسے مجبور کیا وہ کسی کا قتل کر دے جرم برابر ہوگا سزا برابر ہوگی موت میں برابر کا شریک ہوگا۔ کسی نے گن پوائنٹ پر پیسے چھین لئے یا دوسرے نے کسی پر القا کیا کہ یہ مجھے پیسے دے کر جائے اور اس کی توجہ کی وجہ سے وہ اسے پیسے دے گیا تو جرم ڈاکے کا برابر ہوگا۔ حشر میں اس کا مواخذہ برابر ہوگا۔ تو یہی حال نماز پڑھانے کا بھی ہے پھر اتنا مشکل کام کرنے کی کیا ضرورت ہے گن پوائنٹ تو بندوق میں بولٹ بھرا کہ پڑھ نہیں تو آئی ہے یہ تو کوئی نماز نہیں ہوتی اور میری سمجھ میں نہیں آتا آپ لوگ روز کیوں پوچھتے ہیں یا مرنے والوں کے لئے یا دوسروں کے لئے آپ اپنے سارے فرائض کر چکے ہیں؟ تو پہلے اپنا تو مکمل کیجئے۔ آدمی اپنی ذمہ داریاں پوری کرلے یہ اللہ کی شان ہے اس کا ماحول اس سے متاثر ہوتا ہے اس کے ارد گرد والے ویسا ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ تو جو اصل کام ہے وہ ہم چھوڑ دیتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ پہلے دوسرے صحیح ہو جائیں ہماری تو خیر ہے ہم تو ہو ہی جائیں گے۔

سوال-دوام ذکر کیسے حاصل ہو؟

جواب - دوام توجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ کثرت ذکر سے دوام توجہ نصیب ہو جاتی ہے ایک کیفیت نصیب ہو جاتی ہے جیسے کسی بھی کام کو مسلسل کرنے والے دنیا داری میں بھی آپ دیکھ لیں جواری شرابی بٹیرے لڑانے والے اتنے اس میں منہمک ہو جاتے ہیں کہ وہ گاڑی چلا رہے ہوتے ہیں بات اس کی کر رہے ہوتے ہیں کھانا پکا رہے ہوتے ہیں بات اس کی کر رہے ہوتے ہیں کوئی کام بھی کر رہے ہوتے ہیں ساتھ اپنے اس شغل کی بات بھی چل رہی ہوتی ہے تو ان کا ہاتھ کام سے اٹکتا نہیں۔ اس طرح کثرت ذکر سے یہ نعمت حاصل ہو جاتی ہے۔

سوال۔ کسی ایسے ملک میں جہاں شرعی قوانین نافذ نہ ہوں بلکہ ان کا مذاق اڑایا جائے سود ملکی سطح پر لیا یا دیا جا رہا ہو قحبہ گری کی فیس سرکاری بیت المال میں جا رہی ہو؟

جواب - بیت المال الگ ہے اور سرکاری خزانہ الگ۔

سوال۔ شراب کا ٹیکس بھی اس کا حصہ ہو حکمران یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ اور گماشتوں کی حیثیت سے حکومت کر رہے ہوں اس کے بارے میں شرعی احکام کیا ہیں کیا اسے دارالحراب یا دارا لکفر قرار دیا جائے یا اس سے ہجرت کی جائے۔

جواب۔ نہ اس سے ہجرت کی جائے نہ دارا لکفر کہا جائے بلکہ جہاں بدکار لوگ حکومت بنا سکتے ہیں تو دینداروں کو بھی شرم آنی چاہئے اور نہیں بھی ایک اتحاد بنانا چاہئے اور انہیں بھی چاہئے کہ یہ اقتدار حاصل کریں آپ کے ملک میں دینی جماعتیں زیادہ ہیں دوسروں کی نسبت اور جتنے افراد دینی جماعتوں کے جو سربراہ ہیں وہ ان سے زیادہ ایک دوسرے سے دست و گریباں ہیں۔ تو ایسی صورت حال میں ممکن حد تک آدمی کو اصلاح کے لئے خلوص کے ساتھ کوشش کرنی چاہئے نہ چھوڑ دینے سے بات بنے گی اور نہ جرم میں شریک ہونے سے بات بنے گی پورا ملک سود لے رہا ہے تو کسی ایک کے لئے سود لینا دینا جائز نہیں شریعت عزیز ہے انہیں چاہئے کہ وہ شریعت میں وہ جان پیدا کریں اپنی عملی زندگی میں کہ اس کا مذاق نہ اڑایا جائے مذاق اس لئے اڑایا جاتا ہے تاکہ جو لوگ شریعت کے نفاذ کا دعویٰ کرتے ہیں خود اپنے کام ان کے غیر شرعی ہوتے ہیں۔ تو اس کے لئے بہت بڑی زیادہ جدوجہد کی ضرورت ہے ہمارے ہاں جو کوشش ہوتی ہے وہ ہوتی ہے اقتدار چھیننے کے لئے اور دین میں اقتدار چھیننا ضروری نہیں بلکہ دین کا نفاذ ضروری ہے جو بھی اقتدار میں ہے وہ سیدھا ہو جائے بات ختم۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ اقتدار لے لیا جائے ہماری دینی جماعتوں کی کوشش بھی یہی ہے کہ حکومت ہمارے پاس آجائے حکومت دیتا کوئی نہیں لڑتے یہ نہیں یہ ہمیشہ مانگ کر دینی جماعت بھی بناتے ہیں اور گدا کرکے اس کی ساری بنیاد اس سارے کام کی گدا پر یا زکوۃ پر یا قربانی کے چمڑوں پر ہوتی ہے تو آپ سورسز دیکھیں دینداروں کے۔ تو اس میٹریل سے کتنی عظیم بلڈنگ بنے گی۔ یعنی اپنا مال تو کوئی لگانے کو تیار نہیں اپنا وقت کوئی لگانے کو تیار نہیں اپنی جان دینے کو تو کوئی تیار نہیں دوسروں کا مال ہو دوسروں کے وسائل ہوں دین ہم نافذ کردیں گے یہ کونسا دین نافذ کرنے کا طریقہ ہے صرف یہ ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ چندہ دیتے ہیں چند لوگ کھاتے پیتے ہیں۔ بہت سے لوگوں کا سرمایہ ہوتا ہے چند لوگ غیر ملکی سفر کرتے ہیں۔ اور وہ ایک تماشہ بنا رہتا ہے ورنہ اتنا بڑا کام نہیں ہے جتنے دین دار لوگ اس ملک میں ہیں۔ مصیبت یہ ہے کہ دین داروں میں دو طبقے ہیں۔ ایک بہت بڑا طبقہ جس میں بہت بڑے بڑے لوگ ہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ جو ہو رہا ہے اللہ کی مرضی سے ہو رہا ہے ہمیں اپنے نماز روزے سے کام ہے ہمیں اس سے غرض ہی نہیں۔ اور یہ غلط فہمی لاکھوں روپے خرچ کرکے برسراقتدار طبقہ قائم رکھنا چاہتا ہے بھئی دین داروں کا اس سے کیا غرض ہے آپ اپنی اللہ اللہ کریں۔ اس کے بعد دوسرے جو ہیں وہ اپنا سرمایہ تو لگاتے نہیں' نہ اپنا وقت۔ آپ سیاست دانوں کو دیکھیں ان کی زندگیاں جو ہیں وہ انہوں نے قربان کردیں۔ انہوں نے عمریں جیل خانوں میں گلا دیں۔ ان کے کارخانے ضبط ہوئے ان کی زمینیں ضبط ہوتی ہیں انہیں قید کیا جاتا ہے یہ سارا کچھ برداشت کرکے اپنے سیاسی مسلک پہ ڈٹے رہتے ہیں وہ غلط ہے یا صحیح ہے آپ کے سارے دین دار لیڈر کہتے ہیں قربانی کی کھالیں جمع کرو ہمیں صدقے کے پیسے دو ہمیں زکوۃ دو ہم کھائیں پئیں پھر ہم دعا کریں گے ٹھیک ہو جائے گا۔ کتنا فرق ہے ان کے کام کرنے میں اور ہمارے کام کرنے یں۔ یہ تو تب ہو گا جب ہم اپنا مال دیں اپنی جان دیں اپنا وقت دیں اپنی ایفرٹس اپنی کوشش جو ہے اسے ہر آدمی لگائے تب بات بنے گی سیاست دان کو دیکھ لیں عمریں بیت گئیں ان کی اور کوئی دو دن منسٹر رہا کوئی ساری عمر منسٹر رہا ہی نہیں ساری عمر ہی مار کھاتا رہا لیکن وہ اس پہ ڈٹا رہا۔

تبدیلی فون نمبرز

دارالعرفان منارہ کے فون نمبرز تبدیل ہوگئے ہیں۔ ساتھی نیا نمبر نوٹ فرمالیں۔

نیا نمبر 0573-562200

www.naqshbandiaowaisiah.com

کلام شیخ

امیر محمد اکرم اعوان صوفی شاعر ہیں اور "سیماب اویسی" کے تخلص سے شاعری کرتے ہیں۔ ان کی خوبصورت شاعری کے مجموعے
1- کون سی ایسی بات ہوئی ہے۔ 2- گرد سفر۔ 3- متاع فقیر۔ 4- سوچ سمندر شائع ہو چکے ہیں۔

یہ بارش، یہ بادل، بوندیں کیوں پر دیس میں آتی ہیں
کیا پردیس کی کلفت کم ہے یہ کیوں آگ لگاتی ہیں

رنج و غم تم کم کرنے کو ان کی باتیں یاد کرو
لیکن یادیں تو اس دکھ کو پل پل اور بڑھاتی ہیں

لوگوں سے پوچھا کرتے ہیں اب وہ اپنی حالت کو
کچھ تو ہے جو ان کو اب تک اپنی باتیں بھاتی ہیں

سب ہی مسافر ہیں اس جگ میں راہوں میں بکھرے ہیں لوگ
لیکن کچھ لوگوں کی راہیں جانے کیوں مل جاتی ہیں

بستیاں بن کر اجڑ گئیں اور جھڑ گئے کچھ شاخوں سے پھول
پھر سے کوئی ہریالی لائے بستیاں پھر بس جاتی ہیں

کہتے تھے سیماب تھا کوئی درد سا بانٹا کرتا تھا ...
کیسے کیسے لوگوں کی بس یادیں ہی رہ جاتی ہیں

سیماب اویسی

www.naqshbandiaowaisiah.com

پاکستان اور نفاذ اسلام ... ایک یادداشت

تحریر۔ کے ایم اعظم

پاکستان میں آج کل ایک نہایت تشویش ناک روش سننے میں آرہی ہے اور وہ ہے لوگوں کی اسلام سے روز بروز بڑھتی ہوئی دوری اسکی ایک بڑی وجہ تو یہ ہے کہ اسلام صرف ایک توحیدی معاشرہ میں ہی کارگر ہو سکتا ہے جب مذہب عوام کے مسائل حل نہ کرپائے گا تو لوگوں کا ان کے بلند بانگ نعروں سے بیزار ہونا ایک قدرتی رد عمل ہوگا دوسری طرف بے مروت رجعت پسند اور متشدد غلامی تحریکیں لوگوں کو دین سے قریب لانے کی بجائے دور رکررہی ہے صدیو ں پر محیط ناکامیوں کے بعد مسلمان اپنے دین او راپنے آپ سے بددل اور ناامید ہو چکے ہیں اس لئے انہیں کوئی تبدیلی کا آسان راستہ بھی بتائے تو وہ نہیں یقین کرتے اور انکی توجہ آسانیوں کی بجائے مشکلات پر مرکوز رہتی ہے حالانکہ شریعت اور اسلامی نظام معیشت کے نفاذ کا ایک آسان اور قابل عمل طریق کار ہے مگر نہ ہی علماء کرام اور نہ اہل حکومت سننے کے لئے تیار ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی شریعت تو فقط تقریباً ایک سو احکامات پر مبنی ہے جسے ایک قلیل مدت میں بہ انداز تدوین رائج کیا جاسکتا ہے جب کہ فقہ کی تدوین تو ایک وقت طلب کام ہے جو بتدریج ہی ہو سکتا ہے شریعت اور فقہ میں فرق نہ کرکے ہمارے علماء اور دانشور ملی انتشار کا باعث بن رہے ہیں اور بیچارے عوام اتنا بھی نہیں جانتے کہ پندرہویں آئینی ترمیم شریعت بل نہیں صرف شریعت نافذ کرنے کے ارادے کا اظہار ہے۔

جہاں تک اسلامی نظام معیشت کا تعلق ہے تو اسے بخوبی چند ماہ کے اندر رائج کیا جاسکتا جس سے یہ ملک خداداد خوش حال اور خود کفیل بن جائے گا یہ نظام فقط مندرجہ ذیل نو نکاتی پروگرام پر عمل کرنے سے رائج ہو جائے گا۔

1۔ پاکستانی شہریوں کے تمام بیرونی واندرونی اموال فاضلہ (رشوت و کمیشن کا مال اور بینامی جائیدادیں) بحق سرکار ضبط کرکے اور 2300ارب روپے کے اندرونی اور بیرونی قرضہ جات ادا کرکے 4700ارب روپے کا ایک فاضل مالیاتی فنڈ قائم کیا جائے گا۔

2۔ نظام زکوۃ و عشر انفاق فی سبیل اللہ قائم کرکے تمام ٹیکس ختم کردیئے جائیں گے۔

3۔ کاروبار کے لئے بنکوں کے قرضہ جات شراکتی بنیاد پر دیئے جائیں گے او راسلامی سرمایہ کاری کی پسندیدہ صورتیں سرکاری اور نجی شعبوں کی مالی ضروریات پوری کریں گے

4۔ بنکوں کے تمام سیونگ اکاؤنٹس سرمایہ کاری کھاتوں میں تبدیل کردیئے جائیں گے جن پر اصل منافع کا زیادہ تر حصہ جو کہ عموماً 30فی صد سالانہ سے کم نہ ہوگا کھاتہ داروں میں تقسیم کردیا جائے گا جس سے دولت سارے معاشرے میں گردش کرنے لگے گی۔

5۔ ماضی کے تمام قرضوں پر جو بنیادی ضروریات کے لئے حاصل کئے گئے ہوں گے تمام سود معاف کردیا جائے۔

6۔روزگار کے لئے دس لاکھ تک کے بلاسود قرضے صرف اخلاقی ضمانت پر دیئے جائیں گے۔

7۔ عوامی منصوبوں میں عوام کی مالی شرکت سے سرمایہ کاری کی جائے گی۔

8۔ سرمایہ کاری مارکیٹ سٹہ بازی سے پاک کردی جائے گی۔

9۔ تمام شہریوں کے لئے تعلیم صحت بنیادی ضروریات اور روزگار کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی مندرجہ بالا پروگرام پر عمل کے ساتھ ساتھ ملک میں ایک ایسا توحیدی معاشرہ قائم کردیا جائے گا جس میں ہر شہری وہ مقام حاصل کرلے گا جس کا وہ خواہاں ہوگا اور اسکے راستے میں ماسوائے اسکی اپنی اہلیت کے اور کوئی رکاوٹ نہ ہوگی ہمیں یہ بات بھی ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ اسلام ایک آفاقی دین ہے اور ہمارے رسول ﷺ رحمت العالمین ہیں اس حوالے سے ہماری سوچ بھی آفاقی ہونی چاہیے اور ہمارا رویہ انسانی ہمدردی میانہ روی اور رواداری پر مبنی ہونا چاہیے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اپنا جائزہ

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
بمقام دار العرفان منارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

یوم تاتی کل نفس تجادل عن نفسھا و توفی کل نفس ما عملت و ھم لا یظلمون' وضرب اللہ مثلا" قریتہ کانت امنتہ مطمئنتہ یاتیھا رزقھا رغدا" من کل مکان فکفرت بانعم اللہ فاذا قھا اللہ لباس الجوع' والخوف بما کانوا یصنعون' ولقد جاء ھم رسول منھم فکذبوہ فاخذھم العذاب و ھم ظلمون۔ (النحل 111 تا 113)

آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی الہ وسلم اللہ کے آخری رسول ہیں۔ آخری رسول سے مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ رسول جس کی بعثت کے بعد کسی نئے نبی کی ضرورت باقی نہ رہے۔ رسول کے آخری ہونے سے یہ مراد نہیں ہے کہ بے شک لوگ گمراہ ہوتے رہیں اب ان کی رہنمائی کے لئے کوئی ہو گا ہی نہیں۔ یہ مراد نہیں ہے' مخلوق کو پیدا کر کے اللہ کریم نے بے لگام چھوڑ نہیں دیا بلکہ پہلے دن ہی نزول آدم علیہ السلام کے وقت وعدہ فرمایا۔

فاما یاتینی منی ھدی۔

میری طرف سے تم پر مسلسل ہدایت نازل ہوتی رہے گی۔ فمن تبع ھدی جس نے میری ہدایت کی پیروی کی وہ کامیاب ہو گا۔ اسی وعدہ الٰہی کے مصداق تھے سارے نبی سارے رسول علیہم السلام۔ ہر آبادی میں ہر قریہ میں' ہر شہر میں' ہر علاقے' ہر ملک میں جہاں انسانی آبادیاں ہوتی تھیں وہاں اللہ انبیاء علیہم السلام بھیجتا رہا۔ جب بھی دنیا سے دین اٹھ گیا نیا نبی آ گیا' کچھ پہلی شریعت کی تائید میں آ گئے۔ کچھ ایسے رسول آئے جو نئی شریعت لائے۔ حتیٰ کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ و علی الہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو پوری دنیا کے لئے ایک ہی نبی مبعوث ہوئے اور یہ پہلی اور آخری بار ہوا۔ اس سے پہلے کوئی نبی ساری مخلوق کے لئے مبعوث نہیں ہوا۔ کوئی کتاب ساری مخلوق کے لئے نازل نہیں ہوئی۔ نبی قوموں میں مبعوث ہوئے علاقوں میں مبعوث ہوتے' مخصوص اوقات کے لئے مبعوث ہوتے۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ساری انسانیت کے لئے اور قیامت تک کے سارے زمانوں کے لئے اور قرآن اللہ کی کتاب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جب تک دنیا باقی ہے۔ اس لئے پہلی کسی کتاب کو حفاظت کا وعدہ نصیب نہیں ہوا جبکہ قرآن کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے لیا۔

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ ہم نے اس ذکر کو نصیحت کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ کیسی عجیب بات ہے ایسے حفاظت کے انتظام فرمائے کہ دنیا کا کوئی پہلی جماعت کا چھوٹا سا قاعدہ بھی حرفاً حرفاً آپ کسی کو یاد کرائیں وہ یاد نہیں رہے گا۔ یہ تیس پارے پانچ سات سال کا بچہ حفظ کر لیتا ہے اور حرفاً حرفاً زیر زبر کے ساتھ یاد رہتی ہے۔ اسے صرف صفحہ قرطاس پر نہیں کاغذ پر ہی نہیں اللہ نے ایمان والوں کے سینوں میں اور دلوں میں نقش کر دیا۔ اوراق پر لوگوں نے غلط لکھ کر تقسیم کرنے کی کوشش کی اور اب تک کی جا رہی ہے لیکن حفاظ کے سینوں سے اسے کون کھرچے گا۔ واحد کتاب ہے دنیا کی جس میں تاریخ بھی ہے قصص سابقہ بھی ہیں جس میں معاشیات بھی ہے' سیاسیات بھی ہیں' معاملات بھی ہیں اخلاقیات بھی ہیں۔ ایمانیات بھی ہیں الٰہیات بھی ہیں۔ آخرت بھی ہے دنیا اور آخرت کا ہر موضوع زیر بحث ہے اور اس میں یہ اعجاز رکھ دیا کہ سات آٹھ سال کا بچہ حرفاً حرفاً

یاد رکھتا ہے اور ساری عمر نہیں بھولتا۔ اس کی حفاظت کا اہتمام فرمایا دیا اب اس کتاب کے ذمے ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں قیامت تک کوئی مسئلہ پیدا ہو اس کا حل یہ کتاب پیش کرے یہی معجزہ ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یہی معجزہ ہے اس کتاب کا۔ یہ اس کی ذمہ داری ہے یہ ذمہ داری ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ انسانیت میں قیامت تک نوع انسانی کو کوئی مسئلہ پیش آئے اس کا حل پیش فرمائیں۔ اس کتاب کی ذمہ داری ہے کوئی مسئلہ پیش آئے اس کا حل پیش فرمائے۔ آج عالم اسلام ابتلاء کے دور میں ہے۔ وطن عزیز تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ اور آج بجا طور پر ہمارے دانشور جب بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں جی آپ نفاذ اسلام کی بات کو چھوڑیں اب تو ملک بچانے کی بات کریں ملک ہی نہیں ہوگا تو اسلام کس پر نافذ ہو گا۔ ملکی بقاء خطرے میں ہے۔ سلامتی خطرے میں ہے۔

یہ معاشی طور پر بدحال ہو گیا۔ آج وزیراعلیٰ پنجاب کا بیان ہے کہ ملک آئی ایم ایف کے پاس گروی ہے۔ یعنی خود حکمرانوں کو یہ احساس ہے کہ چودہ کروڑ حکمران ہم نے رہن رکھ دیئے جسے آپ پاک سرزمین کہتے ہیں وہ کافروں کے پاس رہن ہے۔ آپ کی نہیں ہے۔ آپ اپنے آپ کو آزاد سمجھے بیٹھے ہیں تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔ اب کیا اس کا جواب قرآن کے پاس ہے۔ اس سوال کا جواب ہے قرآن کے پاس۔ تو یہ حال کیوں ہے اور اس کی اصلاح کیسے ممکن ہے۔ قرآن کے پاس جواب ہے قرآن سے مسلمان پوچھے تو۔ ہمارے حکمران کبھی قرآن کو کھول کر دیکھیں تو۔ قرآن تو صرف مردے بخشوانے کے لئے رہ گیا۔ زندوں کا تو کوئی مسئلہ قرآن پر پیش نہیں کیا جاتا۔ جو کتاب زندگی عطا کرنے کے لئے نازل کی گئی تھی وہ پڑھی جاتی ہے کہ بندہ آرام سے مرجائے۔ قرآن اس لئے پڑھا جاتا ہے کہ بندے کی موت آسان ہو جائے حالانکہ یہ زندگی کا پیغام تھا موت کا پیغام نہیں ہے۔ قرآن پر عمل کرنے والوں کے لئے موت ہے ہی نہیں وہ مرکے بھی زندہ رہتے ہیں۔ اللہ کریم اس کا جواب ارشاد فرماتے ہیں سب سے پہلی بنیادی بات یہ ہے کہ اس دن کو مت بھولو۔ یوم تاتی کل نفس تجادل عن نفسھا۔ ایک ایسا دن آنے والا ہے جب ہر شخص صرف اپنی بات کرے گا کہ میری جان بچ جائے۔ اس دن کو مت بھولو۔ آج تمہیں دنیا کا لالچ ہے' دولت کا لالچ ہے' اقتدار کا لالچ ہے' اس کے لئے دھوکے کرتے ہو' قتل کرتے ہو' ڈاکے ڈالتے ہو' رشوتیں لیتے ہو' کیا یہ رشوت کا سرمایہ کام آئے گا قیامت کو؟ دوسروں کو قتل کر کے تم نے اپنی زندگی کی سند لے لی ہے؟ تم نہیں مرو گے؟ فرمایا ذرا اس سے بالاتر ہو کر سوچو کہ تمہیں ایک دن اللہ کے حضور جواب دینا ہے۔

و توفی کل نفس ما عملت۔ ہر شخص کو وہی ملے گا جو وہ دنیا سے عمل کر کے لائے گا۔ ذرا اپنے کردار کو دیکھو' اپنے اعمال کو دیکھو' اپنے نظریات کو دیکھو۔ و ھم لا یظلمون۔ قیامت کو کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا' زیادتی نہیں ہوگی' لیکن پائے گا وہی جو وہ دنیا سے کر کے لایا ہے اور دنیا میں کیا ہوتا ہے۔ فرمایا اللہ کریم تمہارے سامنے مثال کے طور پر ایک بستی پیش فرماتے ہیں ایک شہر پیش فرماتے ہیں وہ شہر کیا تھا۔ کانت امنتہ مطمئنتہ۔ بڑی پرسکون آبادی تھی اور لوگ بڑے مطمئن تھے نہ انہیں کسی معاش کا فکر تھا' نہ چوری کا فکر تھا' نہ ڈاکے کا فکر تھا' نہ بدامنی کا اندیشہ تھا ہر طرح سے مطمئن بھی تھے اور یاتیھا رزقھا رغدا من کل مکان۔ ہر طرف سے ان پر رزق کی بارش ہوتی تھی۔ زمینیں سونا اگلتی تھیں اور آسمان سے رحمت کی بارشیں ہوتی تھیں۔ درخت پھلوں سے لدے ہوئے ہوتے تھے۔ اور رزق کے بے پناہ وسائل اللہ نے انہیں عطا فرما دیئے تھے۔ ہوا کیا؟

فکفرت بانعم اللہ۔ انہوں نے اللہ کا شکر ادا کرنے کی بجائے اللہ کی نعمتوں پر ناشکری کی۔ فکفرت۔ انکار کیا اللہ کی نعمتوں کا۔ جب انکار کیا تو ان پر فاذاقھا اللہ لباس الجوع۔ سب سے پہلے اللہ نے ان پر بھوک مسلط کر دی۔ یعنی وہی آبادی جس کے پاس رزق فالتو ہوتا تھا وہ دانے دانے کو ترسنے لگی' محتاج ہو گئی اور جب بھوک آئی

www.naqshbandiaowaisiah.com

والخوف۔ پھر چھینا جھپٹی شروع ہوئی۔ پھر ڈاکے شروع ہوئے پھر قتل شروع ہوئے پھر ہر بندہ گھر میں بیٹھا ڈر رہا تھا کہ کوئی مجھے قتل کر دے گا‘ کوئی میری بیٹی اٹھا کے لے جائے گا‘ کوئی میرا مال چھین کر لے جائے گا‘ کوئی مجھ سے میری زمین چھین لے گا۔

فاذاقها الله لباس الجوع والخوف بما كانوا يصنعون۔ ان کے کردار کے مطابق اللہ نے ان پر بھوک مسلط کر دی اور خوف مسلط کر دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ ولقد جاءهم رسول منهم۔ ان میں بھی انہی میں سے اللہ نے رسول مبعوث کیا تھا۔ فكذبوه۔ اس کے احکام ماننے سے انہوں نے انکار کر دیا۔ فاخذهم العذاب وهم ظلمون۔ اللہ کے عذاب نے انہیں پکڑ لیا۔ اس لئے کہ وہ ظالم تھے۔ عذاب کی گرفت میں آگئے اور عذاب یہی تھا دنیا میں بھوک مسلط کر دی جس کے نتیجے میں ہر خرابی در آئی۔ فصلیں تباہ ہونے لگیں‘ کھیتیاں اجڑ گئیں‘ بارشیں آتیں تو سیلاب آتے۔ جو کچھ ہوتا اسے بھی بہا کر لے جاتے۔ مکان گر جاتے‘ زلزلے آتے‘ لوگ تباہ ہوتے‘ کھانے کو کچھ نہ ملتا تو ایک دوسرے پر جھپٹنے لگے‘ بھوک کے ساتھ خوف بھی مسلط ہو گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی اللہ کا جو رسول ان میں مبعوث ہوا تھا اس کی باتیں ماننے سے انہوں نے انکار کر دیا اس لئے ان پر اللہ کا عذاب آگیا۔

اب قرآن حکیم کی روشنی میں ہم اپنا جائزہ لیں ہم نے تو اللہ سے وعدہ کیا یہ ملک اس وعدے پہ بنا تھا کہ تو ہمیں خطہ زمین عطا کر ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی مثال پیش کر دیں گے۔ ہم تیرے قرآن کے مطابق زندگی بسر کریں گے‘ ہم تیرے احکام کے مطابق ایک معاشرہ تشکیل دیں گے۔ ہوا کیا؟ کوئی ایک قرآنی حکم ثابت کر دیجئے جس کی کوئی اہمیت ہو‘ کوئی ایک سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کر دیجئے جس کی کوئی اہمیت ہو ہم نے اللہ کی بارگاہ کو چھوڑا‘ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کے آخری برحق عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا‘ وہ جو لوگ اس بھوک میں مبتلاء ہوئے ان کا نبی بھی اللہ کا نبی اللہ کا رسولؐ تو تھا لیکن جو رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آیا ہے یہ وہاں نہ تھا۔ ہر نبی کی نافرمانی جرم ہے لیکن امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی الگ جرم ہے۔ اور ممکن نہیں ہے کہ دنیا کا کوئی فرد مومن ہے یا کافر کوئی بہتری حاصل کر سکے سوائے ان اصولوں کے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کئے۔ آج ہمیں مغرب کی شرق بعید کی مثال دی جاتی ہے میں بڑے آرام سے بڑا ایک سادہ سا سوال کیا کرتا ہوں دانشور حضرات سے کہ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مبعوث ہوئے تو مغرب کہاں تھا کیا اصول تھے مغرب کے پاس؟ کون سی آبادی تھی مغرب کے پاس اور کتنا امن تھا مغرب میں؟ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بدامنی تھی‘ بدحالی تھی‘ تباہی تھی۔ یہ جاپان کے جزائر میں آسٹریلیا کے جزیروں میں افریقہ کے وسیع ملک میں آدم خور بسا کرتے تھے ہر طاقتور کمزور کو کاٹ کر کھایا کرتا تھا۔ انسان انسانوں کو کھاتے تھے۔ امریکہ کے بارے اور ویسٹ کے بارے اس عہد کا مورخ لکھتا ہے THE WILD WEST وحشی مغرب اس عہد کی اپنی WILDERNESS کی اپنے وحشیانہ پن کی جو موویز آج بھی مغرب والے دکھاتے ہیں ویسٹرن موویز کوئی اٹھا کر دیکھ لیجئے‘ کوئی غریب آدمی کہیں بیٹھا ہے‘ کوئی راستے سے گزر رہا ہے۔ اس نے دیکھا اکیلا ہے۔ ایک بیٹی ہے‘ ایک بیوی ہے‘ دو بچے ہیں‘ بچے قتل کر دیئے‘ بابا قتل کر دیا‘ گھر لوٹ لیا‘ بیوی بیٹی اٹھا کر لے گئے‘ یہ مغرب کا دستور تھا۔ اہل یورپ جو آج بڑے نفیس بنتے ہیں انہیں اس دور کا مورخ MAN THE CAVE لکھتا ہے۔ غاروں میں رہتے تھے اور جب شہر بنے بھی تو جب بغداد میں پختہ سڑکیں تھیں اس وقت تک نیویارک کی سڑکوں پہ گھٹنوں گھٹنوں کیچڑ ہوا کرتا تھا۔ آگے آئیں وسط ایشیائی اقوام سوائے لوٹ مار کے کیا کرتی تھیں؟ چین کی وحشت و بربریت مثالی ہے۔ صرف عورتوں کا یہ حال تھا کہ دو سال کی بچی کو لوہے کا جوتا پہنا دیتے تھے۔ پھر ساری عمر وہ لوہے کا جوتا اس کے پاؤں میں رہتا تھا‘ اس کا قد خواہ کتنا ہو جائے‘ پاؤں اس دو سال کی بچی کا اس جوتے میں رہتا تھا۔ چلنے پھرنے تک سے

معذور رہتی تھی۔ محض کھلونا بنا کر رکھی ہوئی تھی۔ کوئی ایک ایک بات ان ممالک کی لیجئے تو وحشت و بربریت میں انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی۔

یہ صرف اسلام تھا اور صرف ایک ذات تھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس نے نوع انسانی کو انسانی اصول سکھائے آج جہاں بھی کوئی قوم کامیاب ہے وہاں اس کے پاس کامیابی کا جو اصول ہے وہ اسلام کا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا ہے۔ اسلام سے پہلے ان کے پاس کوئی اصول دکھائیں؟ یہ یاد رکھیں کہ اگر نبیؐ کے بتائے ہوئے اصول کافر بھی اپنائے گا تو دنیوی فائدہ اسے بھی ہو گا۔ اخروی فائدے کے لئے ایمان شرط ہے۔ ٹھنڈا پانی کافر کو بھی دیں' اسے بھی اچھا لگے گا' پیاس بجھے گی' خراب پانی دیں وہ بھی بیمار ہو گا' دنیوی اثر مرتب ہو گا۔ اخروی حساب مومن اور کافر کا الگ الگ ہو گا' مومن پانی پی کر شکر ادا کرے گا اس کے لئے آخری انعام کا باعث بنے گا۔ کافر اللہ کا شکر ادا نہیں کرے گا اس کے لئے محاسبے کا سبب بن جائے گا۔ آخرت اپنی جگہ لیکن دنیا میں جو اصول قرآن نے' جو اصول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیئے انہیں جو بھی اپنائے گا فائدہ ضرور حاصل کرے گا۔

مغرب نے شراب کے معاملے میں کہا کہ جی ہم اسلام کی بات نہیں مانتے' نہ مانو لیکن کیا مغرب آج اپنی شراب نوشی کو بھگت نہیں رہا' مغرب نے مرد اور عورت کے تعلقات کے بارے میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کی۔ آج سب سے بڑی تباہی کا سبب مغرب کے پاس مرد اور عورت کے تعلقات ہیں۔ امریکہ کے صدر رونالڈ ریگن پیٹتے رہ گئے اور بیٹی ایک بانسری بجانے والا ڈوم لے گیا۔ عالم یہ ہے کہ امریکہ کے صدر پر الگ مقدمہ چل رہا ہے کہ دوسری عورتوں کے ساتھ اس کے معاشقے ہیں وہ ختم ہوا اور اب اس کی بیوی کا آ گیا جی یہ نوکروں کے ساتھ عیاشیاں کرتی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانی تو مرد اور عورت کے آزادانہ تعلقات ان کی تباہی کا باعث بنے۔ جہاں سربراہان مملکت کا یہ حال ہے عام آدمی کس حال میں ہو گا۔ آج ہمیں یہ سبق دیا جاتا ہے کہ مغرب کو دیکھو لیکن ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ مغرب ہی کو دیکھو کہ مغرب کہاں تھا؟ اگر تجارت میں وہ کما رہا ہے تو تجارت میں دیانت و امانت کا اصول کس نے دیا۔ اگر جاپان معاشی میدان میں ترقی کر رہا تو محنت کی عظمت کس نے بیان فرمائی۔ اگر مغرب قانون کا احترام کرتا ہے تو قانون کا احترام کرنا کس نے سکھایا؟ کس نے حکم دیا؟ یہ سارا کچھ تو دامان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خوشہ چینی ہے۔ جس دامن سے کافر خوشہ چینی کر کے اپنی دنیا سنوار سکتا ہے کتنا بدبخت ہے مسلمان کہ اس دامان رسالتؐ سے بھی خوشہ چینی نہ کر سکا۔

مجھے اگلے دن وزیر اعظم صاحب نے طلب فرمایا کہ الاخوان بہت شور کرتی ہے۔ آپ فرمائیں کیا چاہئے آپ کو؟ میں نے کہا ہمیں تو کچھ نہیں چاہئے بس ایک چھوٹی سی بات کہ آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کر لیں ہم آپ کی غلامی کر لیں گے۔ سادہ سی بات ہے اور اگر آپ حکمرانوں کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پرواہ نہیں تو ہمارے نزدیک آپ کی حیثیت پر کاہ کے برابر بھی نہیں ہے۔ اگر میں اتباع شریعت کروں گا تو میری ذات کے لئے ہے اگر تم کرو گے تو پھر چودہ کروڑ مسلمانوں کی نجات ہے اس میں۔ اس نے کہا آپ کی اعوان برادری پاکستان میں دو کروڑ ہے۔ میں نے کہا جی نہیں میں دو کروڑ کی بات کرنے نہیں آیا۔ میرے چودہ کروڑ مسلمان بھائی ہیں پاکستان میں' یہ سب میری برادری ہے ہم سب بھائی ہیں۔ کل مسلم اخوۃ- بھائی چارہ کنبے اور قبیلے سے نہیں ہے۔ بھائی چارہ دین کے ساتھ ہے۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے' قومیں اور قبیلے شناخت کے لئے ہیں۔ پتہ چلے کون سا آدمی ہے۔

قبائلا" وشعوبا" لتعارفوا۔

قبائل اور شعوب تعارف کے لئے ہیں کہ پتہ چلے کس آدمی کی بات ہو رہی ہے۔ وہ کون ہے اس کی شناخت ہو جائے اس سے زیادہ اس کی حیثیت نہیں ہے۔ بھائی چارہ' رشتہ داری یا برادری ہے تو وہ دین کے اعتبار سے ہے۔ کل مسلم اخوۃ- ہر مسلمان دوسرے

مسلمان کا بھائی ہے۔ کیسی عجیب بات ہے' حکمرانوں نے وطن عزیز کو قومی خزانے کو باپ کی ریاست سمجھ رکھا ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ ہر بندے کو خرید لیا جائے۔ ہر بندے کی ایک قیمت لگائی جائے۔ ہر بندے کو کچھ سہولتیں دی جائیں' کچھ پیسے دیئے جائیں اور بس وہ چپ ہو جائے لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ بندے بکا نہیں کرتے' بکنے والے جانور ہوتے ہیں جو بکتے ہیں ہم انہیں بندہ نہیں سمجھتے' انسان نہیں سمجھتے' انسان خریدے اور بیچے نہیں جاتے۔ انسان کی کوئی قیمت نہیں ہوتی اور اگر کوئی بکتا ہے تو وہ انسان نہیں ہے۔ انسانی ڈھانچے میں کوئی جانور ہے' ریکارڈ پر موجود ہے' میں نے وزیراعظم صاحب سے کہا میرا اور آپ کا تعلق تب سے ہے جب آپ چیف منسٹر پنجاب تھے' کتنے سال بیت گئے ان پندرہ بیس سالوں میں آپ دو دفعہ وزیراعظ رہے' کوئی میرا ایک ذاتی کام ان تین عہد حکومت میں آپ نے کیا ہو تو بتائیں جی آپ نے کہا ہی نہیں میں نے کہا مجھے ضرورت ہی نہیں پڑی۔ آئندہ بھی کوئی ضرورت نہیں۔ میری ضروریات بڑی محدود ہیں۔ دانے کھیتوں میں ہو جاتے ہیں' مرچیں کنویں پر ہو جاتی ہیں' تیل اپنے گھر کا ہوتا ہے' اچار بنا لیتے ہیں۔ لسی لے لیتے ہیں' اچار اور لسی سے رات دن گزر جاتا ہے۔ اللہ اللہ خیر سلہ۔ ضرورت ہی ایسی نہیں ہے کہ حکومت یا حکمران یا کسی امیر کے پاس جانا پڑے۔

ضیاء الحق صاحب اسی گراؤنڈ میں یہاں سامنے تشریف رکھتے تھے۔ ریکارڈ موجود ہے میں نے کہا تھا جنرل صاحب مانگنے کے لئے اللہ کا دروازہ کافی ہے۔ اس کے سوا دوسرے سے مانگتے ہوئے حیا آتی ہے۔ اگر کر سکیں تو اس ملک اس قوم کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پہ عمل پیرا کر دیں۔ اگر کر سکتے ہیں ان بچوں کو جو پڑھا رہے ہو' انگریز کے بنائے ہوئے نصاب کی بجائے اپنا نصاب بناؤ اور اس میں اسلام کو بنیاد رکھو۔ انہیں بھی آٹھ دس نکات لکھ کر دیئے ہیں۔ وزیراعظم صاحب نے کہا جی آپ بتائیں آپ کیا چاہتے ہیں وہی کریں گے۔ کہا تو ہے' کریں گے نہیں میں نے آٹھ دس پوائنٹ لکھ کر دیئے ہیں۔

کہ لوگوں پر سے ٹیکس کا بوجھ ختم کرو جو پندرہ فیصد سیلز ٹیکس لگایا ہے پہلے تو وہ واپس لو۔ حکومت اپنے پیداواری اداروں سے پیداوار حاصل کرے۔ ایک آدمی قسطوں پر ایک ٹرک لیتا ہے بچے بھی پالتا ہے اس کی قسطیں بھی ادا کرتا ہے اور پھر بھی اس کے پاس پیسے بچ جاتے ہیں۔ آپ کے پاس پورے پاکستان کی ریلوے ہے اس سے انکم کیوں نہیں ہوتی؟ آپ کی پی آئی اے سے انکم کیوں نہیں ہوتی؟ جو کارخانے منافع دینے والے ہوتے ہیں وہ اپنوں میں بانٹ دیتے ہیں اور جو نقصان میں ہوتے ہیں وہ قوم کے پلے باندھ دیتے ہیں آپ ان کارخانوں سے منافع قوم کو کیوں نہیں دیتے۔ آپ سودی نظام ختم کر کے بنکوں کے سرمائے میں عام آدمی کو حصہ دار کیوں نہیں بناتے کہ بنک کے پراجیکٹ سے جو آمدن آتی ہے وہ اس کنزیومر تک پہنچے جس کے پیسے سے بنک چلتا ہے۔ عام آدمی پیداواری یونٹ نہیں ہے کہ آپ اس پر ٹیکس لگاتے جائیں اور خود اربوں کے محل بنا کر اس میں عیش کرتے رہیں۔ عام آدمی سے ٹیکس کم کریں اور پیداواری شعبے کو حکومت اس طرح سنبھالا دے کہ وہاں سے منافع حاصل ہو اور میں نے لکھ کر دیا ہے میرے پاس نقل موجود ہے کہ پاکستان میں ستر ہزار ارب روپے کے اموال فاضلہ ہیں یہ وہ دولت ہے جو لوگوں نے رشوت سے اور کمیشن سے حاصل کی ہے۔ ستر ہزار ارب' تیس ارب ڈالر اندرونی قرضہ جات ہیں اور پینتالیس ارب ڈالر بیرونی ہیں۔ ستر ارب ڈالر قرضہ ہے اور سات ہزار ارب روپیہ رشوت اور چوری کا لوگوں کے پاس اس ملک میں موجود ہے۔ کتنے سی ایس پی افسر ہیں لاہور میں جن کے پانچ پانچ چھ چھ پلازے کھڑے ہیں۔ ایک سی ایس پی افسر جو ساڑھے تین چار ہزار تنخواہ لیتا ہے اس نے پلازے کہاں سے بنوائے ہیں۔ ایک ڈی ایس پی کے بنک میں نوے لاکھ ڈالر جمع ہیں کہاں سے لئے اس نے نوے لاکھ ڈالر۔ ڈی ایس پی کے پاس نوے لاکھ ڈالر کہاں سے آئے۔ میں نے کہا غریب پر ٹیکس لگانے کی بجائے یہ دولت نکالو۔ حکمران شاید اس لئے نہیں پوچھتے کہ اس کا نصف حصہ ان کے پاس ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

تو میرے بھائی! یہ مال نکلیں گے اب ہضم نہیں ہوں گے انشاء اللہ۔ جو انگریزوں نے ملک کی تقسیم کی اور غداروں کو انعامات اور جاگیریں دیں کم و بیش تین لاکھ مربع زمین صرف ملتان ڈویژن میں ہے۔ کیا حق ہے ان غداروں کو اس دولت پر عیش کرنے کا جو انگریز حکومت کے لئے کام کرتے رہے۔ یہ سارے مربعے واپس لے کر دس دس کلے زمین دو ان نوجوانوں کو جو بے روزگار بیٹھے ہیں۔ انہیں کہو کھیتیاں اگاؤ' کیوں نہیں اگاتے۔ زراعت کیلئے کسانوں کو ٹیوب ویل لگا کر دو' کلر کہار سے راولپنڈی جاتے پانچ جگہ بورڈ لگا ہوا ہے دریائے فلانا' دریائے فلانا' دریائے فلانا کسی جگہ کوئی چھوٹا ڈیم بنا کر زمین کی کاشت کے لئے پانی دیا ہے حکومت نے؟

آج اگر پانی بہتا ہے اور کھیتیاں ویران پڑی ہیں تو حکومت کس کام کی ہے؟ ٹیکس لگانے کے لئے ہوتی ہے حکومت؟ بور کرا کر ٹیوب ویل لگا کر سبسڈائز کر لو پیسے ان سے اقساط میں واپس ہوں لیکن کسی کو بنا کر تو دو۔ بے شمار پانی بارشوں کا بہہ کر سمندر میں جا ملتا ہے اور طوفان آتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے ڈیم لگاؤ ہر جگہ بجلی گھر لگاؤ' ہر علاقے کو اس جگہ کی مقامی بجلی پرووائڈ PROVIDE کرو یہاں تک لانے کے لئے تربیلا منگلا سے جو لائن لے کر آپ یہاں آئے ہیں اس پر کتنا خرچ آتا ہے یہاں آٹھ دس ڈیم بنا دو جن میں صرف بارش کا پانی روک دو جو سارا سال بجلی دیتا رہے تو اس پر تو آدھا خرچ بھی نہیں آتا۔ سارے علاقے کو بجلی ملتی رہے۔ بہرحال میں نے دس گیارہ پوائنٹ لکھ کر دیئے ہیں وزیر اعظم صاحب کو اور میرے پاس ان کی نقل موجود ہے۔ آج ہفتہ ہو گیا ہے ابھی تک تو جواب نہیں دیا۔ امید ہے دیں گے بھی نہیں۔ اور نہیں دیں گے تو پھر ہم سر میدان جلسے میں پوچھیں گے کہ جناب آپ نے بلایا ہم نے بات پیش کی جواب دیجئے اور نہیں بن پڑتا تو یہ حکومت کسی کی جائیداد نہیں ہے۔ جو لوگ آرام سے نہیں جاتے ان کے جانے کا دوسرا دروازہ ہوتا ہے۔ مجیب الرحمٰن آرام سے جانے والا نہیں تھا دوسرے دروازے سے چلا گیا۔ اندرا گاندھی جان چھوڑنے والی بلا نہیں تھی دوسرے دروازے سے آرام سے چلی گئی۔ بھٹو صاحب کی کرسی بڑی مضبوط تھی' دوسرے راستے سے آرام سے کھسک گئے۔ کسی کو پتہ ہی نہیں چلا کب گئے' کب آئے ضیاء الحق بہت مضبوط حکمران تھا اور مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بھی تھا صدر بھی تھا' وردی بھی پہنی ہوئی تھی' آرمی چیف بھی تھا' جاتے جاتے کسی کو سلام بھی نہیں دیا۔ آپ نے بھی دوسرا ہی راستہ اختیار کرنا ہے تو آپ کی مرضی۔ دو ہی راستے ہیں یا امن سے اللہ کی مخلوق کو آشنا کرو۔ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کر لو۔ رہو حکمران' کرو حکومت لیکن اسلام کے مطابق ڈھال لو حکومت کو' ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ نہیں تو چھوڑ دو تخت سلطنت کو عام آدمی کے لئے' جسے وہ چاہتے ہیں جسے وہ اچھا سمجھتے ہیں جسے مناسب سمجھتے ہیں اور جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو نافذ کرے ایسے بندے کو آگے لائیں۔ یہ بھی نہیں تو جانا تو ہو گا۔ انسان کب تک رہے گا انسان تو کوئی بھی ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آیا۔ آنے والا جانے کے لئے آتا ہے۔ زندگی سب سے بڑی دلیل ہے موت کی اور اقتدار خود دلیل ہے اس بات کی کہ اقتدار سے محروم ہونا پڑے گا۔ جب کوئی جوان ہوتا ہے تو اس کی جوانی بڑھاپے کی دلیل ہوتی ہے جوانی سے بچپن کی طرف کوئی نہیں لوٹتا۔ بڑھاپے ہی کو جاتا ہے۔ زندگی سے موت ہی کو ہر کوئی سفر کرتا ہے۔ اب وزارت عظمیٰ سے آگے کچھ نہیں ہے سوائے محرومی کے۔ اللہ کرے کوئی بات ان کی سمجھ میں آ جائے میں تو دعا کیا کرتا ہوں کہ اللہ اس ملک کو مزید مصیبتوں سے بچائے اور انہی حکمرانوں کو ہدایت دیدے۔ ہمارا مقصد حکومت کرنا نہیں ہے۔ اقتدار میں آنا نہیں ہے۔ حکومت اس ذات کو سزاوار ہے جو حقیقی حکمران ہے۔ بندے سب محتاج اور عاجز اور بے بس ہیں بے کس ہیں' ایک ایک سانس کے محتاج ہیں اس نے جو ضابطہ بنایا ہے اللہ کے بندوں کو اس ضابطے میں لا کر عذاب الٰہی سے ان کی جان چھڑائیں۔ چونکہ آج ہر شخص عذاب میں ہے' بے شمار لوگ آتے ہیں ہم پر کسی نے جادو کر دیا' کاروبار نہیں چلتا' میں

باقی صفحہ 64 پر

www.naqshbandiaowaisiah.com

سات کنکریاں

تحریر۔ سرفراز حسین

جمعرات (شیطانوں) کو کنکریاں مارنے کے مراحل سے فارغ ہو کر منیٰ سے جب مکہ مکرمہ واپس آئے تو میری جیب میں ابھی چار کنکریاں موجود تھیں۔ میں نے انہیں سنبھال کر رکھ لیا تاکہ ان میں تین مزید کنکریوں کا اضافہ کر کے اپنے ساتھ پاکستان لے جاؤں اور اس بڑے شیطان کو ماروں جو وطن عزیز میں نفاذ اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

سب سے پہلے حکومت پر نظر گئی کہ حکومت اپنی جائز اور ناجائز خواہشات کی تکمیل کے لئے قانون کی دھجیاں بھی اڑاتی ہے' غیر آئینی اقدامات بھی کرتی ہے' آئین کو معطل بھی کر دیتی ہے' چاہے تو منسوخ بھی کر دیتی ہے' اپنی پسند ناپسند اور ضروریات کے لئے ہر قسم کے ماورائے آئین اقدامات کرنے سے گریز نہیں کرتی اور اگر نہیں کرتی تو اسلام کا نفاذ نہیں کرتی' یہی سب سے بڑی مجرم ہی لہٰذا یہی کنکریوں کی سزاوار ہے۔

پھر خیال عدالتوں کی طرف چلا گیا کہ آئین و قانون کے تحفظ کا حلف اٹھانے والے بڑے بڑے نام یہ بھی تو سب مسلمان ہیں اگر یہ آئین پر عمل در آمد کروانا چاہتے تو انہیں کون روک سکتا تھا۔ یہ تو حکومتوں کو بیٹھے بیٹھے گھر بھجوا سکتے تھے کہ تم آئین کی شق 63,62 پر پورا نہیں اترتے اور اسلامی نظام کے خلاف قانون سازی کرتے ہو' جو کہ خلاف آئین ہے' مگر اس کے برعکس یہ عدالتیں خود کافرانہ نظام کے تحت فیصلے کر رہی ہیں اس لئے "عدالتیں" زیادہ حق دار ہیں کہ ان کو کنکریاں ماری جائیں۔

مزید سوچ و بچار کے بعد اسلام کے نفاذ میں ایک اور بڑی رکاوٹ "علمائے دین" کی طرف توجہ مبذول ہوئی۔ جن میں سے ہر کوئی اپنے مسلک کو ہی دین اسلام سمجھتا ہے اسی کی تبلیغ میں زندگی گزار دیتا ہے اور اسی کے نفاذ کے لئے کوشاں ہے جس کے نزدیک باقی سب مسالک کافر و مشرک ہیں۔ وہ کافرانہ نظام کے جاری رہنے کو تو برداشت کر لیتا ہے۔ مگر دوسرے مسلک کے نفاذ کو برداشت نہیں کر سکتا۔ یوں ایسے علمائے دین ان کنکریوں کے زیادہ حق دار ہیں۔

Priorty(فوقیت) تھی کہ متعین نہ ہو رہی تھی کہ متذکرہ تینوں فریقوں میں سے ان کنکریوں کا زیادہ حق دار کون ہے؟ یہ کنکریاں کسے ماری جائیں؟ معاً خیال آیا کہ حکومتیں تو تمہارے ووٹوں سے آتی اور جاتی ہیں - عدالتوں کے کافرانہ فیصلے تو تم خود قبول کئے ہوئے ہو علمائے دین کی طاقت تو تم خود ہو ان کی جماعتیں تو تمہارے دم قدم سے قائم ہیں۔ تم ہی ہو جوان سب کو برداشت کئے ہو۔ تم ہی ہو جس کی وجہ سے مذکورہ بالا طاقتیں قائم اور دائم ہیں۔ تم ہی ہو جو اس کافرانہ نظام کے تسلسل کا باعث ہو۔ تو اس کا مطلب ہے کہ اسلام کے نفاذ میں تم ہی ایک بنیادی رکاوٹ ہو' تم ہی بڑے شیطان ہو۔ لہٰذا یہ کنکریاں اٹھاؤ اور اپنے سر پر دے مارو۔

کملی یار نی مائے!!

الف دا انت و پار نی مائے
جاناں ازلوں پار نی مائے
"ب" دیاں گلاں کجھ نہ پچھیں
زیراں زبراں پچھے ہزار نی مائے
زیراں زبراں پچھے رئیاں
نقطے شداں ہار نی مائے
کیہڑے ہجر نے بالن کیتا
کس دی پئی پکار نی مائے
جنہوں دل دا شوہ بنایا
اوہ ای ساہو کار نی مائے
ہجر نوں ہس کے سرتے چائیے
وصل دا ڈاہڈا بھار نی مائے
بھیڑا ازلوں دور دسیدا
اوہ مینوں درکار نی مائے
میرے ویہڑے عشق دا چمبا
کون پروئے ہار نی مائے
کنہوں دل دا روگ سناواں
دور وسن دلدار نی مائے
بھیڑا لک چھپ کرے تماشا
اوہ کملی دا یار نی مائے ! !

بشریٰ اعجاز

www.naqshbandiaowaisiah.com

حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ کی حیات مبارکہ

قسط نمبر3

حضرت سعدؓ کا لشکر جب اس شہر کے قریب پہنچا تو شیر مقابلہ کے لئے چھوڑا گیا۔ اس نے تڑپ کر اسلامی شیروں پر حملہ کیا' لیکن حضرت سعدؓ کے بھائی ہاشمؓ نے جو ہراول کے افسر تھے۔ اس صفائی سے تلوار ماری کہ شیر وہیں ڈھیر ہو گیا۔ حضرت سعدؓ نے اس بہادری پر خوش ہو کر ان کی پیشانی چوم لی' اور انہوں نے ان کے قدم کو بوسہ دیا۔

بہرہ شیر کا کامل دو ماہ تک محاصرہ رہا اور اس اثنا میں متعدد ہولناک جنگیں ہوئیں لیکن کچھ نہ ہو سکا۔ ایک روز خود ایرانی فوجیں تنگ آکر جوش و خروش کے ساتھ قلعہ سے باہر نکلیں اور دیر تک شجاعانہ لڑتی رہیں۔ اسی حالت میں ان کا سپہ سالار شہر براز جو نہایت بہادر افسر تھا۔ ایک مسلمان کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اس کا مقتول ہونا تھا کہ عجمی فوجیں بھاگ کھڑی ہوئیں اور شہر والوں نے صلح کا پھریرا اڑا دیا۔

بہرہ شیرہ اور مدائن (پایہ تخت عراق) کے درمیان صرف دجلہ حائل تھا' ایرانیوں نے مسلمانوں کے خوف سے جہاں جہاں پل تھے سب توڑ کر بیکار کر دیئے تھے' لیکن حضرت سعدؓ کی اولوالعزمی کے آگے دنیا کی کون سی چیز حائل ہو سکتی تھی؟ انہوں نے اہل فوج کو مخاطب کر کے کہا "برادران اسلام دشمن نے ہر طرف سے مجبور ہو کر دریا کے دامن میں پناہ لی ہے۔ آؤ اس کو بھی تیر جائیں تو پھر مطلع صاف ہے" یہ کہہ کر گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ سپہ سالار اعظم کی جانبازی دیکھ کر تمام فوج نے بھی جوش کے ساتھ گھوڑے ڈال دیئے اور باہم باتیں کرتے ہوئے دوسرے کنارے پر جا پہنچے۔ ایرانی اس عجیب و غریب جوش و استقلال کا منظر دیکھ کر "دیوان آمدند" کہتے ہوئے بھاگے تاہم سپہ سالار حرزاد تھوڑی سی فوج کے ساتھ جما رہا اور دریا سے نکلنے پر مزاحم ہوا' لیکن مسلمانوں نے ان کو کاٹ کر ڈھیر کر دیا اور مدائن پہنچ کر شاہی محلات پر قبضہ کر لیا۔ یزد گرد شاہ ایران پہلے ہی بھاگ چکا تھا۔ البتہ تمام اسباب و سامان موجود تھا' جو بجنسہ مدینہ روانہ کیا گیا۔

حضرت سعدؓ جس وقت مدائن میں داخل ہوئے تو ہر طرف سناٹا تھا۔ نہایت عبرت ہوئی اور بے اختیار زبان سے سورہ دخان کی آیات نکلیں جن کا ترجمہ ہے۔

"(اگلی قومیں) کس قدر باغ' چشمے' کھیتیاں اور طرح طرح کی نعمتیں' عمدہ عمدہ محلات چھوڑ کر چل بسیں جس میں خوش باش زندگی بسر کرتی تھیں اور ہم نے ان چیزوں کا مالک دوسری قوموں کو بنا دیا"

مدائن فتح ہونے کے ساتھ تمام عراق عرب پر تسلط قائم ہو گیا۔ بڑے بڑے روؤسا اور جاگیرداروں نے صلح کر لی' اور تمام ملک امن و امان کی منادی ہو گئی۔ جو لوگ گھر بار چھوڑ کر بھاگ گئے تھے پھر واپس آ گئے اور حاکم اور محکوم میں اس قدر ارتباط پیدا ہوا کہ باہم ازدواج و مناکحت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

عراق کے مفتوح ہونے کے بعد حضرت سعدؓ کے اہتمام سے جلولا اور تکریب پر فوج کشی ہوئی اور نہایت کامیابی و فیروزمندی کے ساتھ ان مقامات پر اسلامی پھریرا نصب کر دیا گیا۔ اس کے بعد حضرت سعدؓ نے دربار خلافت سے آگے بڑھنے کی اجازت طلب کی تو جواب آیا کہ "دولت و حکمرانی کے مقابلہ میں مجھے ایک ایک سپاہی کا خون زیادہ محبوب ہے۔ کاش ہمارے اور عجمیوں کے درمیان سد سکندری حائل ہوتی کہ نہ ہم ان کی طرف بڑھتے اور نہ وہ ہم پر حملہ آور ہوتے۔ غرض سردست اسی پر اکتفا کر کے ممالک مفتوحہ کا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لو۔"

اس فرمان کے مطابق حضرت سعدؓ کی والی ملک کی حیثیت سے مدائن کو صوبہ کا مرکز بنا کر نظم و نسق میں مصروف ہو گئے۔ اصل یہ ہے کہ کسی غیر قوم پر حکمرانی اور ملکی نظام کو بہترین اصول پر مرتب کرنا بھی اسی قدر مشکل

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے جس قدر کسی ملک کو فتح کرنا، حضرت سعدؓ اپنی فطری قابلیت کے باعث ان دونوں مشکلات پر غالب آئے۔ انہوں نے جس خوبی و عمدگی کے ساتھ اپنے عہدہ جلیلہ کے فرائض انجام دیئے۔ اس سے زیادہ اس زمانہ میں ممکن نہ تھا۔ اور بار خلافت کے ایماء سے تمام عراق کی مردم شماری اور پیمائش کرائی، اراضی مفتوحہ کو ملک کے اصلی باشندوں کے ہاتھ میں رہنے دیا، البتہ جس زمین کا کوئی وارث نہ تھا، اس کا پھر نئے سرے سے بندوبست کیا، اسی طرح لگان اور جزیہ کے اصول بنائے اور رعایا کے امن و آسائش کا انتظام کیا، عجمیوں کے ساتھ اس قدر خلق و شفقت سے پیش آئے کہ ان کے دل پر قبضہ کرلیا چنانچہ بڑے بڑے امراء اور روسا اسی اثر سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ جمیل ابن بصری، بسطام بن نرسی، رفیل اور فیروز وغیرہ جو عراق کے مشہور روسا تھے خود بخود مسلمان ہو گئے۔ اسی طرح دیلم کی چار ہزار فوج جو شاہی رسالہ کے نام سے موسوم تھی حلقہ بگوش اسلام ہوئی۔

حضرت سعدؓ نے ایک عرصہ تک مدائن میں قیام کرنے کے بعد محسوس کیا کہ یہاں کی آب و ہوا نے اہل عرب کا رنگ روپ بالکل بدل دیا ہے، حضرت عمرؓ کو اس سے مطلع کیا تو حکم آیا کہ عرب کی سرحد میں کوئی مناسب سرزمین تلاش کرکے ایک نیا شہر بسائیں اور عربی قبائل کو آباد کرکے اس کو مرکز حکومت قرار دیں۔ حضرت سعدؓ نے اس حکم کے مطابق مدائن سے نکل ایک موزوں جگہ منتخب کرکے کوفہ کے نام سے ایک وسیع شہر کی بنیاد ڈالی۔ عرب کے جدا جدا قبیلوں کو جدا جدا محلوں میں آباد کیا۔ وسط شہر میں ایک عظیم الشان مسجد بنوائی جس میں تقریباً چالیس ہزار نمازیوں کی گنجائش رکھی گئی۔ مسجد کے قریب ہی بیت المال کی عمارت اور اپنا محل تعمیر کرایا جو قصر سعدؓ کے نام سے مشہور ہوا۔

کچھ دنوں کے بعد بیت المال میں چوری ہوگئی، حضرت سعدؓ نے اس کی رپورٹ دارالخلافت میں بھیجی تو حکم آیا کہ بیت المال کو مسجد سے ملا دیا جائے تاکہ ہر وقت نمازیوں کی آمدورفت سے خزانہ محفوظ رہے، چنانچہ انہوں نے روزبہ نام ایک مشہور پارسی معمار کو بلا کر یہ خدمت سپرد کی۔ اس نے نہایت خوبی و موزونی کے ساتھ بیت المال کی عمارت کو بڑھا کر مسجد سے ملا دیا۔ حضرت سعدؓ نے اس کی کاریگری کی بڑی قدر کی اور خوش ہو کر اس کو دارالخلافت بھیج دیا۔ جہاں ہمیشہ کے لئے اس کا روزینہ مقرر ہو گیا۔

حضرت سعدؓ کا قصر چونکہ وسط بازار میں تھا، اس لئے شور و شغب کے ساتھ باہم گفتگو کرنا بھی دشوار تھا۔ انہوں نے اس سے بچنے کے لئے قصر کے سامنے ایک ڈیوڑھی بنوائی اور اس میں پھاٹک لگوایا بارگاہ خلافت میں اس ڈیوڑھی کی اطلاع پہنچی تو اس خیال سے کہ اہل حاجت کے لئے سد راہ نہ ہو جائے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو حکم ہوا کہ کوفہ جا کر اس میں آگ لگادیں، چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی اور حضرت سعدؓ وقاص اطاعت شعاری کے ساتھ خاموشی سے دیکھتے رہے۔

کوفہ دراصل ایک فوجی چھاؤنی تھی، جہاں تقریباً" ایک لاکھ نبرد آزما سپاہی بسائے گئے تھے۔ ان اعلیٰ قدر مراتب تنخواہیں دی جاتی تھیں۔ تنخواہ کی تقسیم کا طریقہ یہ تھا کہ دس دس سپاہیوں پر افسر ہوتے تھے جو امراء الاعشار کہلاتے تھے، تنخواہیں ان کو دی جاتی تھیں اور وہ اپنے ماتحت سپاہیوں کو تقسیم کر دیتے تھے۔ ایک دفعہ امرائے اعشار نے تنخواہوں کی تقسیم میں بے اعتدالی کی اور اس کی وجہ سے فوج میں برہمی کے آثار نمایاں ہونے۔ حضرت سعدؓ نے فوراً" دربار خلافت کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور فرمان خلافت کے مطابق دوبارہ نہایت صحت و تحقیق کے ساتھ لوگوں کے عہدے اور روزینے مقرر کئے اور اس دفعہ دس کی بجائے سات سات سپاہیوں پر ایک ایک افسر متعین کیا۔

شام کی اسلامی فوجوں نے حمص پر چڑھائی کی تو اہل جزیرہ ایک جمعیت عظیم کے ساتھ رومیوں کی مدد کے لئے روانہ ہوئے، لیکن حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے جو ملک کے اندرونی و سرحدی واقعات سے ہر وقت باخبر رہتے تھے ایک فوج گراں بھیج کر ان کو وہیں روک لیا اور آگے بڑھنے نہ دیا۔

جاری ہے

محبوب شیخ

مجھے میرا محبوب مل گیا ہے
چاہا تھا جیسا مطلوب مل گیا ہے
بدل دیا اک توجہ سے مجھے
واہ، کیا شیخ خوب مل گیا ہے

رفاقت ملک، گلستان کالونی گوجرانوالہ

اخلاص

تحریر۔ مقارین کفایت، ٹوبہ ٹیک سنگھ

وماامرو الا لیعبدالله مخلعین له الدین

مذہب کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ وہ انسان کے دل کو مخاطب کرتا ہے عقائد ہوں یا عبادات اخلاق یا معاملات انسانی اعمال کے ہر گوشہ میں اس کی نگاہ اسی ایک آئینہ پر رہتی ہے۔

نبی پاکؐ کا ارشاد ہے۔

الا ان فی الجد لمفغة اذا صلحت الجسر كله واذا افسرت فسدالجد كله الاوهی القلب

"ہوشیار رہو کہ بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو سارا بدن درست رہتا ہے اور وہ خراب ہو تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے ہوشیار رہو کہ وہ دل ہے"

مفہوم=اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جو بھی نیک کام کیا جائے اسکا محرک کوئی دنیاوی غرض نہ ہو اور نہ اس سے مقصود ریاو نمائش، شہرت یا طلب معاوضہ وغیرہ ہو بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجاآوری اور خوشنودی ہو اسی کا نام اخلاص ہے۔

حضرت سہلؒ فرماتے ہیں کہ:۔

"اخلاق یہ ہے کہ بندے کی حرکات وسکون خالص خدا تعالیٰ کے واسطے ہوں"

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ فرماتے ہیں

"اخلاص سچا کرنا نیت کا خدا تعالیٰ کے ساتھ"

حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں

"اخلاص کدورتوں سے عمل کو صاف کرنے کا نام ہے"

حقیقت اخلاص ="ہر چیز میں ممکن ہے کہ دوسری چیز کی آمیزش ہو پس آمیزش سے صاف اور خالص ہو تو اسکو خالص کہتے ہیں"

اخلاص کے بغیر نہ تو عبادت قبول ہوتی ہے اور نہ اخلاق ومعاملات عبادت کا درجہ پاتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ ہر کام شروع کرنے سے پہلے نیت کی ہر غیر مخلصانہ غرض وغایت سے بالا اور ہر دنیاوی فرد واجرت سے پاک رکھیں تورات اور قرآن دونوں میں ہابیل اور قابیل حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا قصہ ہے دونوں نے خدا کے حضور اپنی اپنی پیداوار کی قربانیاں پیش کیں خدا نے ان میں سے صرف ایک کی قربانی قبول کی اور اس کی زبان سے اپنا اصول ظاہر انما یتقبل الله من المتقین "خدا تو متقیوں ہی سے قبول کرتا ہے" متقی بھی وہی ہوتے ہیں جو دل کے اخلاص کے ساتھ رب کی خوشنودی کے لئے کے لئے کام کرتے ہیں اور ان کو خدا کے ہاں محبوبیت کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور دنیا میں ان کو ہر دلعزیزی نصیب ہوتی ہے اور ان کے کاموں میں برکت ہوتی ہے۔

اہمیت وفضلیت=

قرآن پاک میں سات موقعوں پر الفاظ مخلصین له الدین "اطاعت خدا کی خالص خدا کیلئے کرو"

اس سے معلوم ہوا کہ ہر عبادت اور عمل کا پہلا رکن یہ ہے کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو یعنی اس میں کسی ظاہری وباطنی بت پرستی اور خواہش نفسانی کو دخل نہ ہو۔

الا ابتغاء وجه دبه الاعلی یعنی خدائے برتر کی ذات کی خوشنودی کے سوا کوئی اور غرض نہ ہو۔

انبیاء علیہم السلام نے اپنی دعوت اور تبلیغ کے سلسلے میں ہمیشہ یہ اعلان کیا ہے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں اس سے ہمیں کوئی دنیاوی فرد اور ذاتی معاوضہ مطلوب نہیں۔

وما اسئلکم علیه من اجران اجری الا علی رب العلمین" اور میں اس پر کوئی مزدوری تم سے نہیں چاہتا" میری مزدوری تو اسی پر ہے جو ساری دنیا کا پروردگار ہے۔

حضرت نوحؑ کی زبان سے بھی یہی فرمایا گیا۔

یقوم لا اسئلکم علیه مالا ان اجری الاعلی الله اے میری قوم میں تم سے اس پر دولت کا خواہاں نہیں میری مزدوری تو خدا ہی پر ہے خود نبی پاکؐ کا فرمان ہے میں تم سے اپنے لیے کوئی مزدوری واجرت نہیں چاہتا اگر چاہتا ہوں تو تمہارے لیے قل ما سالتکم من اجر فهولكم ان اجری الا علی الله وهو علی کل شیئی شهید ہ" کہہ دیجئے میں نے تم سے جو اجرت چاہی تو وہ تمہارے ہی لئے میری اجرت تو اللہ پر ہے اور وہ ہر بات

www.naqshbandiaowaisiah.com

پر گواہ ہے"

دنیا میں اخلاص ہی کامیابی کی اصل بنیاد ہے کوئی بظاہر نیکی کا کتنا ہی بڑا کام کرے لیکن اس کی نسبت یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا کام سے کوئی ذاتی غرض یا محض دکھاوا اور نمائش تھا تو اس کی قیمت وقدر فوراً نگاہوں سے گر جائے گی۔

اخلاص کتاب وسنت کی روشنی میں:۔

اسلام کی یہ اہم ترین تعلیم ہے کہ انسان کا کام ہر قسم کی ظاہری وباطنی بت پرستی سے پاک ہو نبی پاک کو اس اعلان کا حکم ہوتا ہے۔

قل انی امرت ان اعبدالله مخلصاله الدین "کہہ دیجئے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اطاعت گزاری کو اللہ کے لئے خالص کر کے اسکی عبادت کروں

قل الله اعبد مخلصا له دینی فاعبدواما م شئتم من دونه کہہ دیجئے کہ اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں اپنی اطاعت گذاری کو اس لئے خالص کر کے تو تم اے کفار خدا کو چھوڑ کر جس کی عبادت چاہے کرو نبی پاک کو حکم ہوتا ہے۔

فاعبدالله مخلصاله الدین الا لله الدین الخالص

آپ اللہ کی عبادت کیجئے خالص کرتے ہوئے اطاعت گزاری کو اس کے لئے ہوشیار کہ اللہ ہی کے لئے ہے خالص اطاعت گزاری۔

مقصود یہ ہے کہ خدا کی اطاعت گزاری میں خدا کے سوا کسی اور چیز کو اسکا شریک نہ بنایا جائے وہ چیز خواہ پتھر یا مٹی کی مورت آسمان وزمین کی مخلوق یا دل کا تراشا ہوا کوئی باطل مقصود ہو اس لئے قرآن پاک نے انسانی اعمال کی نفسانی غرض وغایت کو بھی بت پرستی قرار دیا ہے۔

فرمایا کیا تو اس کو دیکھا جس نے اپنی نفسانی خواہش کو خدا بنا لیا جس کو آخرت میں اپنے رب کی زیارت کی تمنا ہو اس کو چاہیے کہ عمل نیک کی سعی کرے اور اخلاص حاصل کرے اور اس میں کسی کو شریک قرار نہ دے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ عمل قلیل وحقیر ہوتا ہے مگر اخلاص نیت کی وجہ سے اس کا اجر وثواب کثیر ہو جاتا ہے۔

ایک فاحشہ عورت نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلا دیا تھا حق تعالی نے اسے بخش دیا حضرت علیؓ فرماتے ہیں عمل کی قلت کا تردد مت کر بلکہ قبول کا تردد کر اس لئے کہ آنحضرت نے حضرت معاذؓ کو فرمایا۔

اخلص العمل بجز ك منه اتعليل

اخلاص کے ساتھ عمل کر اس میں سے تجھے تھوڑا ہی کافی ہوگا۔

اخلاص اقوال صلحاء کی روشنی میں:۔

حضرت معروف کرخیؒ نفس کو سمجھاتے اور کہتے اے نفس اخلاص کر تجھ کو خلاص ہو یعقوب کفوف کہتے ہیں مخلص وہ ہے جو اپنے خسات ایسے چھپائے جیسے برائیاں چھپاتا ہے ابو سلیمان فرماتے ہیں خوشحال ہے وہ شخص جس کا ایک قدم بھی صحیح ہو جائے کہ سوائے اللہ تعالی کے کسی اور شخص کی نیت میں نہ ہو۔

محمد بن سعید سروزی فرماتے ہیں تمام معاملہ دو اصولوں کی طرف رجوع کرتا ہے ایک تو فعل اسکا تیسرے ساتھ ہے دوسرا فعل اسکے لئے پس جو کچھ وہ تیرے ساتھ کرے اس پر تجھے راضی رہنا چاہیے اور جو تو اسکی خاطر کام کرے اس میں اخلاص کرنا چاہیے اگر یہ دونوں باتیں بن پڑیں تو دونوں جہانوں کی فلاح کو پہنچے گا۔

حضرت سہلؒ سے پوچھا گیا کہ نفس پر سخت تر چیز کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اخلاص اس وجہ سے کہ نفس کو اس میں کچھ بہرہ نہیں۔

بعض نے فرمایا کہ علم تخم ہے عمل کھیتی اور اسکا پانی اخلاص ہے۔

حرف آخر۔

پس اجر کامل اخلاص سے حاصل ہوا کرتا ہے اس وجہ سے عمل کرنے والے کو چاہیے کہ وہ خوب کوشش واحتیاط رکھے کہ کہیں میری عبادت میں کوئی ایسی آفت نہ پیش آئی ہو جس کا وبال ثواب کی نسبت زیادہ ہو اہل بصیرت کو اپنا یہی دستور العمل رکھنا چاہیے۔

اسی وجہ سے حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں میرا عمل جو ظاہر ہو گیا اسے میں شمار نہیں کرتا اور عبدالعزیز بن ابی رواء فرماتے ہیں کہ اس گھر کا مجاور ساٹھ برس رہا اور حج کئے لیکن اعمال الہی میں جو اعمال میں نے کئے اس میں اپنے نفس کو ٹٹولا تو شیطان کا حصہ اس عمل میں بہ نسبت خدا تعالی کے حصہ کے زیادہ پایا میں یہی غنیمت جانو کو وہ اعمال نہ موجب

www.naqshbandiaowaisiah.com

ثواب ہوں نہ باعث عتاب۔
کوئی فقیر ابو سعید فراز کی خدمت کیا کرتا تھا ایک روز انہوں نے حرکات میں اخلاص کے ہونے کا ذکر فرمایا وہ فقیر ہر حرکت کے وقت اپنے دل کا نگران ہوا اور اخلاص کا طالب اسے اپنی حاجات کا پورا کرنا بھی نا ممکن ہو گیا اور حضرت ابو سعید کو اس سے تکلیف ہوئی کیونکہ کام کرنے میں خود دقت اٹھانی پڑی اس سے پوچھا کہ تم اب کیوں نہیں کرتے اس نے کہا کہ آپ نے ارشاد کے مطابق اعمال میں حقیقت اخلاص کا مطالبہ اپنے نفس سے کرتا ہوں مگر اکثر کاموں میں میرا نفس اخلاص سے سے عاجز ہے اس لئے چھوڑ دیتا ہوں آپ نے فرمایا کہ ایسا مت کر اخلاص عمل کو قطع نہیں کرتا عمل کرتا رہ اور اخلاص حاصل کرنے میں کوشش کریں میں نے تم سے یہ نہیں کہا کہ عمل کو چھوڑ دو بلکہ یہ کہا کہ عمل کو خالص کرو

دعائے مغفرت

کوئٹہ کے ساتھی غلام فرید انتقال کر گئے ہیں۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

من الظلمات الی النور

"المرشد" مندجہ بالا عنوان کے تحت "آپ بیتی" کا سلسلہ شروع کر رہا ہے۔ پرانے ساتھیوں سے التماس ہے کہ وہ اپنے حالات زندگی تحریر فرما کر مدیر "المرشد" کے نام ارسال فرمائیں۔ "آپ بیتی" میں اپنے حالات زندگی، سلسلہ کے ساتھ منسلک ہونے کے اسباب، ذکر فکر کے بعد کی زندگی اور خصوصی کیفیات کے بارے تحریر کریں۔

اپنی آپ بیتی اس پتہ پر ارسال کریں

سب آفس - ماہنامہ "المرشد"

دار العرفان بلڈنگ، نزد چوک عبداللہ پور عقب کوہستان سٹینڈ، ریلوے کالونی فیصل آباد

ہر مرض کا شافی علاج کیا جاتا ہے

لاثانی دواخانہ

حکیم نور الحق

مطب: نزد چوک جھال خانو آنہ ستیانہ روڈ، فیصل آباد فون 45413

www.naqshbandiaowaisiah.com

لکیر کے اس پار

تحریر سیماب اویسی

الحمد للہ ہم مسلمان ہیں۔ اسلام کی من جملہ خصوصیات میں یہ بات سر فہرست ہے کہ اسلام نے قتادگان خاک کو زندگی سے آشنا کیا مومن تو مومن کافر و مشرک کو بھی انسانی حقوق سے نہ صرف آشنا کیابلکہ انہیں ان کے انسانی حقوق دلائے اور قیصر وکسریٰ جیسی طاقتوں سے دلوائے۔غازیان اسلام کے مقدس خون نے دنیا بھر کی خاک کو سراب کر کے اہل دنیا کو زبان دی اور لذت انسانیت سے شناسا کر دیا مگر آج ہم جس حال سے گزر رہے ہیں وہ یکسر مختلف ہے صدیوں کے سفر نے ہمیں دارائی مزاج کر دیا ہے اور وطن عزیز میں ایک طبقہ لکیر کے اس پار بستا ہے یہ غیر مری لکیر اتنی بلند ہے اور اتنی دبیز ہے کہ اس کی دوسری طرف کچھ نظر نہیں آتا یہ ایسی ساؤنڈ پروف ہے کہ ادھر کی کوئی چیخ سنائی نہیں دیتی اس لکیر کے اس پار وہ طبقہ ہے جو نصف صدی سے اقتدار کا سحر آفرینیوں کا اسیر ہے انکے بچے کبھی خاک پر نہیں بیٹھتے ان کے والدین کبھی دوا کو نہیں ترستے لکیر کے اس طرف عید کے لئے نیا لباس نصیب نہیں ہے جبکہ لکیر کے اس پار ہر صبح نیا لباس ہونا ضروری ہے انہیں کوئی تھانے نہیں بلاتا عدالت عظمٰی بھی ان سے جواب چاہے تو عدالت الٹ دی جاتی ہے جبکہ لکیر اس طرف گاؤں کا چوکیدار بھی افسر ہے مزے کی بات یہ ہے کہ اقتدار کا ہما ہمیشہ لکیر اس پار بسنے والوں پر ہی بیٹھتا ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ بچوں کو پڑھانے سے لے کر ایوان اقتدار میں لے جانے تک کے تمام وسائل اس طرف ہیں حتیٰ کہ انقلاب بھی آئے تو سارا شور و شر اسی طرف ہوتا ہے محروم اقتدار بھی اور بر سر اقتدار بھی لکیر پار کے باسی اور آنے والے حاکم بھی اسی طرف سے لوگ تلاش لیتے ہیں اور کیا ستم ظریفی ہے کہ مسائل کا حل وہ طبقہ تلاش کرتا ہے جسے کبھی ان مسائل سے سابقہ نہ پڑا ہو جو وسائل سے بے نیاز اور مسائل سے ما لا مال ہیں وہ لکیر کے اس پار بسنے والے وسائل سے محروم اور مسائل میں گرفتار طبقہ کی فکر کا رات دن تذکرہ تو کرتے ہیں لیکن ان کے حل کے لئے ان کے پاس وقت نہیں ہے اسلام نے جو صورت حال عطا کی تھی وہ یہ تھی کہ عوام کو غلہ نہیں مل رہا جو کی روٹی کھانا پڑ رہی ہے تو امیر المومنین حضرت عمرؓ بھی جو کی روٹی کھا رہے ہیں جبکہ اطباء نے آپ کو جو کھانے سے منع کیا اور عرض کیا گیا کہ یہ آپ کو بیمار کر رہی ہے تو آپ نے فرمایا بیماری ہو یا صحت جو عام آدمی کھائے گا امیر المومنین کو بھی وہی لقمہ نصیب ہو گا حضرت علیؓ مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں اور سوکھی روٹی پانی سے بھگو رکھی ہے کہ نرم ہو گی تو نوش فرمائیں گے حالانکہ وہ غریب نہ تھے بلکہ اس وقت کے اعلیٰ ترین امراء میں سے تھے فتوحات اسلامی میں مال غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال کو جاتا ہے اور چار حصے مجاہدین کو ملتے تھے اس طرح انہیں بہت دولت نصیب ہوئی مگر دولت ان کے اور عام آدمی کے درمیان لکیر نہ بن سکی آج ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ نہ صرف دولت بلکہ اقتدار واختیار حکمران اور آدمی کے درمیان لکیر بن چکے ہیں اور دولت اقتدار دونوں کی لکیر مصیبت خانہ انوری تلاش کرنے کا سبب بن چکی ہے۔

ہر بلائے کز آسمان آید
خانہ انوری تلاش کند

اور ہر راحت لکیر کے اس پار اترتی ہے جس پار دولت واقتدار بستا ہے اے کاش کبھی ہمارے کسی گاؤں کے سکول میں کسی وزیر کا بیٹا داخل کرایا جائے اسے پوش وزیر تعلیم کسی گاؤں کے سکول کو دیکھ کے اے کاش کبھی کوئی چیف ایگزیکٹو ہمارے ساتھ لسی اور اچار سے تنور کی سوکھی روٹی کا مزہ لے اے پوش وزیر تعلیم

www.naqshbandiaowaisiah.com

گاؤں کے سکول کو دیکھ ہی لے اور کاش ان بابوں کو تھانیدار لے جائے کہ وہ بیمار ہوں تو دوانہ ملے یا ڈاکٹر دستیاب نہ ہو لیکن انہیں توفیق ضرور نصیب ہو کہ وہ ایسے لوگوں کا درد جان سکیں اے کاش ملکی وسائل اہل وطن کے لئے ہوں ان پر صرف ایک طبقے کی اجارہ داری نہ رہے اگر ایسا ہو جائے تو لوگ لکیر کے اس پار جھانک تو سکیں اس پار بسنے والے بیمار اور دکھی جان تو لیں کہ پھر شائد کسی کو یہ توفیق بھی مل جائے کہ وہ کہ وہ اسکو یکسر مٹا دے اور قیصر و کسریٰ کی کہانی ہے اور وہ عہد زریں پلٹ آئے جو اسلام کی عطا ہے جو نبی رحمت ﷺ کا دین ہے جسے ہم مانتے ہیں جسے ہم اسلام کہتے ہیں ایسا دین جس میں کوئی لکیر کے اس پار نہیں بستا

ہر قسم کے لیبل، ٹیگ، ڈیزائن اور کارڈ تیار کیئے جاتے ہیں

لے بی سی لیبل

پروپرائیٹر۔ رانا امجد

پریس مارکیٹ، امین پور بازار فیصل آباد فون۔ 626724

PSO

رحمان آئلز

ہول سیل ڈیلر

لائٹ ڈیزل، کیروسین، فرنس آئل، موبل آئل

پروپرائیٹرز

نور الرحمن خاں لودھی

حفیظ الرحمن خاں لودھی

ابابیل چوک فیکٹری ایریا، فیصل آباد فون نمبر 618946-624353

www.naqshbandiaowaisiah.com

تربیتی اجتماع کے تقاضے

خطاب:- امیر محمد اکرم اعوان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

احباب گرامی! حضرات و خواتین! السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔

ہمارا یہ سالانہ اجتماع ایک تربیتی اجتماع ہوتا ہے جس میں ظاہری علیم و تربیت کا بھی پورا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ضروری دینی مسائل اور عقائد و اعمال کے بارے کورسز کرائے جاتے ہیں' بیان ہوتے ہیں' تقاریر ہوتی ہیں' صفائے باطن اور جلائے قلب کیلئے رات دن ذکر کی محفلیں مسلسل جاری رہتی ہیں۔ بعض احباب کو شکایت پیدا ہوتی ہے کہ بات کرنے کا وقت نہ ملا' ملاقات کا موقع نہ ملا۔ ان کے لئے عرض ہے کہ ملاقات کے لئے' بات کرنے کے لئے سارا سال کھلا ہوتا ہے۔ جن دوستوں کی غرض ملاقات کرنا یا بات کرنا ہو' وہ اجتماع اور جمعے سے علاوہ آئیں۔ یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ یہ جمعے کا روز ملاقاتوں کے لئے نہیں اللہ کی باتوں کے لئے ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ یہ سالانہ اجتماع تربیت کے لئے' اذکار کے لئے' اصلاح کے لئے ہوتا ہے اور اس میں بھی یہ توقع نہ رکھی جائے کہ گپ شپ ہو گی' ملاقات ہو گی' باتیں ہوں گی' دکھ سکھ کریں گے۔ دکھ سکھ زندگی کا حصہ ہیں اور کرنے سے اور کہنے سے کم یا زیادہ نہیں ہوتے۔ قرب الٰہی میں یہ قوت ہوتی ہے کہ حالات تو اپنی روش پہ رہتے ہیں لیکن اللہ کریم قوت برداشت عطا فرما دیتے ہیں یا بعض حالات جو گناہوں کی سزا پہ مسلط ہوتے ہیں انہیں معاف فرما دیتے ہیں۔ بعض مصیبتیں اصلاح احوال کے لئے ہوتی ہیں۔ مومن پہ جو بھی مصیبت' جو بھی پریشانی آتی ہے وہ یا تلافی مافات ہوتی ہے یا ترقی درجات کے لئے ہوتی ہے۔

ہم کتنی نعمتیں اللہ کی استعمال کر رہے ہوتے ہیں اس کے مطابق جب شکر ادا نہیں کر پاتے تو وہ جو کمی رہ جاتی ہے اسے پورا کرنے کے لئے وہ کریم بجائے اس کے کہ روز حشر شرمندگی ہو' یہاں تھوڑی بہت مصیبت بھیج کر اسے سبب بنا دیتا ہے اس کمی کو پورا کرنے کا۔ حتیٰ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ مومن کے پاؤں میں اگر کانٹا بھی چبھ جائے تو بھی اس کا اجر پاتا ہے' گناہوں کی معافی کا سبب بنتا ہے۔ مومن کی تکلیف تلافی مافات یا جو چھوٹ گیا کام یا کبھی کمی رہ گئی تو اس کی تلافی کے لئے ہوتی ہے۔ اور اگر خوش نصیب ہو تو ترقی درجات کے لئے ہوتی ہے۔ پھر جو لوگ راہ سلوک اختیار کرتے ہیں انہیں یہ بھی جان لینا چاہئے کہ عند اللہ بعض مقامات و مراقبات ایسے ہوتے ہیں جن کے لئے مصیبت ان کا لازمی سبب ہوتی ہے اور اصلاح تصوف میں اسے مجاہدہ اضطراری کہتے ہیں یعنی وہ مجاہدہ جو مجبوراً کرنا پڑے۔ مثلاً آپ اس بات سے سمجھ لیجئے کہ شہادت کا منصب جلیلہ پانے کے لئے قتل ہونا پڑتا ہے۔ اب ایک بندہ قتل بھی نہ ہو' زندہ زمین پر پھرتا ہو تو وہ کہے کہ میں شہید بھی ہوں تو کیا ایسا ممکن ہے؟ اس طرح اور بھی قرب الٰہی کے بہت سے درجات ہیں جن کے لئے مختلف مصیبتیں ان کا لازمی حصہ ہوتی ہیں۔ اور یہ بھی یاد رکھ لیں کہ جو جتنا قریب ہوتا ہے اس پر اتنی زیادہ مصیبتیں آتی ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ تمام انبیاء و رسل میں سے سب سے زیادہ مصیبتیں مجھ پر وارد ہوئیں۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے امام ہیں تو ان باتوں کو زیر بحث لانے کے لئے یا ان باتوں پر ایک دوسرے سے بات کرنے کے لئے یا ڈسکس کرنے کے لئے سارا سال ہوتا ہے' ڈاک ہوتی ہے' خط ہوتے ہیں لیکن دارالعرفان میں جو لمحہ آپ کو نصیب ہو اس کے دو ہی راستے ہیں یا وہ ذکر میں بسر ہو یا دین سیکھنے میں۔ کھانا کب ملا' کیسا ملتا ہے' پانی پورا پہنچا' نہیں پہنچا' رات نیند آئی' نہیں آئی' یہ سب ضمنی باتیں ہیں۔ اگرچہ یہاں کے خدام

کوشش کرتے ہیں کہ ہر ساتھی کی حتی الامکان خدمت کی جائے' اس کا خیال رکھا جائے' اس کے باوجود ہزاروں آدمیوں کی پسند کا خیال رکھنا ممکن نہیں ہوتا تو کوئی دو روز کے لئے آتا ہے' کوئی چار روز کے لئے آتا ہے' کوئی ہفتے کے لئے آتا ہے تو میرے خیال میں دو دن' چار دن' ہفتہ ایسی کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ نیز اس میں یہ شکایت بھی نہ کی جائے کہ گپ نہیں لگ سکی' ملاقات نہیں ہو سکی' یہاں اجتماع میں ملاقات ایسے ہی ہو گی اور جمعے کے روز بھی ایسے ہی ہو گی۔ جمعہ بھی اللہ کی باتوں کے لئے ہوتا ہے۔ آپس کی باتوں کے لئے نہیں بلکہ میری گزارش یہ ہے کہ جو احباب تعویزوں کے لئے یا بحث کرنے کے لئے جمعے کو آتے ہیں اور یہاں اکثر مایوس لوٹنا پڑتا ہے تو آپ کوشش کریں کہ جمعے کو صرف جمعہ پڑھنے آیا کریں اور کوئی بات ہو تو آپ دو روپے کے لفافے میں لکھ کر بھیج دیں۔ کون سی ایسی بات ہے ہر لفافے کا جواب تو میں ذاتی طور پر خود دیتا ہوں' اس سے زیادہ کیا چاہئے۔ لہٰذا اجتماع کا مقصد مدنظر رکھا جائے۔ احباب جو یہاں موجود نہیں ان تک بھی یہ بات پہنچا دی جائے۔ ذمہ دار احباب اس کیسٹ کو بھی سب احباب تک پہنچائیں۔

اور یاد رکھیں! کہ یہ ساری محنت سارا مجاہدہ فرد کی ذاتی اصلاح کے لئے ہوتا ہے اور ہماری پوری کوشش' پوری توجہ اور پوری دعا ہوتی ہے۔ پوری درخواست ہوتی ہے' رات دن اس میں لگے رہتے ہیں کہ آنے والا کوئی بھی شخص خالی نہ جائے جو جس کا نصیب ہے تھوڑا مقدر ہے یا زیادہ اپنا حصہ لے کر جائے۔

یہ صفائے باطن' اصلاح قلب' اصلاح عقائد اور اصلاح اعمال کیوں ضروری ہیں؟ لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ عبادت کر کے' ذکر کر کے' اصلاح کر کے ہمیں جنت جانا ہے۔ جنت ہمارے اعمال کے ساتھ مقید نہیں ہے۔ ایک شرط رب العالمین نے رکھی ہے اور وہ ہے ایمان لانا۔ کافر پر جنت حرام ہے لہٰذا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنتہ۔ جس نے بھی کلمہ پڑھا' ایمان لے آیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ جنت کے داخلے کے لئے صرف ایمان شرط ہے۔ زمین و آسمان کی ساری فضا کو کوئی گناہ سے بھر دے اس کا ایمان ضائع نہ ہو تو اللہ کی رحمت کو عاجز نہیں کر سکتا اور اگر حساب پر جنت ہو تو ایک واقعہ بخاری شریف میں موجود ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبرائیل امین سے پوچھا کہ تمہارا آنا جانا عالم بالا میں اور زمین پر رہا' ہر نبی کے لئے آپ زمین پر تشریف لاتے رہے کوئی ایسی باتیں جنہوں نے آپ کو بھی حیران کر دیا' عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک بڑی عجیب بات' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کروں۔

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا ہوش سنبھالتے ہی کسی نیک آدمی سے اس کا تعلق ہو گیا تو بنی اسرائیل میں چونکہ گوشہ نشین اور ترک دنیا کا دستور بھی تھا تو وہ دنیا ترک کر کے سمندر میں ایک چھوٹا سا ٹاپو سا تھا۔ کوئی پہاڑ سا تھا' سمندر میں آتش فشاں پھٹنے سے پہاڑ بن جاتے ہیں' لاوے کے' وہ ہجرت کر کے اس پہاڑ پہ چلا گیا وہاں پھلوں کے درخت اور بیلیں تھیں۔ ایک چشمہ تھا' چار سو سال وہ شخص زندہ رہا اور چار سو سال اس نے جنگلی پھل کھائے' چشمے کا پانی پیا' اور اللہ کی عبادت کی۔ کوئی بنی آدم اس سے ملا نہیں کہ کوئی دوسری بات کسی سے کرتا۔ جب موت قریب آئی تو ملک الموت نے پوچھا کہ اللہ کا حکم ہے تمہارا وقت آ گیا ہے کوئی تمہاری خواہش ہو تو اس نے عرض کیا کہ مجھے یہ مہلت دی جائے کہ میں اللہ کی عبادت شروع کروں اور جب میں سجدے میں جاؤں تو ملک الموت میری روح قبض کر لے اور قیامت قائم ہو تو میں سجدے میں اٹھوں اور سبحان ربی الاعلیٰ کہہ رہا ہوں۔ اس کی دعا قبول ہو گئی۔ اور جبرائیلؑ امین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں آسمان پہ جاتا ہوں نیچے آتا ہوں تو اب بھی کبھی کبھی میری نظر پڑتی ہے تو اس کا وجود گلا سڑا نہیں ہے' آندھی' بارش' دھوپ نے خراب نہیں کیا۔ وہ سجدے میں پڑا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں تو عجیب بات نہیں ہے۔ عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عجیب بات اس سے آگے ہے تو میں نے جب بارگاہ الوہیت میں حیرت سے یہ بات عرض کی تو ارشاد ہوا تجھے بتاؤں اس کا معاملہ کیا ہے۔ یہ قیامت کو جب

www.naqshbandiaowaisiah.com

اٹھے گا اور ارشاد ہو گا کہ اسے میری بخشش سے جنت میں لے لاؤ تو یہ سوال کرے گا کہ بار الٰہا تیری بخشش کا تو اندازہ نہیں لیکن میرے چار سو سال بھی تو کسی شمار میں ہوں گے' میں نے بھی تو چار سو سال سجدے اور رکوع میں بسر کر دیئے' ذکر میں بسر کر دیئے' تیری یاد میں بسر کر دیئے' تو ارشاد ہو گا کہ اس کی عبادت اور میری نعمتوں کی قیمت کا اندازہ کر لو! اگر کم ہوتا ہے تو جہنم میں جائے گا اور زائد ہوتا ہے یا پوری کر دیتا ہے تو اپنی عبادت سے جنت میں چلا جائے گا۔ تو جب ایک آنکھ کا اندازہ کیا گیا جو چار سو سال آنکھیں اس نے استعمال کی تھیں تو چار سو سال کی عبادت کم پڑ جائے گی اور باقی نعمتیں باقی بچ گئیں۔ اب فیصلہ ہو چکا تھا تو فرشتوں نے کہا چلو میاں جہنم والوں کے سپرد کیا جائے۔ تب اس نے عرض کی' بار الٰہا میں نے بے وقوفی کی' میں بات سمجھ ہی نہیں سکا' میری یہ غلطی معاف فرمائی جائے۔ اگر اب بھی تو رحمت کا طالب ہے' رعایت کا طالب ہے' بخشش چاہتا ہے تو بخشش سے میں تجھے اب بھی جنت میں بھیج دیتا ہوں لیکن حساب کتاب کرنا ہے تو وہ تو اپنا برابر کر لیں۔

اگر ہمیں یہ وہم ہو کہ ہماری یہ محنت ہمیں جنت میں لے جائے گی تو یہ فضول ہے۔ جنت ہر کسی کو اس کی رحمت سے ملے گی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں جانے والا اس کی رحمت کا محتاج ہے تو سوال کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی؟ فرمایا میں بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دم قدم سے تو ایک جہان میں اس کی یاد تازہ ہو گئی تو فرمایا یہ بھی تو اس کا احسان ہے نا۔ اگر میرے قدم زمین پر رکھنے سے ساری زمین مسجد اور طہور ہو گئی تو یہ بھی اس کا احسان ہے۔ یہ بھی تو اس کی بخشش ہے۔ راتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حبیبۂ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے عبادت کے لئے تو سینہ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح آوازیں آتیں جیسے ہنڈیا کھولتی ہے۔ چشم ہائے مبارک برسنے لگتیں تو ریش مبارک تر ہو جاتی پھر اشک مبارک بہہ بہہ کر سینے پر ٹپکتے۔ اور سینہ اطہر کو بھگو دیتے اور مجھے خیال ہوتا کہ آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع نہیں کریں گے۔ اتنا لمبا قیام۔ پھر رکوع فرماتے تو پھر میں سوچا کرتی کہ شاید آج کی شب رکوع میں بسر ہو جائے۔ سجود فرماتے تو خیال ہوتا کہ آج کی شب اس سجدے میں ختم ہو جائے گی تو اس طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دوگانہ پڑھنے میں رات تمام ہو جاتی' قدوم مبارک متورم ہو جاتے' سوج جاتے' تو فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پہ بخشش ملے گی۔ دنیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا انتظار کرے گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی مشقت کرتے ہیں فرمایا میں بخشش کے لئے تو نہیں کر رہا۔

افلا اکون عبداً شکوراً۔ کیا یہ بات جو تو کر رہی ہے کیا اس پر میں اس کا شکر ادا نہ کروں۔ عبادت کا مفہوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتا دیا کہ جو توفیق عبادت ہوتی ہے اس کا شکر ادا کرنا ہی عبادت کا مفہوم ہے۔ جو ذکر کرتا ہے تو جو توفیق ذکر ارزاں ہوئی ہے اس کا شکر ادا کرتا ہے' کوئی نماز پڑھتا ہے تو جو توفیق سجدہ ادا ہوئی ہے اس کا شکر ادا کرتا ہے۔ اس کے انعامات اور اس کی جنت اور اس کی بخششیں وہ اس کے کرم پر منحصر ہیں۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

کوئی جان بھی دیتا ہے تو پلے سے کیا دیتا ہے۔ اپنی جیب سے کیا دیا کچھ بھی نہیں۔ لہٰذا عبادات کا' اذکار کا مفہوم ہے کہ کوئی شکر ادا کرنے کا سلیقہ آ جائے' کسی شمار میں کسی حساب میں ہم بھی لکھے جائیں۔ شکر کیا ہے؟ سلف صالحین کے ارشادات ملتے ہیں کہ شکر یہ ہے کہ بندے کو یہ احساس ہو جائے کہ میں شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اللہ کا شکر یہ ہے کہ بندے کو یہ شعور ہو جائے کہ جتنے انعامات اس کے ہیں اتنا میں شکر ادا نہیں کر سکتا۔ شکر سے عاجز ہو جانا شکر ہے۔ اس عجز کے حصول کے لئے اپنی ذات کو تلاش کرے۔ بندہ خود کو تلاش کرے تو اسے کچھ نہیں ملتا۔ میں' آپ' ہم سب زمین پر بسنے والے انسانوں میں' باقی مخلوق کو چھوڑ

www.naqshbandiaowaisiah.com

دیں صرف بنی آدم کو لیں تو اس میں بھی ہم ایک فرد ہیں ناں تو بنی آدم کی تعداد شاید اتنی ہو کہ ہم اعشاریہ لگا کر ساری عمر زیرو (ZERO) لکھتے رہیں تو اپنی ذات کے لئے ایک لکھنے کا نمبر نہیں آئے گا جو لوگ حساب کتاب جانتے ہیں جو لوگ اکاؤنٹ سے واقف ہیں انہیں اندازہ ہو گا کہ بندہ اگر اپنے آپ کو ایک لکھنا چاہے کہ میں اولاد آدم علیہ السلام میں سے ایک ہوں' باقی مخلوق کو چھوڑ دو' ہوا میں' زمین پر' پانی میں' زیر زمین' کتنی بے شمار مخلوق ہے اس کی' مخلوق میں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا صرف انسانوں میں اگر ہم اپنے آپ کو ایک لکھنا چاہیں تو اعشاریہ لگا کر صفر لکھنے بیٹھ جاؤ ساری عمر صفر ہی لکھتے رہیں گے۔ ہم ایک لکھنے کی باری نہیں آئے گی۔

یہ جو گمشدہ ہستی ہے ہماری جو اس بھیڑ بھاڑ میں کھو گئی ہے جو ملتی ہی نہیں اسے تلاش کر لینا ہی بڑا کام ہے۔ اگر کوئی محنت کرکے ریاضت کرکے اپنے دل سے غفلت کی تاریکیاں ہٹا کر اپنے آپ ہی کو تلاش کر لے تو اس نے بڑا مقام پا لیا۔ اس لئے فرمایا من عرف نفسہ فقد عرف ربہ جس نے خود کو تلاش کر لیا اسے عظمت الٰہی کا احساس و شعور بھی ہو جائے گا۔ وہ جب خود کو تلاش کرنے نکلے گا تو اسے اندازہ ہو گا کہ میں کتنا مزور اور فانی شے ہوں اور وہ کتنا عظیم ہے۔ تو عبادت کا مفہوم اپنے آپ کو بڑا بنانا نہیں ہے' انا کا شکار ہونا نہیں ہے کہ میں صاحب کشف ہو گیا ہوں' میں صاحب کرامت ہو گیا ہوں' میرا بڑا مقام ہے۔ یہ تو غلط ہو گئی بات ہی غلط ہو گئی۔ اس لئے کہ اعتدال اچھا ہوتا ہے۔ طبیب حضرات تشریف فرما ہوں گے' حکماء کا اصول یہ ہے کہ دنیا میں کوئی چیز بھی زہر نہیں ہے۔ کوئی شے قاتل نہیں ہے۔ مقدار کی زیادتی زہر بن جاتی ہے۔ مثلاً دودھ دوا بھی ہے' غذا بھی ہے' ایک بندے کو پکڑ کر دس سیر دودھ اس کے حلق میں ٹھونس دو وہ اس سے مر جائے گا اس کے لئے زہر بن گئی۔ اس طرح سنکھیا یا سم الفار اگر زہر ہے تو اس کی ایک قلیل مقدار شفا بھی ہے لیکن بہت اقل قلیل تھوڑی سی ہوتی ہے۔ اس کی مقدار تھوڑی ہے جب وہ مقدار بڑھے گی تو زہر بن جائے گی۔ یعنی کسی بھی چیز کی زیادتی حد سے بڑھنا' اعتدال سے آگے جانا سم قاتل بن جاتا ہے۔

عبادت بھی شفا ہے کہ اپنی حد میں رہے اور انسان کو اپنے عجز کا احساس رہے۔ اگر عبادت پر ہی بڑائی آ جائے تو یہی جرم تو شیطان نے کیا تھا' عبادت کرنے میں تو اس نے کمی نہیں کی تھی۔ ؎

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے سے
ہزاروں برس گر سجدے میں سر مارا تو کیا مارا
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے میں
ہزاروں برس گر سجدے میں سر مارا تو کیا مارا

یہی جرم اس نے کیا تھا کہ میں نے اتنی عبادتیں کیں اور پھر مجھ پر اس کو فضیلت دیتا ہے۔ انا خیر منہ میں اس سے بڑا ہوں۔ اب یہ جملہ ابلیس کا نقل فرمایا! قرآن کریم نے اللہ نے کہ ابلیس نے یہ کہا تھا انا خیر منہ۔ میں اس سے بہت بہتر ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا کوئی بد نصیب نہ ہو گا جو دودھ پی کے مر جائے۔ جو غذا بھی ہے' دوا بھی ہے۔ اس سے بڑا کوئی بد نصیب نہ ہو گا جو سجدے کرکے متکبر ہو جائے کہ اللہ کی عبادت کرکے بڑائی میں گرفتار ہو جائے۔ یہ جرم تو شیطان کا ہے۔

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کی محبوب تخلیق تھی۔ سارے فرشتوں سے ان کو سجدہ کروایا جب ان کی باری آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ اگر تو معاف نہ کرے۔ انی کنت من الخطئین۔ مجھ سے زیادتی ہوئی ہے' میں خطاکار ہوں اپنے عجز کا اپنی خطا کا اقرار فرماتے ہیں کہ خطا میری طرف سے ہے' عطا تیری طرف سے ہے۔ تو عبادت کا حاصل یہ ہے' محنت اور مجاہدے کا حاصل یہ ہے کہ بندے کو اپنی ذات کا شعور ہو جائے' ادراک ہو جائے' خود کو تلاش کرے۔ اس کا اپنا آپ کہیں ذرات خاکی میں کھو گیا ہے۔ اسے تلاش کرے۔ ایک ذرہ ہے جو کھربوں ذرات میں کھو گیا ہے' اگر خود کو پا لے تو اس قابل ہو گا کہ پھر وہ دنیا میں اپنے آپ کو استعمال کرے۔ تو یہ ساری عبادات اپنی تلاش ہے' اپنا وجود اپنی

صاحب کشف ہو گیا ہوں' میں صاحب کرامت ہو گیا ہوں' میرا بڑا مقام ہے۔ یہ تو غلط ہو گئی بات ہی غلط ہو گئی۔ اس لئے کہ اعتدال اچھا ہوتا ہے۔ طبیب حضرات تشریف فرما ہوں گے' حکماء کا اصول یہ ہے کہ دنیا میں کوئی چیز بھی زہر نہیں ہے۔ کوئی شے قاتل نہیں ہے۔ مقدار کی زیادتی زہر بن جاتی ہے۔ مثلاً دودھ دوا بھی ہے' غذا بھی ہے' ایک بندے کو پکڑ کر دس سیر دودھ اس کے حلق میں ٹھونس دو وہ اس سے مر جائے گا اس کے لئے زہر بن گئی۔ اس طرح سینکھیا یا سم الفار اگر زہر ہے تو اس کی ایک قلیل مقدار شفا بھی ہے لیکن بہت اقل قلیل تھوڑی سی ہوتی ہے۔ اس کی مقدار تھوڑی ہے جب وہ مقدار بڑھے گی تو زہر بن جائے گی۔ یعنی کسی بھی چیز کی زیادتی حد سے بڑھنا' اعتدال سے آگے جانا سم قاتل بن جاتا ہے۔

عبادت بھی شفا ہے کہ اپنی حد میں رہے اور انسان کو اپنے عجز کا احساس رہے۔ اگر عبادت پر ہی بڑائی آ جائے تو یہی جرم تو شیطان نے کیا تھا' عبادت کرنے میں تو اس نے کمی نہیں کی تھی۔۔

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے سے
ہزاروں برس گر سجدے میں سر مارا تو کیا مارا
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے میں
ہزاروں برس گر سجدے میں سر مارا تو کیا مارا

یہی جرم اس نے کیا تھا کہ میں نے اتنی عبادتیں کیں اور پھر مجھ پر اس کو فضیلت دیتا ہے۔ انا خیر منہ۔ میں اس سے بڑا ہوں۔ اب یہ جملہ ابلیس کا نقل فرمایا! قرآن کریم نے اللہ نے کہ ابلیس نے یہ کہا تھا انا خیر منہ۔ میں اس سے بہت بہتر ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا کوئی بد نصیب نہ ہو گا جو دودھ پی کے مر جائے۔ جو غذا بھی ہے' دوا بھی ہے۔ اس سے بڑا کوئی بد نصیب نہ ہو گا جو سجدے کرکے متکبر ہو جائے کہ اللہ کی عبادت کرکے بڑائی میں گرفتار ہو جائے۔ یہ جرم تو شیطان کا ہے۔

آدم علیہ الصلوۃ والسلام اللہ کی محبوب تخلیق تھی۔ سارے فرشتوں سے ان کو سجدہ کروایا جب ان کی باری آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ اگر تو معاف نہ کرے۔ انی کنت من الخطئین۔ مجھ سے زیادتی ہوئی ہے' میں خطاکار ہوں اپنے عجز کا اپنی خطا کا اقرار فرماتے ہیں کہ خطا میری طرف سے ہے' عطا تیری طرف سے ہے۔ تو عبادت کا حاصل یہ ہے' محنت اور مجاہدے کا حاصل یہ ہے کہ بندے کو اپنی ذات کا شعور ہو جائے' ادراک ہو جائے' خود کو تلاش کرے۔ اس کا اپنا آپ کہیں ذرات خاکی میں کھو گیا ہے۔ اسے تلاش کرے۔ ایک ذرہ ہے جو کھربوں ذرات میں کھو گیا ہے' اگر خود کو پالے تو اس قابل ہو گا کہ پھر وہ دنیا میں اپنے آپ کو استعمال کرے۔ تو یہ ساری عبادات اپنی تلاش ہے' اپنا وجود اپنی

ذات مل جائے تو پھر اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور اس کی ذات اللہ کی مخلوق کے فائدے کا سبب بن جائے۔

کنتم خیر امتہ اخرجت للناس۔ تم بہترین امت ہو تمہیں پیدا ہی اولاد آدم علیہ السلام کی بہتری سوچنے کے لئے کیا ہے۔ تامرون بالمعروف تم قوت حاصل کرکے بھلائی کا' حکم دیتے ہو' بھلائی کی اپیل نہیں کرتے۔ قرآن نے اپیل کرنے کی درخواست کرنے کا حکم نہیں دیا۔ تاءمرون حکم دیتے ہو بھلائی کا' اپنی قوت پیدا کرتے ہو' اپنے آپ کو تلاش کر لیتے ہو' پا لیتے ہو تو جو لوگ گمشدہ ہیں ان کی تمہارے مقابلے میں حیثیت کیا ہے۔ فرمایا بیس اگر مسلمان ہوں گے دو سو کافروں پر غالب رہیں گے۔ اس لئے کہ وہ خود کو گم کردہ ہیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو تلاش کر لیا ہے۔ ایک وجود ہے ایک عدم ہے دونوں کا ٹکراؤ ہوتا ہے تو اصل حقیقی زندگی یہ ہے کہ اللہ کی زمین پر پھر عظمت الہی کو قائم کرے وہ حکم دیتا ہے وہ قادر ہے وہ اپنی مرضی سے سورج چڑھاتا ہے۔ اپنی مرضی سے غروب کرتا ہے۔ اپنی مرضی سے ہوا چلاتا ہے۔ روک دیتا ہے' اپنی مرضی سے بارش کا قطرہ برساتا ہے۔ اپنی مرضی سے روک دیتا ہے' اپنی مرضی سے مخلوق کو پیدا کرتا ہی۔ اپنی مرضی سے موت دے دیتا ہے۔ ایک ایک تنکا وہ اپنی مرضی سے پیدا کرتا ہے۔ مرضی سے اسے خشک کر دیتا ہے تو کیا لوگوں کو اپنی بارگاہ

میں مجبوراً جھکانے پہ قادر نہیں تھا؟ جو پیدا ہونے پہ مجبور ہیں' جو زندہ رہنے پہ مجبور ہیں' جو مرنے پہ مجبور ہیں' جو صحت و بیماری میں مجبور ہیں' جو شکل و شباہت میں مجبور ہیں کیا وہ اطاعت پر مجبور نہیں ہو سکتے تھے؟ فرمایا! نہیں اطاعت پہ میں مجبور نہیں کروں گا یہ ان لوگوں کی ذمہ داری ہے جنہوں نے خود کو تلاش کیا' جنہوں نے میری عظمت کا کھوج لگایا۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ زمین پر میری عظمت کو قائم کر کے دکھادیں۔

وقاتلوھم حتی لاتکون فتنتہ ویکون الدین کلہ للہ۔ ایک قوت پیدا کرو اور پھر قتال کرو' برائی سے' کفر سے۔ وقاتلوھم۔ پھاڑ کر رکھ دو کس لئے حتی لاتکون فتنتہ۔ کہ دنیا میں کوئی فساد باقی نہ رہے کوئی کسی پر ظلم نہ کر سکے۔ مومن ہو یا کافر مظلوم نہیں ہونا چاہئے۔ کوئی انسان اس پر اپنا تسلط قائم نہ کر سکے' اس کی جان مال آبرو کو گزند نہ پہنچا سکے۔ لاتکون فتنہ دنیا میں ظلم ختم ہو جائے ویکون الدین کلہ للہ روئے زمین پر اللہ کا نظام عدل نافذ ہو جائے۔

دین اور مذہب دو لفظ ہیں۔ ہر قوم کا عقیدہ اور اس کی روش مذہب کہلاتی ہے۔ مذہب' "ذھب" یذھب' سے ہے یعنی چلنے کا راستہ۔ مذاہب باطلہ کو بھی مذہب کہا جاتا ہے لیکن دین وہ ہے جس میں عظمت الٰہی ہویدا ہو اور دنیا کے امور بھی اس کے تابع ہو جائیں۔ عقیدہ بھی درست ہو اور اعمال بھی اس کے تابع ہو جائیں' وہ دین ہے۔ جب دین کی بات آتی ہے تو کافر کے مذہب کو دین نہیں کہا جاتا بلکہ قرآن فیصلہ کر دیتا ہے۔ ان الدین۔ الدین جو ہے وہ صرف اسلام ہے۔ باطل دین نہیں ہیں اور یہ غلط لکھا جاتا ہے ادیان باطلہ۔ جو کوئی لکھتا ہے غلط لکھتا ہے۔ قرآن نے طے کر دیا ہے یکون الدین کلہ للہ۔ کلمہ پڑھنے نہ پڑھنے کی تو اللہ نے آزادی دی' کوئی مسلمان ہوتا ہے یا نہیں لیکن حقوق و فرائض میں ان احکام کی پابندی کرے گا جو اللہ نے عطا فرمائے ہیں کافر بھی ہے تو اپنی حدود کے اندر رہے گا۔ مومن ہے تو اپنی حدود کے اندر رہے گا۔ انسانی حقوق سب کو حاصل ہوں گے۔ جان مال آبرو کا تحفظ سب کو حاصل ہو گا۔ سب کی آزادی کی حد ہو گی' کسی کی آزادی دوسرے کی آزادی میں مداخلت کرنے کی مجاز نہ ہو گی۔ حاکم ہے یا محکوم ایک حد کے اندر رہے گا اور کیا عجیب بات ہے حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر تقریر میں فارسی کا یہ شعر دہرایا کرتے تھے کہ۔

تازہ خواہی داشتن گیر داغ ہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

جب اکابرین کی بات آتی تو شعر دہرایا کرتے تھے کہ کبھی کبھی اس پرانے قصے کو تازہ کرتے رہو کہ تمہارا داغ دل تو زندہ رہے اور عربی کی ایک رباعی دہرایا کرتے تھے۔

کنا کزوج حمامتہ فی
ایکتہ متھتعین بصحتہ و شباب'
دخل الزمان و فرق بیننا ان
الزمان مفرق الاحباب

کہ ہم کبوتروں کے جوڑے کی طرح ٹوٹ کر محبت کرتے تھے اور اپنے آشیانے میں بڑے مزے سے رہتے تھے زمانہ درمیان میں آیا اور اس نے ہمیں الگ کر دیا۔ بیشک زمانہ دوستوں کو دوستوں سے جدا کر دیتا ہے۔ مفہوم یہ ہوتا تھا کہ ہر مسلمان اپنی زندگی گزارتا تھا۔ دامان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ اٹھنا' بیٹھنا' سونا' جاگنا' مرنا' جینا' لڑنا' صلح کرنا' کاروبار تجارت کوئی لمحہ ایسا نہ تھا کہ اس کے سر سے دامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن سرک جائے۔ ہر کام سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کے کرتا تھا' ہر آن اپنے محبوب کو یاد کرتا تھا اور عشق و محبت سے چور زندگی بسر کیا کرتا تھا۔ زمانے کی مسافتیں اور صدیوں کے طویل سفر درمیان میں آ گئے جنہوں نے ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ کر دیا۔ بیشک زمانہ دوستوں کو دوستوں سے جدا کر دیتا ہے۔ جب اسلام اخلاق و اقدار سکھا رہا تھا' جب اسلام معاشی نظام عطا کر رہا تھا' جب اسلام نظام عدل عطا کر رہا تھا اور جب ایک عام بڑھیا ایک فاتح عالم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ' جیسی ہستی کو دامن سے پکڑ کر گلی میں روک لیتی تھی تب یورپ میں' امریکہ میں' جاپان میں' چائنا میں' افریقہ میں کیا ہوتا تھا۔ تھا کہیں کوئی انسانی حقوق کا شعور؟ اور یہ مغرب والے

تو اپنے آپ کو، خود اس زمانے کو THE DARK AGES تاریک زمانے، اندھیروں میں گھرے ہوئے زمانے لکھتے ہیں یورپ کے لوگوں کو گھر بنانا نہیں آتے تھے، غاریں بنا کر رہتے تھے، تاریخ میں ان کا نام THE CAVE MEN ہے۔ THE WILDWEST مغرب سارا ہی جنگل تھا۔ انداز انسانی تو اسلام نے سکھائے۔ آج ان حقوق کی جھلک ہمیں یورپ کے بت کدوں میں ملتی ہے۔

برطانیہ میں مارگریٹ تھیچر مسلسل تین دفعہ وزیر اعظم بنیں۔ اب اس سے زیادہ طاقتور وزیر اعظم کیا ہو گا اور یہ حقیقت ہے کہ گاؤں کی سطح پر جو ان کی لوکل کونسل ہوتی ہے اس نے پورا زور لگایا اپنے ایک آدمی کو لوکل کونسل کا ممبر بنوا لے، نہیں بنوا سکی۔ جو مقامی طور پر منتخب کرنے والے لوگ تھے انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس اس سے بہتر آدمی موجود ہیں۔ یہ بات یورپ میں نہیں تھی یہ بات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ لین دین میں یا کاروبار میں اگر دیانت آگئی ہے تو یہ بات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ برطانیہ فلاحی ریاست بنا تو سارا خاکہ قرآن سے لے کر بنا۔ اور اب اور تماشا دیکھو۔

میں لاہور میں تھا تو مجھے بتایا گیا کہ ایک لڑکا کپتان تھا وہ شہید ہو گیا۔ اس کے باپ کو دل کے دورے پڑ رہے ہیں اور اسی رات میں نے ٹیلی ویژن پر دیکھا۔ ایک ہندو کپتان مردار ہوا، واصل جہنم ہوا، چار دن سارا شہر اس کی زیارتیں کرتا رہا کہ یہ شہید ہو گیا تو جی مسلمان ہلاک ہو گیا اور ہندو اب شہید ہونے لگا۔ اور ایک بوڑھا سا، گنجا سا، ہندو ٹوٹے ہوئے دانتوں والا اس کا باپ اس کی میت پر کھڑا ہو کے للکار رہا تھا کہ بے شک میرے دوسرے بیٹے بھی لے جاؤ اور پاکستانیوں کو سبق سکھا دو۔ او یار! ساری بات ہی الٹ ہو گئی۔ جب ہم سکول پڑھتے تھے تو ہمارے ہندو استاد بھی ہوتے تھے۔ مسلمان بھی تو جب ہوم ورک ملتا تھا تو ہم مسلمان استادوں کا کام احتیاط سے کرتے تھے کہ مار پڑے گی۔ ہندو کا دیکھی جائے گی، ہندو کیا کر لے گا، پوچھے گا سنا دیں گے، آئے گا سنا دیں گے، نہ آیا تو کہہ دیں گے، جی کل کر کے لے آؤں گا۔ ہندو استاد سے ہم طالب علم نہیں ڈرتے تھے۔ مسلمان اساتذہ کا ڈر ہوتا تھا۔ ہمارے حساب کے استاد ہوتے تھے چوہدری مہدی حسین، اردو ادب کے استاد ہوتے تھے، ملک خدا بخش، اللہ سب کو غریق رحمت کرے، ابھی تک یاد ہیں۔ انگریزی کا استاد ہوتا تھا ماسٹر سائیں داس۔ سکول کے بچے ہندو استاد سے نہیں ڈرتے تھے۔ آج کا وزیر اعظم ہندوؤں سے لڑنے سے کانپتا ہے۔ ہندو جرنیل پیش ہوتے ہیں کہ ہمیں اجازت دی جائے لڑائی کی اور مسلمان کہتا ہے شکر کرو ہم نے تمہیں بچا لیا ورنہ مارے جاتے۔ لو جی! کر لو گل۔

یہ جو صورتحال ہے، یہ جو بالکل الٹ گئی ہے کہ جو اعزاز ایمان کا تھا اس کا دعویٰ کافر کر رہے ہیں اور جو حرکات کافروں کی تھیں وہ آج کا نام نہاد مسلمان کر رہا ہے۔ اب اسے کون بدلے گا۔ جو انہی کی طرح غرق دریا ہے وہ بدلے گا؟ جو انہی کی طرح لوٹ میں شامل ہے وہ بدلے گا؟ سرداری نظام کو سردار فاروق لغاری ختم کریں گے؟ لوٹ مار کو بے نظیر زرداری ختم کرے گی؟ پھر کس کے ذمے ہے، کون کرے گا؟ او، یہی تو تمہاری ذمہ داری ہے۔ یہ عبادت تمہاری جنت جانے کی ضامن نہیں ہے۔ یہ عبادت تمہیں احقاق حق کے لئے میدان میں کھڑا کرنے کی ضمانت ہے۔ جنت تو وہ مفت بھی بھیج دے گا۔ اس نے کہہ دیا جس نے میرا، میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ لیا دخل الجنتہ۔ وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ اب ہمیں خود حیا کرنا چاہئے کہ ہم جنتیوں جیسے کام کریں فرمایا جس نے کلمہ پڑھا اگر سو سال کا کفر اور شرک بھی پیچھے تھا تو وہ بھی ختم کر کے میں نے اسے جنت میں داخل کر دیا۔ اب یہ حیاء اس کو آنی چاہئے کہ جنت میں رہتا ہے تو جنت جیسے کام کرے، جنت کا فیصلہ تو ہو گیا۔ جنت سے تو اگر ہم خود نہ بھاگیں تو وہ کریم تو ہمیں جنت میں بسا چکا۔ جب ہم نے کہا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ فرمایا دخل الجنتہ اور کیا چاہتے ہیں جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہہ دیا کہ وہ جنت میں داخل ہو گیا پھر کیسی شہادت کی ضرورت ہے۔ اب اسے اپنا جنتی ہونا ثابت کرنا ہے۔ عظمت الٰہی منوا کر، حق کو حق منوا

www.naqshbandiaowaisiah.com

کر' باطل کو باطل ثابت کرکے اور باطل کو شکست دے کر۔

قصور عوام کا نہیں ہے' قصور ہمارا ہے۔ ہم جو رہنما بنے بیٹھے ہیں' ہم نقلی ہیں۔ ہم باتیں کرتے ہیں جو اپنی نہیں ہوتیں۔ ہم بزرگوں کی باتیں نقل کرتے ہیں اور شاید خود بھی ان پہ اعتبار نہیں کرتے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو مسلمان اس ذلت کو نہ پہنچتے۔ ہماری ذلت کا سبب یہ ہے کہ ہم جو رہنمائی کا دعویٰ لئے بیٹھے ہیں' ہم باتیں تو کرتے ہیں لیکن وہ ہمارا مقصود نہیں ہوتا اور منبر سے اترتے ہیں تو ہم دوسرے انسان ہوتے ہیں۔ لیکن عوام بھی اتنی نامراد اور نااہل ہو گئی ہے کہ انہیں بھی یہ پوچھنے کی جراءت نہیں کہ حضور آپ فرما تو یہ رہے تھے اور کر یہ رہے ہیں۔ اگر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن پکڑا جا سکتا ہے' حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مطالبہ کیا جا سکتا ہے' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاسبہ ہو سکتا ہے تو ما دوشما کی کیا حیثیت ہے۔ محاسبہ کرو دینی قیادت کا' مذہبی قیادت کا۔ اس بات کا نہیں کہ مجھے تعویز کیوں نہیں ملا' اس بات کا نہیں کہ میرے ساتھ گپ کیوں نہیں' اس بات کا کرو کہ کہتے کیا ہو اور کر کیا رہے ہو۔ اس بات کا محاسبہ کرو۔ ہر ساتھی کو حق ہے کہ جہاں مجھے دیکھے کوئی سمجھوتہ کر رہا ہوں تو میری گردن میں رسہ ڈالے کہ ہمیں جہاد کی تعلیم دیتے ہو خود سمجھوتے کرتے ہو تب جا کر بات بنے گی۔ جب یہ جراءت ہم میں آئے گی کہ حق کو حق اور باطل کو باطل کہنے کی جراءت ہو تب بات بنے گی۔ ہم کیا چاہتے ہیں؟ بڑی سادگی سے میں آپ کو بتا دوں یاد کر لیجئے ہمارا مطالبہ سادہ سا ہے۔

کہ چودہ کروڑ مسلمانوں کا یہ ملک ہے' سود حرام ہے اور اس کے حلال ہونے کا کوئی کہیں سے رائی برابر امکان نہیں۔ نہ صرف حرام ہے بلکہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت ہے اور اعلان جنگ ہے۔ ہم حکمرانوں سے بھی درخواست کرتے ہیں اور ارباب حل و عقد سے بھی کہتے ہیں کہ سود کی لعنت کو ختم کیا جائے' معاشی وسائل کو مستحقین تک پہنچایا جائے اور ملک کے معاشی وسائل میں ملک کا رہنے والا ہر فرد حصہ دار ہے' وہ مسلمان ہے یا کافر بحیثیت انسان جو اس کا حق بنتا ہے وہ اس تک پہنچایا جائے۔ بے روزگاروں کو ان کی استعداد کے مطابق روزگار مہیا کیا جائے اور جو روزگار کے اہل نہیں وہ حکومت کی ذمہ داری ہیں۔ انہیں سڑکوں پر گدا کرتے ہوئے نظر نہیں آنا چاہیے۔ حکمران اپنی عیاشیاں کم کریں اور ملک کے جو ٹیکس اور لوگوں کی جو دولت ہے اس میں ان لوگوں کا حصہ ہے جو کام کرنے کے اہل نہیں ہیں' انہیں وظیفہ دیا جائے اور ان کے اخراجات کی ذمہ داری قبول کی جائے۔ تعلیم ہر شہری کا حق ہے' بڑوں کے لئے بڑے سکول اور عام آدمی کے لئے بے کار سے سکول یہ جائز نہیں ہے' یہ حرام ہے' یہ ظلم ہے۔ ایک طرح کا نظام تعلیم ہو کوئی ایچی سن نہیں ہو گا اور کوئی پرائمری سکول کسی درخت کے نیچے نہیں ہو گا سب کو ایک درجہ دیا جائے شاہ و گدا سب کے بچے ایک درجے میں بیٹھ کر پڑھیں۔ اوپر والوں کو نیچے کھینچا جائے' نیچے والوں کو اوپر لایا جائے۔ تعلیم لازمی قرار دی جائے اور ہر بچے کو کم از کم میٹرک تک پڑھانا حکومت کی ذمہ داری ہو۔ کتابیں حکومت دے فیس حکومت دے آنے جانے کا اہتمام سرکار کرے' اساتذہ کو تنخواہیں حکومت دے۔ سکول کی عمارتیں حکومت بنوائے یہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ حکومت کو ٹیکس حکمرانوں کی عیاشی کے لئے نہیں دیئے جاتے۔ عام آدمی کی بہتری کیلئے دیئے جاتے ہیں۔ تعلیمی نصاب میں دین کو مقدم رکھا جائے نظریہ اور عقیدہ کو تعلیم کی بنیاد بنایا جائے۔ ہمیں صرف ڈاکٹر' انجینئر اور سائنس دان نہیں چاہئیں۔ ہمیں مسلمان ڈاکٹر چاہئیں' مسلمان سائنس دان چاہئیں' مسلمان عالم و فاضل چاہئیں۔ عدلیہ کا کافرانہ نظام ختم کر کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا نظام عدل نافذ کیا جائے۔ اور یہ سب کچھ آئین و دستور پاکستان کے مطابق ہے۔ 1973ء دستور پاکستان میں ایک جملہ جو ہے وہ جب 1942ء میں لاہور میں قرار داد لاہور پاس ہوئی تھی تو اس کا حصہ تھا کہ قرآن و سنت ہی اعلیٰ ترین قانون ہو گا پاکستان کا۔

TEH QURAN 'O SUNNAH WILL BE LAW OF THE COUNTRY

یہ جملہ اس قرار داد مقاصد کا حصہ ہے۔ قرار داد مقاصد سے آکر آج یہ جملہ آئین کا حصہ ہے۔ باقی آئین پیداوار ہے۔ 1973ء کی یہ جملہ پیداوار ہے 1942ء کی۔ باقی آئین و دستور میں حکومت کی اطاعت کا حکم ہے اور اس میں اطاعت کا حکم ہے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اگر آئین کا کوئی حصہ بھی اس جملے سے ٹکراتا ہو تو یہ جملہ نہیں بدلے گا۔ وہاں سے آئین تبدیل کیا جائے گا۔ سادہ سی بات' یہ جملہ ان احکام کا خلاصہ ہے جو منزل من اللہ ہیں اور آئین میری اور آپ کی رائے سے بنا ہوا ہے۔ اس کی کیا حیثیت ہے آئین آسمانوں سے نہیں اترا۔ ہم نے بنایا ہے آئین۔ ہم جیسے لوگوں نے بنایا ہم سے بھی بدتر لوگوں نے بنایا ہے۔ سارے پارسا نہیں تھے اس میں علماء بھی تھے' نیک بھی تھے۔ شرابی اور فاسق و فاجر بھی تھے' بنانے والوں میں لیکن یہ جملہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ ہے۔ لہٰذا اس جملے کی روشنی میں اگر آئین میں بھی تبدیلی کرنی پڑے تو وہ شقیں جو ٹکرائیں گی وہ تبدیل کر دی جائیں اور نظام عدل کو اسلام کے مطابق ڈالا جائے۔ جس کی ادنیٰ سی مثال بتا دوں۔

کہ پولیس کا محکمہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنایا پولیس کا کیا کام تھا کہ جس پر جرم کا شبہ ہو جسے ملزم ٹھہرایا جائے اسے گرفتار کر کے لانا پولیس کی ذمہ داری ہے اور بس۔ مطلوبہ افراد کو زیر حراست لینا یہ ذمہ داری ہے پولیس کی۔ تحقیق و تفتیش پولیس کا کام نہیں ہے یہ عدالت کا کام ہے' مجسٹریٹ کا کام ہے جہاں جرم ہوتا ہے مجسٹریٹ وہاں حاضر ہو۔ حکومت کا کام ہے انصاف فراہم کرنا کسی پر ظلم ہوا ہے تو اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ رپٹ دینے تھانے جائے یہ تھانے کا اور عدالت کا کام ہے وہاں آئے موقع پر متعلقہ افراد جمع کرے۔ مجسٹریٹ اس کی نقل بنائے اس کے بیانات لے اور آٹھ سات چار دن کے اندر سیشن جج کو پیش کر دے۔ ایک ہفتہ وہ لے اور فیصلہ کر دے۔ پندرہ دن ہائی کورٹ کو دے دیں۔ اپیل کا فیصلہ ہو جائے مہینے کے اندر اندر ملزم یا بری ہو جائے' یا مجرم قرار پا کر سزا پائے۔ باقی ساری بدمعاشیاں ہیں درمیان میں۔ ہماری ساری محنت اس کے لئے ہے کہ بدمعاشیاں درمیان والی ختم کر دی جائیں۔ یہ کیسا عدل ہے کہ ایک بندے کو گرفتار کرا دیا جاتا ہے ملک سے غداری کے جرم میں اور ایک ہفتہ بعد حکومت امریکہ کے پریشر سے کہتی ہے جی نہیں! یہ مقدمہ واپس لیتے ہیں۔ غداری ملک سے کر رہا ہے تم کیسے واپس لیتے ہو؟ ایک آدمی پر قتل کا جرم لگا کر اسے بند کر دیا پھر کہتے ہیں جی حکومت نے مقدمات واپس لے لئے۔ دہشت گردی کے جرائم میں ہزاروں آدمیوں کو بند کر دیتے ہو ان پر اکٹھ اکٹھ آدمیوں کے خون کا دعویٰ ہے اور وزیر اعظم کہتا ہے ہم نے واپس لے لئے' تم کون ہوتے ہو واپس لینے والے؟ تمہارا باپ مارا گیا تھا' تمہارا بھائی مارا گیا تھا' تمہارا بیٹا مارا گیا تھا' جس کے تم وارث ہو؟ جن کے گھر اجڑ گئے' جن کی مائیں بیٹیاں رل گئیں' جن کے بوڑھے باپ ذلیل ہو رہے ہیں' وہ واپس لیں تو انہیں اللہ نے حق دیا ہے' تم کون ہوتے ہو؟ یہ بدمعاشی ختم کی جائے اور نظام عدل کو اسلامائز کیا جائے۔

سیاسی نظام میں جو لوپ ہولز (LOOP HOLES) چور دروازے رکھ لئے گئے ہیں یہ ختم کئے جائیں اور سیاسی نظام کو اس انداز پہ ڈھالا جائے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا تھا۔ جس طرح انتخابات خلفائے راشدین کے ہوئے تھے اسی طرح سربراہ قوم کا انتخاب کیا جائے۔ انتخاب سب سے پہلے اسلام نے جاری کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نہیں دیا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنا دو۔ اگر حکم دیتے تو کسی کے مشورے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ اکابرین امت نے منتخب کیا اور امت پر پیش کیا۔ عامتہ الناس نے بیعت کی یہ سارے انداز مغرب نے اسلام سے چرائے ہیں۔ اسے اسلامی کیا جائے۔ اگر موجودہ حکومت یہ کام کر دے تو ہم اس کے بلا تنخواہ سپاہی ہیں۔ ہم یہ کام کرنے میں اس کے خادم ہیں اس کے ساتھ تعاون کریں گے۔ اور اگر حکمرانوں کو یہ غلط فہمی ہے جس طرح سومرو صاحب کی بیوی نے شریعت بل جب آیا' سومرو صاحب کی بیوی

نے شکایت کی اسے کہ تم سپیکر ہو اسمبلی کے اور یہ شریعت شریعت ہو رہی ہے تو میں نے تو پکا نائی ملازم رکھا ہوا ہے جو روزانہ میرے بال ٹھیک کرتا ہے۔ میرے بال صاف کرتا ہے' کاٹتا ہے' تراشتا ہے' کنگھی پھیرتا ہے۔ تب میں باہر نکلنے کے قابل ہوتی ہوں تو میں حجام ملازم نہیں رکھ سکوں گی۔ ہماری تو زندگی تباہ ہو جائے گی تو سومرو صاحب نے کہا کہ یہ بل آتے رہیں گے لوگ شریعت کی باتیں کرتے رہیں گے لیکن تیرا نائی تیرے پاس ہی رہے گا فکر نہ کر۔ یہ بات آپ کے سارے اخباروں نے رپورٹ کی۔ یہ نائی مائیوں کے پاس نہیں رہیں گے انشاء اللہ۔ نائی اپنی دکانوں میں ہی رہیں گے یہ مائیوں کے اللے تللے اب نائیوں سے نہیں ہوں گے جنھوں نے شادیاں کی ہیں وہ خود ہی مائیاں سنبھالیں گے۔ نہیں سنبھال سکتے تو انہیں فارغ کر دو' نائیوں کے حوالے نہ کرو' نکاح ثانی کر لیں گی' کسی اور گھر چلی جائیں گی انہیں نائیوں کے سپرد نہ کرو اس بات پہ ہم مزاحمت کریں گے۔

یہ چار سادہ سی باتیں ہیں اگر حکومت یہ کر دے بہت بہتر اگر حکومت نہیں کرے گی تو ہماری طرف سے کسی غلط فہمی کا شکار نہ رہے جو احباب نقشبندیہ اویسیہ کے ہیں جو احباب الاخوان کے ہیں یا ان سب کو تمہیں دفن کرنا پڑے گا یا ہم تمہیں گھسیٹ کر قبروں میں پھینک دیں گے۔ سادہ سی بات ہے کوئی سمجھوتے کی بات نہیں ہے۔ کسی سے ہمیں کچھ نہیں چاہئے ہم کسی سے اقتدار نہیں مانگتے۔ ہمیں کسی دولت کی ضرورت نہیں ہے' ہمارے لئے کوئی فنڈز مختص نہ کئے جائیں ہمیں کوئی پیسہ نہ دیا جائے لیکن وہ حق ہم ضرور مانگیں گے جو ایک شہری کا حق ہے۔ ملک میں بسنے والے ایک ایک بندے کو اس کا حق دلوائیں گے اور اگر حکومت میں دانش ہو تو وہ باتوں سے بات کو سمجھ لے۔ باتوں سے جو نہیں سمجھے گا اسے لاتوں سے سمجھایا جائے گا۔ ہم کوئی بدامنی نہیں کرتے آج تک الاخوان کا الحمد اللہ ریکارڈ ہے اس نے ریکارڈ ریلیاں کیں کسی شہر میں امن خراب نہیں کیا کسی دکان کا شیشہ نہیں توڑا' کسی راہ رو کو پریشان نہیں کیا' کسی خاتون بچے بوڑھے کو کسی بزرگ کو کوئی تکلیف نہیں دی۔ ہم عام آدمیوں کی تکلیف کے لئے نہیں عام آدمی سے تکلیف دور کرنے کے لئے محنت کر رہے ہیں اور اگر ہمیں تکالیف ہی میں رکھا گیا تو پھر یہ تکلیفیں ہم ساری اٹھا کر حکمرانوں کے گلے میں مڑھ دیں گے۔

جتنی جائیدادیں انگریزوں نے دیں وہ سب غداری کے صلے میں دی تھیں اور وہ سارا قوم کا سرمایہ ساری جائیدادیں ایک حکم سے منسوخ کی جائیں۔ وہ تمام زمینداریاں قومی خزانے کا حق ہے اور بے روزگاروں میں تقسیم کی جائیں۔ غرباء' مفلس اور محنتی لوگوں کو دی جائیں جن پر لوگ کتے پالتے ہیں اور عیاشیاں کرتے ہیں اور کنجر نچاتے ہیں۔ ان کا اس پر کوئی حق نہیں اور حد یہ ہے کہ ہندوستان میں سردار پٹیل نے تقسیم ملک کے چند سال بعد ہی یہ حکم نافذ کر دیا تھا کہ ساری ریاستیں حکومت کو واپس کی جائیں۔ ساڑھے تین سو کے قریب ریاستیں تھیں ہندوستان کی یہاں جو جاگیرداریاں ہیں یہ صرف انگریز کی عطا ہے۔ ان کی ریاستیں موروثی تھیں۔ ریاستوں کے راجوں نے یہ فریاد کی کہ ہمارے باپ دادا کی ریاستیں ہیں تو سردار پٹیل نے کہا تھا کافر نے کہ باپ دادا کی ریاستیں تم انگریز تاج کے سامنے' تاج برطانیہ کے سامنے سرنڈر کر چکے ہو یہ اس نے دوبارہ تمہاری ریاستیں بحال رکھیں اپنی غلامی کے صلے میں لہٰذا اب انگریز چلا گیا اس کا انعام ختم' یہ ریاستیں ملک کی جائیداد ہیں' جاگیر ہیں' اگر وہ یہ نہ کرتے تو ہندوستان کی اسمبلی میں بھی آج راجے مہاراجے ہی ہوتے۔ باہر کون ووٹ دیتا۔ وہاں ہو گیا یہاں اس چیز سے بچنے کے لئے محمد علی جناح کو قتل کیا گیا۔ یہی حکم محمد علی جناح بھی کرنے والے تھے اس لئے انہیں قتل کیا گیا۔ اور آج تک یہ حکم جاری نہ ہو سکا۔ ہم موجودہ حکمرانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ تم تو زمیندار نہیں ہو' کارخانہ دار ہو' زمینداروں سے زمینداریاں تم لے لو' کارخانوں کا حساب انشاء اللہ ہم لے لیں گے۔ سارا کام تو ہم پہ نہیں چھوڑو' کچھ تو کرو' نہیں کرو گے تو انشاء اللہ زمینداریوں کا حساب بھی ہو گا اور آپ کے کارخانوں کی پائی پائی کا حساب بھی ہو گا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

جس بندے کا خون جہاں لگا ہے وہ ذرہ اس بندے تک پہنچایا جائے گا اور انشاء اللہ محمد علی جناح سے لے کر آج تک کے نامعلوم قاتلوں کو ہم برآمد کریں گے اور اگر قاتل مرگئے تو ان کی قبروں پر بھی کتبے لگائیں گے کہ یہ فلاں شخص کا قاتل تھا۔ ہماری بات بڑی واضح ہے ایجنسیوں کے لوگ خوامخواہ چھپ کر آتے ہیں' تکلیف پاتے ہیں' آرام سے آئیں۔ دفتر میں بیٹھ کر ساری بات سنیں اور سن کر جائیں۔

جتنا سرمایہ سرمایہ داروں نے ملک سے باہر کافر بنکوں میں رکھا ہوا ہے وہ خون اس ملک کا ہے دوڑ کافروں کی رگوں میں رہا ہے۔ وہ سرمایہ پاکستان میں واپس لایا جائے ورنہ اگر اللہ نے ہمارے ہاتھ میں دے دیا تو ہم ہر اس بندے کے لئے الگ پنجرہ بنائیں گے جس کا اکاؤنٹ باہر کے ملک میں ہے اور تمہیں پنجروں میں بند کرکے چوکوں میں رکھ دیا جائے گا۔ کھانا تمہیں لوگوں سے مانگ کر کھانا ہو گا جب تک اکاؤنٹ واپس نہیں لاتے وہیں آرام کرو گے۔ یہ بڑی سادہ سادہ باتیں ہیں اور ہم جو کہہ رہے ہیں یہ ہمارا مقصد ہے۔ ہم ایسا کریں گے انشاء اللہ اور ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ پوری ذمہ داری سے منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھ کر کہہ رہے ہیں کسی کو پسند آئے یا نہ آئے۔ اس ملک پر حق کی حکومت قائم ہوگی یا ہم حق کے لئے جان سے گزر جائیں گے۔ یہی ہمارا سلوک ہے۔ یہی ہمارا تصوف ہے' اصلاح باطن' اصلاح ظاہر اور احقاق حق۔ اس پر ہماری جان لگے گی' مال لگے گا' آبرو لگے گی' گھر لٹ جائیں' ملک جل جائے' تباہ ہو جائیں لیکن غلبہ حق کے لئے ہر قیمت چکائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

آج کی محفل ختم کرتے ہیں اور میں یہ چاہوں گا کہ میری گذارشات ہر ساتھی تک پہنچائی جائیں۔ اگر کوئی بندہ ایجنسی کا ہے تو حکمرانوں کو بغیر لگی لپٹی یہ بتائے بلکہ ہماری یہاں جو کیسٹیں بنتی ہیں یہ لے جائے اور انہیں گھروں میں دیں تنہائی میں الگ بیٹھ کر سنیں تو سہی۔ کیا غلط کہہ رہے ہیں ہم اور اگر اللہ انہیں توفیق دے تو بڑی مصیبت میں ملک کو ڈالے بغیر ملکی حالات کی اصلاح کر دیں لیکن چوروں سے عدل کب ہو گا۔ توبہ کر لیں اللہ کا دروازہ کھلا ہے اس کی رحمت وسیع ہے لوگوں کے حقوق لوگوں تک جانے دیں اتنی دولت لوٹ کر یہ کہاں لے جائیں گے۔ برطانیہ والوں نے لوٹا' لوٹ کر مغرب میں لے گئے یہ ظالم بھی لوٹ کر ان کے گھر رکھ آتے ہیں۔ کمال ہے حد ہو گئی وہ جو لوٹا تھا وہ پیسہ تو ملک میں رہنے دیتے۔ چلو لوٹ کا ہی سہی لیکن ملک کی اکانومی میں تو گردش کرتا۔ ظالمو! وہ باہر سے آئے تھے وہ لوٹ کر باہر لے گئے تم بھی لوٹ کر ان سے بھی پرے امریکہ جا کر چھوڑ آئے اور یہ بھی نہ سوچا کہ آج تک امریکہ نے کسی کو دھیلا دیا ہے؟ مارکوس کو دھیلا نہیں دیا' شہنشاہ ایران کو دھیلا نہیں دیا' ہمارا اکاؤنٹ تو اس کی ایک داڑھ کے نیچے بھی نہیں آیا جن کے کھربوں اکاؤنٹ تھے ان کے کھا گیا تمہیں کیا دے گا۔

آج کی مجلس اللہ کے نام سے شروع کی تھی اسی کے نام سے ختم کرتے ہیں۔ مل کر دعا کرو' پورے خلوص سے کرو' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی سے شروع کرو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درود سے شروع کرو۔ اللہ کی حمد سے شروع کرو اور جو کچھ کہا ہے اللہ سے دعا مانگو اللہ ہمیں یہ کر دکھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ صفحہ 44 سے آگے

نے کہا جی! ایک ہی جادو ہے یہ ظالمانہ نظام جادو ہے جو سارے ملک پر مسلط ہے اسے ہٹا دو سب کا جادو کھل جائے گا۔ اور جب تک انصاف کے نام پر انصاف کا خون ہوتا رہے گا تب تک انسانوں پر شیطان حکومت کرتے رہیں گے تب تک خوشحالی نہیں آئے گی' مصیبت بڑھے گی' عذاب الٰہی بڑھے گا اور عذاب الٰہی توبہ کرنے سے اصلاح کرنے سے جاتا ہے۔ اللہ کریم ہمیں بھی توبہ کی توفیق نصیب فرمائیں۔ ہمارے گناہ بھی معاف فرمائیں اور اللہ کریم حکمرانوں کو توبہ کی توفیق عطا کرے۔ اگر ان کی قسمت میں توبہ نہیں ہے تو اس ملک کو ان بدنصیبوں سے نجات نصیب کرے۔

و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔